جلد ۱۹

نظارۂ پرستان

ترجمہ مسٹریز آف لندن (آخری سلسلہ)

اس مصنف کے حسب ذیل ناول بھی ملاحظہ فرمائیے

، ہزدہ حسن - باپ کا قاتل - خونی تلوار - فسانہ لندن - گردش آفاق

مصنف — مترجم

جارج ڈبلیو - ایم - رینالڈس — تیرتھ رام فیروزپوری

اس دفتر سے منشی تیرتھ رام صاحب کے نئے ناولوں کا ایک ماہوار سلسلہ جاری ہے

عہ سالانہ قیمت بھیجکر مستقل خریداری فرمائیے

لال برادرس

۷ - پارسنز روڈ - نولکھا - لاہور

صرف مسرورق مطابع الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام پیارے لال پرنٹر پبلشر چھپا

باپ کا قاتل

رینالڈس کے زبردست ناول پیری سائیڈ کا ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب بلہوری کے قلم سے

کیا یہ بتانیکی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا مظہر نہیں ہے؟ باپ اپنے چھوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا اور اس کے نرم چمکیلے اور گھومے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فخر انسانی حالت کو بھی قطعی فراموش کر دیتا ہے اور صرف یہ امید اس کے لئے باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے وافر دولت کما سکوں۔ اسی فکر میں اسکی ساری زندگی بسر ہوتی ہے یہی بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ اس محبت دل میں خنجر بھونک دیں جو ہر وقت اسی کیلئے فکرمند اور مضطرب رہتا تھا۔ ہائے کیا فطرت انسانی اس حد قابل نفرین ہو سکتی نہایت زوردار۔ بڑا اپدرد رغایت درجہ سبق آموز۔ مکمل ۲ جلدیں ۵۱۶ صفحے قیمت للعہ

خونی تلوار

رینالڈس کے بینظیر تاریخی ناول میسیکر آف گلنکو کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی سانحہ پر مبنی ہے۔ جیسا سنہ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں پیش آیا تھا۔ ایسے ہولناک واقعہ پر رینالڈس کی تحریر۔ پوچھئے نہیں اس میں کیسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں۔

گلنکو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اتنا خوفناک کہ مورخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں۔ رینالڈس نے اپنی جادو نگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے وہ اسی کا حصہ سمجھنا چاہیئے حب وطن اور قومی غیرت کی تصویر۔ آزادی کی حمایت میں قربانی کا نظارہ۔ سیاسی مظالم کی نہ بھولنے والی داستان۔ مکمل ۴۰۵ صفحے قیمت ؏ روپیہ

اگر آپ اب تک ہمارے اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو جھٹ کا منی آرڈر بھیجکر اب بن جائیے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہیگی

اُنیسویں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کے سب سے زبردست ناول کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن خونی تلوار۔ وطن پرست وغیرہ وغیرہ

سنہ ۱۹۲۵ء

لال برادرس

دھلی

ہیڈ آفس ۔ ۷ ۔ پارسنز روڈ نولکھا ۔ لاہور

اشاعت اول

قیمت عہ ر

نظارۂ پرستان

انیسویں جلد

باب ۱۲۰ (بقیہ)

اس قدر لکھنے کے بعد ہم پھر سلسلہ داستان شروع کرتے ہیں جس دن کا ذکر اس سے پہلے باب میں ہوا تھا اس کی سہ پہر کو ۴ بجے لیڈی انسٹیشیا لیتھم ٹیوڈر ہوس کے ایک مکلف اور آراستہ کرہ میں تنہا بیٹھی تھی۔ بعض سہیلیاں ملاقات کے لئے آئی تھیں۔ مگر ان کے چلے جانے پر وہ پھر اس خوشنما سوزن کاری کو جسے ان کی آمد پر ایک طرف رکھ دیا گیا تھا۔ ہاتھ میں لیا چاہتی تھی۔ کہ نوکر چاندی کے طشت پر ایک خط لے کر حاضر ہوا۔

"بیگم صاحب" اس نے ادب سے خط پیش کرتے ہوئے کہا۔ "ایک آدمی اسے لیکر آیا ہے۔ اور حضور کے جواب کا منتظر ہے۔"

خط بیازی رنگ کے خوشبودار لفافہ میں بند تھا۔ انسٹیشیا نے اندکسل سے اس کو کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ لکھا تھا:۔

چونکہ میڈم اینجلیک نے اپنا کاروبار بند کر دیا ہے۔ اس لئے وہ لیڈی انسٹیشیا لیتھم سے ملتجی ہے۔ کہ آپ کے نام ۳ ۶ ۵ پونڈ کی جو رقم اب تک باقی چلی آتی ہے۔ وہ از راہ کرم پہلی فرصت میں ادا کر دی جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی درخواست ہے کہ میں نے اپنے حسابات کی جانچ کا فرض چونکہ حامل رقعہ مسٹر اشرک سیڈ بولٹ کے سپرد کر دیا ہے۔ اس لئے یہ رقم عند الطلب انہی کے حوالہ کر دی جائے۔ آپ کو ترسیل زر کی زحمت سے محفوظ رکھنے کے لئے وہ خود ہی حاضر خدمت ہو کر روپیہ وصول کر لیں گے۔ یقین کامل ہے۔ کہ آپ اس حقیر رقم کی ادائیگی سے ایک دیرینہ حساب بے باق کر کے اظہار ممنونیت کا

موقعہ دیں گے۔

خط پڑھ کر ایک لمحہ کے لئے لیڈی انسٹیشیا کے رخساروں کی سرخ رنگت زرفام ہو گئی۔ مگر فوراً ہی پھر نمودار ہوئی۔ اور اس نے بڑے پُرسکون لہجہ میں جس کے اندر ذرا سی لغزش بھی موجود نہ تھی۔ کہا "تیرے خیال میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ تم اس آدمی کو فوراً میرے پاس بھیجدو۔"

خادم سر جھکا کر رخصت ہوا جس کے چند منٹ بعد مسٹر ایٹرک شیڈبولٹ کمرہ میں داخل ہوئے اس اثنا میں انسٹیشیا نے نوشت کی میز کھول کر تین چار کاغذ سامنے رکھ لئے تھے۔

اجنبی کو دیکھ کر اس نے بڑے موقر اور مستقل لہجہ میں کہا "کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں جن کا اس خط میں ذکر کیا گیا ہے؟" اور یہ کہتے ہوئے اس نے میڈم اینجلیک کا خط ہاتھ میں لے کر دکھایا۔

"ہاں بیگم صاحب میں ہی آپ کا ادنےٰ خادم ایماندار ایک شیڈبولٹ کہلاتا ہوں۔" نووارد نے جواب دیا۔

"تو صاحب میں آپ کو اطلاع دیتی ہوں کہ اس خط کی تحریر میں ضرور غلط فہمی ہوئی ہے جس کی اصلاح فوراً ہو جانی چاہئے۔" انسٹیشیا نے شیڈبولٹ کے انداز میں کسی قدر بے تکلفی دیکھ کر اور بھی سرد اور پُروقار لہجہ میں جواب دیا۔ "میڈم اینجلیک کے سب بل میرے پاس جمع ہیں۔ اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی پشت پر رقم کی وصولی درج ہے۔ اس کے علاوہ یہ میزان غیر معمولی بڑی ہے۔ میڈم اینجلیک کے حساب میں کبھی کوئی رقم اس سے آدھی بھی میرے ذمہ واجب الادا نہ تھی۔"

"میں نے ان بلوں کو دیکھ لیا۔ واقعی ان سب کا روپیہ وصول ہو چکا ہے" مسٹر شیڈبولٹ نے کاغذات کا سرسری معائنہ کرنے کے بعد کہا۔ "مگر دیکھئے تو ان میں سے آخری بل کس تاریخ کا ہے؟" اور یہ کہتے ہوئے اس نے بیہودگی سے میز کی طرف گردن بڑھائی۔

"قریباً ایک سال پہلے کا" لیڈی انسٹیشیا نے بدقت اس صبر و سکون کو جس سے وہ اب تک کام لے رہی تھی۔ برقرار رکھتے ہوئے کہا۔

"اس صورت میں ایک بل اس کے بعد اور بھی ہے" مسٹر شیڈبولٹ نے بے باکی سے جواب دیا۔ "اور اسی کے لئے۔۔۔"

"تم غلط کہتے ہو۔" انسٹیشیا نے اب کسی حد تک ضبط کو ہاتھ سے دیتے ہوئے کہا۔ "گزشتہ ایک سال سے میرا اور میڈم اینجلیک کا لین دین قطعی بند ہے" یہ کہتے ہوئے حسین امیرزادی کی نگاہ

لہجے سے دبے ہوئے غصہ کا اظہار ہونے لگا۔

"خیر آپ کو اختیار ہے۔ جو چاہیں کہیں۔" شیڈ بولٹ نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "بہرحال اس کے مقابلہ میں میڈم اینجلیک کا بیان یہ ہے۔۔۔"

"میں پھر کہتی ہوں اس معاملہ میں ضرور کچھ غلطی ہوئی ہے۔" لیڈی انسٹیشیا نے انداز نخوت سے کہا۔ "لیکن اس کے باوجود میں اپنے حسابات کی جانچ کر کے دیکھوں گی کیا واقعی میڈم اینجلیک کی کوئی رقم میرے ذمہ باقی ہے۔ سر دست میرا خیال یہی ہے کہ تم لوگوں سے کچھ سہو ہو گیا ہے۔ کیونکہ جس قدر بل وجود میں ان کی رقمیں ادا ہو چکی ہیں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے پھر ایک بار ان کاغذات کی طرف اشارہ کیا جو اس کے سامنے میز پر بکھرے ہوئے تھے۔

"اور میرا خیال یہ ہے کہ میڈم اینجلیک کے ۳۰۰ پونڈ اب تک آپ کے ذمہ باقی ہیں۔" شیڈ بولٹ نے برجستہ ہو کر کہا۔ "خواہ اس کا بل آپ کے پاس بھیجا گیا ہو۔ یا نہ بھیجا گیا ہو۔"

انسٹیشیا ان چند لمحوں کے عرصہ میں اتنی سرد مہری۔ ایسا تکبر اور اس قدر غصہ ظاہر کرنے پر مجبور ہوئی تھی۔ جس کا اس کی عمر میں آج تک موقعہ نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی اب تک اس نے ضبط کو ہاتھ سے نہیں دیا تھا۔ مگر اب صبر و سکون کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ وہ غصہ سے لال پیلی ہو کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اور اپنی خوشنما نیلی آنکھوں سے شیڈ بولٹ پر بجلیاں گراتے ہوئے کہنے لگی "یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی نے میرے الفاظ پر شک کیا ہے میں دیکھتی ہوں۔ تمہارا سلوک انتہا درجہ گستاخانہ ہے۔ ایک دو روز تک میں اس معاملہ پر براہ راست میڈم اینجلیک سے خط و کتابت کروں گی۔ جاؤ"

"چلئے یوں ہی۔" شیڈ بولٹ نے جو اور زیادہ گستاخی سے پیش آنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ فوراً سنبھل کر کہا۔ "بہرحال معاملہ کو بھول نہ جائیے گا۔"

اتنا کہہ کر وہ بڑی شان سے اکڑتا کمرہ سے رخصت ہوا۔ مگر انسٹیشیا کے حسیات کو اتنا صدمہ پہنچا۔ اور اس کا دل اس قدر مجروح ہو چکا تھا۔ کہ بمشکل آنسو ضبط کر سکی۔ یہ خیال ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے دل میں پیدا نہ ہوا تھا۔ کہ اس شخص اور میڈم اینجلیک کا مدعا استحصال بالجبر ہے۔ اس کا گمان یہ تھا۔ کہ میڈم اینجلیک کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور لاعلمی میں اس نے اپنے حسابات کی جانچ ایک ایسے شخص کے سپرد کی ہے۔ جو نہایت گستاخ اور شوریدہ سر اور وصولی زر کے نازک فرض کی ادائیگی کے قطعاً نااہل ہے۔ وہ چونکہ فطرتاً حلیم و خلیق تھی۔ اس لئے اس گفتگو کا اس کے قلب نازک پر اتنا اثر ہوا جو شاید کسی دوسری عورت کے دل پر نہ ہوتا۔ اور چونکہ بالعموم غصہ اور جوش ظاہر کرنے کی عادی نہ

تھی۔ اس لئے شیڈ بولٹ کے رخصت ہونے پر جب مزاجانہ اثرات ظاہر ہوئے۔ تو اس کی خوشنما آنکھیں بے اختیار آنسوؤں سے بھر گئیں۔

شیڈ بولٹ کو گئے بہت دیر نہ گذری تھی۔ کہ سر فریڈرک لیتھم کمرہ میں داخل ہوئے۔

"انسٹیشیا" انہوں نے پاس آتے ہوئے کہا۔ "ابھی ابھی میرے نام تمہارے بھائی کا خط آیا ہے جس میں لکھا ہے۔۔۔۔ مگر میں! کیا بات ہے۔ تم ایسی غمزدہ اور ہراساں کیوں ہو؟ کیا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آیا ہے؟۔۔۔"

سر فریڈرک نے یہ سوال اسی سرد اخلاق کے لہجہ میں جس کا وہ عادی تھا۔ پوچھا۔ اور گو ایسا کرتے ہوئے اس کے چہرہ پر کسی قدر تشویش ظاہر ہوئی۔ تاہم نہ اس کے منہ سے کلمہ محبت ادا ہوا۔ نہ اس نے کسی طرح کی ہمدردی ظاہر کی۔ انسٹیشیا جو پہلے غمزدہ تھی۔ اب بے چین ہو گئی۔ جلدی سے میز پر بکھرے ہوئے کاغذوں کو جمع کر کے جن میں میڈم ہیجلیک کے سابقہ بل اور تازہ چٹھی شامل تھی۔ سب کو میز کی دراز میں رکھ دیا۔ اس کے بعد بھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی "جی نہیں۔ میں اچھی ہوں۔ کچھ فکر کی بات نہیں ہے۔"

"میں یہ سن کر بہت خوش ہوا۔" سر فریڈرک لیتھم نے کہا۔ مگر اس کے باوجود اس نے تھوڑی دیر اپنی سرد نیلی آنکھوں کو انداز تجسس سے لیڈی انسٹیشیا کے چہرہ پر جمائے رکھا۔

"آپ بھائی کے خط کا ذکر کر رہے تھے" نازنین نے اپنے جذبات کو ضبط کر کے پوچھا۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے شوہر کی طرف نظر اٹھائی۔ تو سر فریڈرک نے اس خیال سے منہ پھیر لیا کہ اسے معلوم نہ ہو میں نے اس کی پریشانی کو نظر غور سے دیکھا ہے۔

"ہاں میں وائیکونٹ رینبرک کی چٹھی کا ذکر کر رہا تھا" سر فریڈرک لیتھم نے اس طرح کے پرسکون لہجہ میں جواب دیا جس نے انسٹیشیا کو اور زیادہ مطمئن کر دیا۔ "لکھا تھا میں آج یہیں کھانا کھاؤں گا اور اس کے بعد ایک خفیف نجی معاملہ پر آپ سے گفتگو بھی کروں گا۔۔۔"

"میں امید کرتی ہوں۔۔ میرا خیال ہے۔" انسٹیشیا نے کسی وجہ سے دوبارہ بے چین ہو کر کہا۔ کہ بھائی رابرٹ۔۔۔"

"نہ گھبراؤ" سر فریڈرک نے اسی پرسکون لہجہ میں قطع کلام کر کے کہا۔ "میں نے یہ ذکر کسی خاص وجہ سے نہیں بلکہ محض یہ دریافت کرنے کے لئے کیا تھا۔ کہ آج کے کھانے پر کسی دوست کی آمد کا تو انتظار نہیں ہے؟۔۔۔"

"جی نہیں" انسٹیشیا نے جواب دیا "آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں بے اجازت کسی کے نام رقعہ دعوت جاری نہیں کرتی . . ."

"حالانکہ تم اگر چاہو تو ایسا کرنے کے لئے مختار ہو۔" سر فریڈرک نے اس انداز سے کہا۔ گویا وہ کسی حق مسئلہ کی تصدیق کی بجائے ان الفاظ کے ذریعہ سے کسی طرح کی اجازت دے رہا تھا "میں نے بھی آج کسی شخص کو کھانے پر نہیں بلایا۔ اس لئے یہ امر باعث اطمینان ہے کہ کھانے سے فارغ ہو کر میں اور تمہارا بھائی علیحدگی میں باتیں کر سکیں گے۔ کیونکہ جیسا میں نے بیان کیا تھا وہ کسی اہم معاملہ پر گفتگو کیا چاہتا ہے . . ."

"مجھ کو رابرٹ سے ملے ہوئے کئی مہینے گذر گئے۔" انسٹیشیا نے کہا۔ "مگر میں دعا مانگتی ہوں"

"میں پھر کہتا ہوں نہ گھبراؤ۔" سر فریڈرک نے دوبارہ قطع کلام کر کے کہا "مالی امداد ہی کا سوال ہوگا۔ تو دے دی جائے گی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ تمہارا شوہر کسی طرح کی تنگی محسوس کئے بغیر اپنے رشتہ داروں کو کافی مدد دے سکتا ہے۔"

"میں جانتی ہوں خدا کے فضل سے آپ کے ہاں دولت کی کمی نہیں ہے۔" بیگم نے آبدیدہ ہو کر شوہر کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "پھر بھی رابرٹ کی کتنی حماقت ہے . . ."

"حماقت کچھ نہیں۔ آخر سالے بھائی کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں۔" سر فریڈرک نے اس انداز سے کہا کہ گو اس کے لہجہ میں طنز کی ہلکی سی جھلک پائی جاتی تھی تاہم انسٹیشیا نے اپنے اضطراب میں اس کو محسوس نہیں کیا۔

"آپ نے پہلے بھی اس پر کم احسان نہیں کئے ہیں۔" وہ کہنے لگی۔ "اور وہ بھی ایسے خوفناک حالات میں . . ."

"لیڈی انسٹیشیا" سر فریڈرک نے جس کے لہجہ نگاہ اور انداز میں ذرا سی تبدیلی بھی واقع نہ ہوئی تھی اسی پر سکون کاروباری لہجہ میں کہا "میں نے بارہا تم سے درخواست کی ہے کہ ان رنجیدہ حالات کا ذکر نہ کیا کرو۔ بخدا اگر معلوم ہوتا۔ کہ گفتگو یہ پہلو اختیار کرے گی۔ تو میں اس خط کا ذکر ہی نہ کرتا۔"

"مگر اس میں آپ کا کچھ قصور نہیں" لیڈی انسٹیشیا نے کہا "جب کبھی بھائی کا ذکر آتا ہے" میں بے اختیار محسوس کرتی ہوں . . . اور میرے خیال میں ایسا ہونا قدرتی ہے۔ خیال کیجئے آپ نے اس سے کہاں تک نیکیاں کی ہیں۔ اور وہ ایسا نادان۔ اتنا شوریدہ سر۔ اس قدر ناعاقبت اندیش ثابت ہوا ہے . . . آہ! میں ان باتوں کو بھول نہیں سکتی۔ اس زمانہ میں جب والدین اس کی روزینہ کے روادار نہ

تھے۔ جب تباہی اور بدنامی اس کے سامنے منہ کھولے ہوئے تھیں جب صحیح معنوں میں وہ ایک خوفناک غار کے دہانہ پر کھڑا تھا۔ تو اس نازک وقت میں آپ ہی تھے جنہوں نے کسی نمائش یا احسان کے بغیر خفیہ طور پر کسی کو خبر تک نہ کرکے ...“

”انسٹیشیا جانے دو۔ ان باتوں سے کچھ حاصل نہیں۔“ مالدار تاجر نے قطع کلام کرکے کہا۔ ”اس مضمون کو طول دینا بے سود ہے۔“

اس وقت کوئی شخص جسے قدرت نے غور میں نظر اور قیافہ شناسی کی مہارت عطا کی ہوتی۔ موقعہ پر موجود ہوتا۔ تو ضرور معلوم کرتا کہ سر فریڈرک بیتھم نے اپنی بیگم کو یہ گفتگو قصداً اس حد تک جاری رکھنے کا موقعہ دیا۔ جہاں تک اس کے وقار کی تسکین ہوتی تھی۔ اور وہ لیڈی انسٹیشیا کو محسوس کرا سکتا تھا کہ تمہارا کنبہ کس درجہ میرا ممنون احسان ہے اور اس کے بعد اس گفتگو کو عین اس جگہ روک دیا جس کے آگے طول دینے سے معلوم ہوتا کہ وہ اس ذکر کو قصداً جاری رکھنا چاہتا ہے۔ کسی ماہر فن کی پھرتی سے اس نے گفتگو کا رخ بالکل ہی بدل دیا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد لیڈی انسٹیشیا شام کا لباس تبدیل کرنے سنگار کے کمرہ میں چلی گئی۔

باب ۱۲۱

مال حرام

پانچ بجے کے تھوڑی دیر بعد ایک خوشنا فٹن تیز چلتی ہوئی۔ ہوس کے دروازہ پر آکر رکی۔ یہ لیڈی انسٹیشیا کے بھائی وائیکونٹ رشبروک کی سواری تھی۔ صاحب ممدوح خود آپ گھوڑے چلاتے تھے۔ گو وضعداری کے لئے ایک وردی پوش سائیس ان کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ لارڈ رشبروک کے منہ میں ایک بہت موٹا سگار تھا۔ اور ان کی رندانہ وضع اور مسرفانہ انداز سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ بڑے فضول خرچ پرلے سرے کے ناعاقبت اندیش اور انتہا درجے لاپرواہ ہیں۔ عمر میں بہن سے قریباً پانچ چھ سال بڑے تنومند قامت اور متناسب الاعضا وہ ہر لحاظ سے اس زندگی کے لئے موزوں تھے جو ان کے حصہ میں آچکی تھی۔ بالوں کی رنگت سیاہ۔ چال ڈھال امیرانہ اور خط وخال موزوں۔ لیکن جیسا بیان کیا گیا ہے۔ عیش پرستی اور خوش عیشی کے آثار ان کے چہرہ پر صاف طور سے نمایاں تھے۔ عادتاً بے رحم۔ طبعاً سنگدل اور اخلاقاً بے اصول ہونے کی

وجہ سے اپنے فائدہ یا ضرورت کی خاطر آپ کو اپنے جگری دوستوں کی قربانی سے کبھی دریغ نہ ہوتا تھا۔ انہیں اپنی عزیز بہن یا عزیز تر والدین کی ذرہ بھر پروا نہ تھی۔ البتہ ریاکاری کے مکتب میں تعلیم پانے کے باعث اپنا مطلب نکالنے کو رشتہ داروں کے سامنے عجز، حلم اور محبت ظاہر کرنا خوب جانتے تھے۔ اسراف کی عادت ان میں بچپن سے پائی جاتی تھی۔ اور باپ کی آمدنی ان کے عہد طفلی ہی میں کم ہو چکی تھی۔ تاہم کالج کی تعلیم کے زمانہ میں آپ نے رہی سہی پونجی کو اور زیادہ بے دردی سے لٹایا۔ عوام میں افواہ مشہور تھا کہ سن بلوغ حاصل کرنے کے بعد آپ بارہا قرضخواہوں کے تقاضوں سے تنگ آکر ملک سے فرار ہوئے۔ اور اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کہ رشتہ داروں نے ادائے زر کا انتظام کر دیا۔

اس مزاج کے آدمی لیڈی انسٹیشیا کے اکلوتے بھائی رابرٹ لارڈ شیر کے تھے۔ جب گاڑی ہیوفڈ ہوم کے دروازہ پر ٹھیری۔ تو آپ نے ایک ہاتھ سے گھوڑوں کی باگ سائیس کی طرف ڈال دی اور دوسرے سے ادھ جلا سگار فرش زمین پر پھینکا۔ پھر بڑے کروفر سے گاڑی سے اتر کر تھوڑی دیر ان خوشنما گھوڑوں کو جو تیزی رفتار کی وجہ سے جلد جلد سانس لے رہے تھے۔ تعریفی نظروں سے دیکھا۔ اور شاہانہ وقار سے چلتے مکان میں داخل ہوئے۔ کمرہ نشست میں سر فریڈرک اور انسٹیشیا پہلے ہی موجود تھے۔ اور چونکہ آپ ایک خاص غرض لے کر آئے تھے۔ اس لئے سامنے آتے ہی مجسم حلاوت بن گئے۔

"سر فریڈرک تسلیمات عرض کرتا ہوں"۔ آپ نے بہنوئی کی طرف ہاتھ بڑھا کر گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ حالانکہ سچ پوچھئے تو آپ کی نظروں میں اس غریب کا وجود دانۂ حشرات الارض سے زیادہ قیمت نہ رکھتا تھا۔ اور عام حالات میں وہ اس سے اتنے ہی قلیل اخلاق سے پیش آتے جس سے ایک شریف آدمی دوسرے کے متعلق کام لے سکتا ہے۔ پھر سلسلہ تقریر جاری رکھ کر فرمایا "[illegible] آپ کی صحت ماشاء اللہ خوب ہے"۔ اس کے بعد بہن کی طرف متوجہ ہو کے "کیوں پیاری انسٹیشیا اچھی تو ہو؟ واللہ تم سے ملے ہوئے بہت مدت ہو گئی تھی"۔ اور یہ کہتے ہوئے آپ نے بہن کے رخسار کو ہلکا سا بوسہ دیا۔

"بھائی رابرٹ اتنی مدت کہاں رہے؟" لیڈی انسٹیشیا نے ہلکے لہجہ میں دریافت کیا۔

"میری نقل و حرکت کا صحیح حال تو شاید خدا کو بھی معلوم نہ ہوگا"۔ وائیکونٹ نے اس لاپروائی سے کام لے کر جو فطرت ثانی بن چکی تھی۔ جواب دیا۔ پھر امیرانہ کسل سے ایک کرسی پر گر کر کہا۔ "واللہ سر فریڈرک آپ نے اس مکان کو خوب آراستہ کیا ہے۔ واہ! کتنا سلیقہ۔ کیسی ہنرمندی! حیرت ہے آپ نے یہ

خوبیاں کہاں سے حاصل کیں۔ کیونکہ آپ کی عمر کا بڑا سا حصہ تو۔۔۔"

"تجارتی مصروفیتوں میں بسر ہوا ہے" ۔ سر فریڈرک سیتھم نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا "لیکن مائی لارڈ یہ دولت اور فراغت جو مجھے اس وقت حاصل ہے۔ انہی تجارتی مصروفیتوں کا نتیجہ ہے۔ اور اسی طرح مجھ کو وہ سلیقہ حاصل ہوا ہے جس کی آپ ازراہ نوازش اس قدر تعریف کرتے ہیں۔"

سر فریڈرک کی تقریر میں خود پسندی۔ خود پروری اور خود نمائی کا اثر غالب تھا۔ مگر اتنا چھپا ہوا کہ اس سکون کے پردہ میں جو اسکی فطرت کا حصہ بن چکا تھا۔ اسے بمشکل محسوس کیا جا سکتا تھا بالواسطہ یہ الفاظ اپنے اندر ایک ہلکا طنز بھی رکھتے تھے۔ کیونکہ صاف عبارت میں ان کے معنے یہی ہو سکتے تھے۔ کہ دیکھیے حضرت میں نے تو اپنی زندگی محنت اور عرق ریزی سے بسر کر کے اتنا تمول حاصل کیا ہے۔ مگر آپ ہیں کہ خاندانی امیر ہو کر بھی اسراف اور فضول خرچی کی بدولت اوروں کے دست نگر بننے پر مجبور ہیں۔ اس طنز خفیف کو انسٹیشیا کی نازک طبیعت نے بے شک محسوس کیا۔ مگر اس نے بھی خیال کیا۔ کہ میرے شوہر نے یہ الفاظ بھائی کا دل دکھانے کے لئے نہیں کہے۔ رہ گئے وائیکونٹ تو انہوں نے یا تو ان لفظوں کا اشارہ سمجھا ہی نہیں۔ یا اگر سمجھا تو اسے قصداً نظر انداز کر دیا۔ چنانچہ اسی معمولی لاپروائی سے کہنے لگے۔ "واللہ کچھ لوگ پیدائشی خوش نصیب ہوتے ہیں کہ اونچے اونچے سٹولوں پر بیٹھ کر دن بھر تاریک کمروں میں خوفناک کتابیں سامنے رکھے ہوئے جمع خرچ کر کے بھی بے حساب دولت جمع کر لیتے ہیں۔ مگر صاحب مجھے تو کوئی دو جہان کی دولت بھی پیش کرتا تو میں اس ذلیل کام کے لئے آمادہ نہ ہوتا۔"

اس وقت دروازہ کھلا۔ اور ایک وردی پوش نوکر نے اطلاع دی کہ کھانا دسترخوان پر آ چکا ہے۔ اثنائے طعام میں گفتگو کا سلسلہ بے شک جاری رہا۔ مگر کوئی قابل ذکر مسئلہ زیر بحث نہیں آیا۔ اس لئے یہی سمجھنا چاہیئے کہ کھانا ختم ہوا۔ اور دختر رز کی باری آئی۔ اس موقعہ پر لیڈی انسٹیشیا دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ اور سالا بہنوئی دونو کھانے کی میز پر تنہا رہ گئے۔ وائیکونٹ ڈھبرک کچھ دیر اس شخص کے اندازے سے شراب پیتا رہا جو بالطبع شیشہ کی پری کا عاشق و شیدائی ہو سکے۔ مگر اس وقت اس خیال سے زیادہ پی رہا ہے کہ اس مضمون کو چھیڑنے کیلئے جس کا خیال آتے ہی دل بڑے زور سے دھڑکنے لگتا تھا۔ طبیعت میں کافی حوصلہ پیدا ہو جائے۔ علاوہ بریں اس مضمون کی طرف آنے کے لئے کوئی اچھا موقعہ تلاش کر رہا تھا۔ اگرچہ سر فریڈرک سیتھم ایک ہوشیار کھلاڑی کی طرح اس ذکر کو حتے الامکان ٹال لینے کے خیال سے ہر مرتبہ گفتگو کو دوسرے پیرایہ میں ڈال دیتا تھا۔ اس کے اندازے

ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وائیکونٹ کی چٹھی کے اس حصہ کو جس میں ایک ضروری نجی کام کا ذکر کیا گیا تھا۔ بالکل ہی بھول گیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ عام معاملات پر اس انہماک سے گفتگو کئے جاتا تھا۔ گویا کوئی امر خاص قطعاً بحث طلب نہیں ہے۔ کبھی وہ شراب کی پختگی اور کہن سالی کا ذکر کرتا اور کبھی ان اصلاحات کا جو وہ عدالت میں پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد گفتگو کا رخ اس قرضہ کی طرف منتقل ہو جاتا۔ جو اس نے حال ہی میں بعض غیر ملکی گورنمنٹوں کو دیا تھا۔ اور وہ بتاتا کہ اس سے کس قدر نفع حاصل ہونے کی امید ہے۔ رابرٹ بے چارہ ان باتوں کو سنتا۔ اور دل ہی دل میں ان سب کے اوپر لعنت بھیجتا تھا

"خدا اس موذی کا ستیاناس کرے" وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔ کم بخت یہ ساری باتیں محض مجھ کو ذلیل کرنے کے لئے چھیڑ رکھی ہے۔ اس ذریعہ سے وہ قصداً مجھے نفس مضمون کی طرف آنے سے روکنا چاہتا ہے۔ اس کی خواہش یہ ہے کہ گفتگو آہستہ آہستہ اس مضمون کی طرف نہ آئے۔ بلکہ میں پوری طرح ڈھیٹ ہو کر روپیہ طلب کروں۔ خدا ان زر دار رذیلوں کو تباہ کرے جو روپیہ کی طاقت سے خاندانی امیروں کے وقار کو صدمہ پہنچاتے ہیں۔ واللہ مجھے اس شخص سے سخت ہی نفرت ہے"

اپنے دل سے اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے وائیکونٹ رشبرک نے بادہ احمر کا بھرا ہوا جام ہاتھ میں لے کر اس طرح فانوس کی روشنی میں اٹھایا۔ گویا اس کی رنگت کا بغور معائنہ کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ واقعہ میں اس کا مقصد مسٹر فریڈرک کے چہرہ کو دیکھ کر یہ معلوم کرنا تھا۔ کہ اس وقت اس کے مزاج کا کیا حال ہے اور کیا میری درخواست منظور ہو گی یا نہیں۔ مگر مسٹر فریڈرک کا چہرہ اتنا صاف اور پرسکون تھا۔ اور اس پر اطمینان اور سرد مہری کی وہ گہری نقاب حائل تھی جس کی موجودگی میں انسان کی ظاہری صورت سے اس کے دلی خیالات کا اندازہ کرنا سخت مشکل ہوتا ہے۔ اپنے دل میں وہ بھی سمجھتا تھا۔ کہ وائیکونٹ کس لئے میری طرف گھور رہا ہے۔ مگر اس کا ضبط اتنا مکمل تھا کہ اس نے اپنی کسی حرکت سے دلی حالات کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔

آخر کار بہت سی شراب پی کر کئی بار رکنے کے بعد سالے بھائی نے خیال کیا۔ کہ اب میری طبیعت میں وہ استقلال پیدا ہو گیا ہے۔ جو دست سوال دراز کرنے کے لئے ضروری تھا اور واقعی اگر شراب کی دو پوری بوتلیں اس کی طبیعت میں اس مطلب کے لئے کافی حوصلہ پیدا نہ کر سکتیں تو یہ امر باعث حیرت ہوتا۔ گو اس کے ساتھ یہ امر ضرور قابل ذکر ہے کہ اتنی شراب پی کر بھی اس کے حواس میں خلل نہیں آیا۔

"آہ! یاد آ گیا۔" اس نے یکا یک کہا۔ "غالباً آپ نے میرے خط کا وہ آخری فقرہ دیکھا ہو گا

جس میں میں نے ایک ضروری معاملہ پر علیحدہ گفتگو کرنے کا ذکر کیا تھا۔"

"ہاں دیکھا تھا۔" مالدار تاجر نے کاروباری آدمیوں کی مسلمہ راست بازی سے کام لیکر جواب دیا۔ "کوئی تحریر جس کی تہ میں خاص مطلب پوشیدہ ہو۔ وہ کتنی بھی مختصر ہو۔ میری نظروں سے چھپ نہیں سکتی۔"

"اچھا ہوا کہ بات آپ کے ملاحظہ میں آگئی۔" وائیکونٹ نے جواب دیا۔ "ورنہ احتمال تھا۔ کہ شاید وہ عبارت آپ کی نظر سے گذری ہی نہیں۔"

سر فریڈرک لیتھم نے جو عادتاً اعتدال پسند اور ہمیشہ بہت کم شراب پیتا تھا۔ پورٹ کی تھوڑی سی مقدار اپنے گلاس میں اور ڈالی۔ مگر زبان سے کچھ نہیں کہا۔

"بات یہ ہے۔" وائیکونٹ نے اپنے گلاس سے دو تین بار جرعہ کش ہو کر پھل کاٹنے کی روپہلی چھری کو بے چینی سے ہاتھ میں گھماتے ہوئے کہا۔ "میں ان دنوں بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہوں۔ یہ مشکلات ایسی بھی نہیں ہیں۔ کہ ان کی وجہ سے کسی اندیشہ کو دل میں جگہ دی جائے۔ بہرحال ان پر غالب آنے کے لئے دو تین ہزار پونڈ کی ضرورت ہے۔ یہ رقم مل جائے تو پھر کچھ غم نہیں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں اسے کیونکر صرف کیا جا سکتا ہے۔۔۔"

"کیوں نہیں۔" مالدار تاجر نے طنز سے کہا۔ "ایک آپ پر کیا موقوف ہے۔ دو ہزار پونڈ کی رقم مل جائے تو اسے صرف کرنا کون نہیں جانتا۔ البتہ سوال اتنی بڑی رقم پیدا کرنے کا ہے۔۔۔"

"واللہ یہ بات آپ نے میرے دل کی کہی ہے۔" وائیکونٹ نے تسلیم کیا۔ "یہی میرا اپنا خیال ہے" اور یہ کہتے ہوئے اس نے پھر ایک بار گلاس پر کیا۔ اور وہی چاندی کی چھری ہاتھ میں لے کر ہلانے لگا مگر دل ہی دل میں کہہ رہا تھا۔ "خدا اس رذیلے کا ستیاناس کرے۔ معلوم ہوتا ہے۔ صاف کہلوائے بغیر چین نہ لے گا۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اور اس عرصہ میں سر فریڈرک لیتھم وحشت خیز سکون کے ساتھ شراب پیتا گیا۔ مگر وائیکونٹ ریشبرک کا اضطراب دم بدم بڑھتا جا رہا تھا۔

"ذکر ان مشکلات کا تھا۔" اس نے پھر ایک بار جی کڑا کر کے کہا۔ "جیسا میں نے بیان کیا ہے دو ہزار پونڈ مل جائیں تو انہیں آسانی سے رفع کیا جا سکتا ہے۔ اور گو میں اس بات کا پختہ وعدہ نہیں کر سکتا۔ کہ یہ رقم کب تک واپس ادا کر سکوں گا۔ تاہم اس کے لئے ہنڈی یا تمسک آپ چاہیں لکھ دینے کو تیار ہوں۔ اس لئے پیارے بھائی اگر آپ اپنے دوستوں میں کسی طرح اس رقم کا انتظام کر سکیں۔۔۔"

"مائی لارڈ افسوس ہے۔ کہ میرے حلقہ احباب میں ایسا آدمی کوئی نہیں۔ جو روپیہ قرض دیتا ہو۔"
سر فریڈرک نے سرد مہری سے جواب دیا۔ "نہ مجھے کسی پیشہ ور سود خوار کا پتہ معلوم ہے۔ کیونکہ آج تک
روپیہ قرض لینے کا اتفاق نہیں ہوا۔"

"ہا ہا ہا!" وائیکونٹ نے مصنوعی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔ "آپ اور قرض لیں! آپ تو خود
گورنمنٹوں کو لاکھوں پونڈ قرض دیتے ہیں۔ معاف کیجیے۔ میرا مطلب یہ نہ تھا۔ میں تو فقط یہ عرض کرنا
چاہتا تھا۔ کہ آپ ازراہ عنایت کوئی ایسی صورت پیدا کر دیں جس سے یہ چھوٹی سی رقم حاصل ہو جائے
آپ کو چونکہ بارہا تکلیف دے چکا ہوں۔ اس لیے یہ رقم مانگتے ہوئے شرم آتی ہے..."

"سنو بھائی" سر فریڈرک نے تبسم سے قطع کلام کر کے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی بڑے وقار سے کرسی
پر جم کر بیٹھ گیا۔ "آپ کو دو ہزار پونڈ کی ضرورت ہے۔ اور منشا یہ ہے کہ یہ رقم میں دوں..."

"نہیں۔ نہیں، نہیں نہیں۔" وائیکونٹ نے جلدی سے کہا۔ "قرض حسنہ سمجھ کر ادا کریں..."

"خیر آپ اسے قرض حسنہ کہیں یا کچھ اور۔" تاجر نے پر زور لفظوں میں کہا۔ "دینے والے کو
عملی طور پر اس رقم سے ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔ خیر یہ رقم آپ کو مل جائے گی..."

"سر فریڈرک... پیارے بھائی۔ میں حیران ہوں۔ آپ کی عنایتوں کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔
آپ سچ مچ نیکی کا فرشتہ ہیں..."

"یہ ہے روپیہ کی طاقت۔" سر فریڈرک نے اپنے دل سے کہا۔ پھر ظاہر میں کہنے لگا۔ "بہر حال
جو کچھ میں کہتا ہوں۔ اسے بغور سن لیجئے۔ کیونکہ روپیہ دینے سے پہلے میں آپ سے دو چار معاملہ کی باتیں کہنا
چاہتا ہوں۔"

"فرمائیے۔ فرمائیے" وائیکونٹ نے خوشی سے کہا۔ "شراب نہایت خوشگوار ہے۔ اور اسے پیتے
ہوئے میں ساری رات باتیں کر کے گذار سکتا ہوں۔"

سر فریڈرک کے چہرہ کی سختی اور بڑھ گئی۔ معلوم ہوتا تھا۔ سادے صاحب کی طراری اور خوش گفتاری
کو نفرت اور حقارت سے دیکھتا ہے۔ اسی حالت میں اس نے کہا۔ "معاف کیجیے میں اس وقت بعض واقعات
گذشتہ کی یاد تازہ کرنا چاہتا ہوں..."

"پیارے بھائی۔ آپ کو اختیار ہے جس طرح جی چاہے کیجیے" رشبروک نے جو روپیہ کے وعدہ
سے اچھی طرح مطمئن ہو گیا تھا۔ کہا۔ "واللہ کیا خوش ذائقہ شراب ہے... آہ معاف کیجیے۔ میں نے آپ
کی بات منقطع کر دی۔ اب میں گوش ہوش سے سنتا ہوں۔ مگر اس گفتگو کو جاری رکھنے سے پہلے ایک بوتل

اور منگا لی جائے۔ تو خوب ہو۔"

"سنئے مائی لارڈ" سر فریڈرک نے سختی سے کہا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ اس نے شراب کی نئی بوتل کے متعلق رسٹبروک کے الفاظ پر بالکل توجہ نہیں دی "آپ سے اور آپ کے والد ارل آف فورڈنچ سے میرے جو تعلقات ہوئے ان کا بانی تحریک میں نہ تھا۔ بعض غیر معمولی حالات نے مجھے آپ کے خاندان سے واقف ہونے کا موقعہ دیا . . ."

وائیکونٹ ان لفظوں کی اہمیت سمجھ کر فرط جوش سے کانپ اٹھا۔ مگر اہل الغرض مجنون پھر بھی ضبط کرکے کہنے لگا۔ "بھائی ان گذری ہوئی باتوں کو دہرانے سے کیا حاصل ہے؟ ہمارے تعلقات خواہ کیسے حالات میں قائم ہوئے . . ."

"مائی لارڈ۔ سنتے جائیے۔ ابھی آغاز داستان ہے۔ اب بے رحم تاجر نے سرد مہری سے کہا" آپ مجھ سے طالب امداد ہیں۔ اور مجھے اختیار ہے کہ آپ کو امداد دوں یا نہ دوں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے کوٹ کی جیب سے چیک بک نکال لی۔ اور اس کے خالی ورق لاپرواہی سے الٹنے لگا "اگر آپ میری تقریر کو اول سے آخر تک سننا منظور کریں۔ تو ان میں سے ایک ورق پُر کرکے عنقریب آپ کے حوالہ کردوں گا۔ نہ سنیں تو آپ کی مرضی ہوئے سے پھر اپنی جیب میں رکھ لیتا ہوں۔ بالخیر شما بسلامت۔"

"مگر پیارے بھائی . . . پیارے سر فریڈرک" وائیکونٹ نے مضطرب لہجہ میں کہا۔ کیا بات ہے۔ آج آپ اس عجیب انداز سے باتیں کرتے ہیں۔ آخر اس قصہ پارینہ کو دہرانے سے فائدہ کیا ہے؟ میرے خیال میں اس طرح کا طرز عمل فیاضی سے بعید ہوگا . . ."

"خیر آپ کو اختیار ہے کہ میرے طرز عمل کی نسبت جو جی چاہے سمجھیں" سر فریڈرک نے قطع کلام کرکے کہا۔ "بہر حال اگر آپ میری باتوں کو سننا نہیں چاہتے۔ تو میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ حضرت معاف کیجیے۔ میں آپ کی درخواست منظور کرنے کو تیار نہیں۔"

یہ کہتے ہوئے سر فریڈرک نے چیک بک کو جیب میں ڈالنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ وائیکونٹ نے صورت حال دیکھی تو گھبرا گیا۔ اس کی ضرورت شدید تھی۔ روپیہ حاصل کرنے کے لئے وہ بڑی سے بڑی باتیں سن سکتا تھا۔ مگر انکار کے لئے تیار نہ تھا۔ مضطرب ہو کر کہنے لگا "اچھا آپ میرے بزرگ ہیں۔ جو کہنا ہو کہئے۔ میں سننے کو تیار ہوں۔"

"تو سنتے جائیے۔" تاجر نے اس پرسکون لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "جو موجودہ حالات میں بدنصیب امیر کے لئے مسبوہان روح تھا" دو یا تین سال گذرے۔ مارکوئیس آف سویل کلاٹ کے نام لکھی ہوئی

آپ کی ایک ہنڈی جس کی مالیت دو ہزار پونڈ تھی سکارنے کے لئے میرے پاس آئی۔ یہ ہنڈی آپ نے کسی دوڑ کے موقعہ پر لکھی تھی۔ لیکن معلوم ہوا کہ اس پر مارکوئیس کی منظوری سراسر جعلی ہے۔ اور یہ جعلسازی وائیکونٹ رشبروک یعنی خود آپ نے کی ہے۔"

"اُف! یہ کیا بے ہنگام تقریر ہے۔" اسٹیفیا کے بھائی نے چیخ کر کہا۔ "بھائی اگر کوئی ان باتوں کو سن لے..."

"اطمینان رکھئے۔ میرے گھر میں کوئی شخص چھپ کر باتیں سننے کا عادی نہیں ہے۔" مسٹر فریڈرک نے جواب دیا۔ "فرمایئے۔ کیا آگے کہوں؟"

"اگر یہی آپ کی خوشی ہے۔ تو میں مجبور ہوں۔ لیکن یہ طریقہ سخت بے رحمانہ ہے۔"

"بہر حال یہی وہ طریقہ ہے جس سے میں کسی شخص پر احسان کرتا ہوں۔" مسٹر فریڈرک نے جواب دیا۔ اور اس کے لہجہ سے انتہائی سرد مہری ظاہر ہوتی تھی۔ "خیر تو جس وقت وہ جعلی ہنڈی میرے ہاتھ آئی۔ اور میں نے اسے مارکوئیس آف سویل کلف کو پیش کیا۔ تو انہوں نے فوراً اس کی منظوری سے انکار کر دیا۔ ادھر آپ کی نسبت معلوم ہوا۔ کہ سیر یورپ کو تشریف لے گئے ہیں۔ کم از کم اس وقت آپ انگلستان میں کہیں نہ تھے۔ جب اس واقعہ کی خبر آپ کے والد کو ہوئی۔ تو وہ سخت پریشانی کی حالت میں میرے پاس آئے۔ مجھے ان پر رحم آیا۔ معلوم ہوا وہ اس ہنڈی کا روپیہ ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے اب یہ راز فاش ہونا یقینی ہے۔ دوسری جانب مارکوئیس آف سویل کلف پر مصر تھے کہ مجرم کے خلاف انصاف عمل میں لایا جائے۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ اگر آپ اس ہنڈی کا روپیہ گرہ سے بھی ادا کر دیں گے۔ تو میں اپنی طرف سے اس راز کی تشہیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروں گا۔ اور کلبوں میں ہر جگہ مشہور کر دوں گا۔ کہ لارڈ رشبروک مجرم۔ بے ایمان اور جعلساز ہے۔ اس کے بعد خدا معلوم کیا ہوا۔ اور مارکوئیس پر خفیہ طور سے کیا اثر ڈالا گیا۔ میرا گمان ہے آپ کے والدین نے ان سے مل کر کچھ سمجھوتہ کر لیا۔ بہر حال دفعتاً مارکوئیس کے رویہ میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ اب وہ خود ہی اس معاملہ کو دبانے پر اصرار کرنے لگے۔ میں بھی اس بات پر راضی ہو گیا۔ کہ اگر آپ کے والد ارل آف فورڈ برج جعلی ہنڈی کے بدلے اپنا دستخطی پیدونوٹ لکھ دیں۔ تو ہنڈی کا روپیہ میں ادا کر دوں گا۔ یہ بات پختہ ہو گئی اور میں نے جعلی ہنڈی آپ کے والد کے حوالہ کر دی۔ مگر سچ پوچھئے۔ تو میں نے اسی روز سے اس دو ہزار کی رقم سے ہاتھ دھو لئے کیونکہ پیدونوٹ کا روپیہ نہ آج تک ادا ہوا ہے۔ اور نہ کبھی ہوگا۔"

"میں ان ساری باتوں کو صحیح تسلیم کرتا ہوں" بانصیب وائیکونٹ نے جواب دیا "فی الحقیقت میں نے ان واقعات کی صحت سے کبھی انکار نہیں کیا ۔ پھر کس لئے آپ ۔۔۔ ؟"

"دم لیجیے ۔ آپ نے میری باتوں کو آخر تک سننے کا وعدہ کیا تھا" سنگدل تاجر نے انتہائی سرد مہری سے کہا "جب میری تقریر ختم ہو جائے گی ۔ اور میں زر مطلوبہ کا چیک آپ کو دے دونگا ۔ تو پھر آپ جتنی شراب چاہیں پیش کروں گا ۔ بہر حال سردست چپ رہیئے ۔"

وائیکونٹ کے چہرہ پر اس خیال سے رونق آگئی کہ یہ دلآزار تقریر عنقریب ختم ہو جائے گی اور میں ضرورت کا روپیہ بآسانی حاصل کرلونگا ۔

"یہ واقعہ تھا جس نے سب سے اول میرے تعلقات آپکے خاندان سے قائم کئے" سر فریڈرک لیتھم نے سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا "اسکے بعد میری آپ کی بہن انسٹیشیا سے شادی ہوئی ۔ اور انہی ایام میں میں نے اپنے خسر یعنی تمہارے والد ارل آف فنڈرج کو چند ہزار پونڈ نذر کرنے کا طرہ امتیاز حاصل کیا ۔" یہ الفاظ لہجہ نفرت سے کہے گئے تھے "لیکن معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوا ۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد آپ تازہ مشکلات میں مبتلا ہو گئے ۔ دیوانی کے پیادے شہر میں ہر جگہ آپ کی تلاش میں تھے ۔ مگر آپ کہیں نہ ملے ۔ اس سے بھی زیادہ یہ ہوا کہ آپکے قرضخواہوں میں سے ایک شخص نے جو ساہوکارہ کے علاوہ وکالت بھی کرتا ہے آپکے خلاف اس الزام میں فوجداری کی دھمکی دی کہ آپ نے دھوکا دیکر روپیہ قرض لیا ہے ۔ تب آپ پھر براعظم یورپ کی سیاحت پر مجبور ہوئے ۔ یا کم از کم کسی محفوظ مقام پر چھپ گئے ۔ اس وقت کس نے آپ کو مدد دی ؟ کس نے آپ کا قرض بیباق کیا ۔ اور کس نے آپ کو گرفتاری اور قید سے بچایا ۔ وہ کون تھا جس نے اس سود خوار وکیل کے جبر و تشدد کو روکا ۔ اور آپ کو تباہی ، ذلت اور بربادی سے محفوظ رکھا ۔ کیا وہ بندہ ناچیز فریڈرک لیتھم ہی نہ تھا ؟"

"بے شک آپ ہی نے یہ سب احسانات کئے تھے ۔" وائیکونٹ نے تسلیم کیا "مگر بھائی میں نے آپ کی عنایات سے کب انکار کیا ہے ؟ کیا میں نے ہمیشہ اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ آپ ہی میرے محسن میرے مشفق اور میرے سرپرست ہیں ۔ بارہا میں نے اپنے خطوں میں ایسے ہی خیالات ظاہر کئے تھے ۔۔۔"

"بے شک کئے تھے" سر فریڈرک نے کہا "مگر کیا عجب آپ کی ہنڈیوں کی طرح یہ خط بھی جعلی ہوں ۔ جو شخص ایک معاملہ میں ایسا کر سکتا ہے ۔ اس کے لئے دوسرے میں اسی طرح کرنا بعید از قیاس

نہیں ہوگا۔ رہی آپ کی احسان مندی۔ تو اس کے متعلق لارڈ رشبرک مجھے یہ کہنے کے لئے معاف فرمائیے کہ میں آپ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کی قدر و قیمت خوب سمجھتا ہوں۔"

"کیا! کیا! کیا! سر فریڈرک یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!" نوجوان امیر نے اپنے اضطراب کو بدقت چھپاتے ہوئے لکنت آمیز لہجہ میں کہا۔

"سنئے گا۔ اب میری تقریر کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔" مالدار تاجر نے اپنے لفظوں پر زور دے کر کہا۔ "شاید آپ سمجھتے ہیں کہ میں نے یہ سب باتیں محض اپنی مالی فیاضیوں کے اظہار کے لئے بیان کی ہیں۔ مگر نہیں مجھے نہ سابقہ احسانات کی یاد تازہ کرنا منظور ہے۔ نہ اس تازہ عنایت کی قیمت دینا مقصود۔ رقم جو آپ طلب کرتے ہیں وہ آپ کی ضرورتوں کے اعتبار سے کتنی ہی بڑی ہو میرے لئے ہیچ ہے۔ پس اطمینان فرمائیے کہ میں نے یہ باتیں اپنی فراخ حوصلگی یا وسیع النظری کے اظہار کیلئے نہیں کہی ہیں۔ میں اس ذکر سے فقط یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ میں اتنا بے وقوف نہیں جس قدر آپ خیال کرتے ہیں۔"

"بیوقوف! ہا! ہا! ہا! سر فریڈرک آپ نے واقعی مذاق کی حد کر دی۔" وائیکونٹ نے بناوٹ کے لئے ہنستے ہوئے کہا۔ "سچ مانئے میں تو آپ کو بڑا ہوشیار مدبر اور بلند نظر کاروباری آدمی سمجھتا ہوں۔"

"خیر اب تک نہیں سمجھتے تھے تو اب ضرور سمجھا کرو گے۔" سر فریڈرک نے ہنستے ہوئے کہا۔ پھر وائیکونٹ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "حقیقت یہ ہے کہ جب میں آپ کو یا آپ کے والد کو دیکھا کرتا ہوں۔ تو اپنے دل میں یہی سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کی حالت سینٹ گائلز یا وائٹ چیپل کے فقیروں سے مختلف نہیں۔ فرق اگر کچھ ہے تو اتنا کہ وہ پیدائشی فقیر ہیں اور تم پیدائشی امیر۔ ورنہ خیرات حاصل کرنے میں دونو برابر ہیں۔"

"سر فریڈرک واللہ آپ کے الفاظ بہت سخت ہیں" وائیکونٹ رشبرک نے جس کا چہرہ غصہ سے تمتما گیا تھا جھلا کر کہا۔

"واقعی سخت ہیں" تاجر نے جواب دیا "لیکن مجھے اس ذکر پر مجبور کرنے میں قصور سراسر آپ کا یا آپ کے رشتہ داروں کا ہے۔ آپ کے والد ارل آف خورڈیج آئے دن ڈینگیں مارتے ہیں۔ کہ میں نے ایک غریب شہری کو اپنی فرزندی میں لے کر اسکی عزت افزائی کی۔ آپ کی ماں کو بھی یہ کہنے سے تامل نہیں ہوتا۔ کہ میں نے اپنی بیٹی کو ایک ادنیٰ تاجر سے بیاہ کر ننگ و ننگ منظور کیا۔ وہ دنیا

سی کوشش ادا کرتی۔ تو انسٹیشیا کی شادی باآسانی اپنے حلقہ میں کر سکتی تھی۔ ذرا ان الفاظ کی اہمیت ملاحظہ فرمائیے۔ اس پر مستزاد آپ کی ذات بابرکات ہے۔ کہ ہر وقت خواہ نشہ میں ہوں یا ہوش میں جہاں میرا ذکر آیا۔ کہ آپ نے حقارت کا پل باندھ دیا۔ خود پرور، خود بین، خود رائے یہ الفاظ ہیں جو آپ میری نسبت استعمال کیا کرتے ہیں۔ مگر یقین فرمائیے کہ میں ان باتوں کو ہمیشہ نفرت سے نظر انداز کر دیتا ہوں۔ اور ان کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتا۔ بہرحال آج میں نے آپ کو یقین دلا دیا ہے۔ کہ میں اتنا سادہ لوح یا بیوقوف نہیں ہوں۔ جیسا آپ خیال کرتے ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ اپنے دل میں آپ لوگوں کو مجھ سے سخت نفرت ہے۔ جب کبھی آپ مجھ سے مالی امداد حاصل کرتے ہیں۔ تو احسان مند ہونے کی بجائے الٹا میری ذات پر احسان سمجھتے ہیں۔ مگر دیکھو میں نے بھی آپ لوگوں سے انتقام لینے کی صورت نکال لی ہے۔ اور سچ پوچھئے تو میرا سب سے بڑا انتقام یہ ہے کہ مجھ سے نفرت کرتے ہوئے بھی آپ میرے ہی سامنے دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔"

سر فریڈرک بیتھم کی اس تقریر سے وائیکونٹ رشبروک کو جتنی ندامت ہوئی اس کی تفصیل لاحاصل ہے۔ بدنصیب امیر کو بہنوئی کی طرف نظر بھر کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ شرم و ذلت سے وہیں فرش زمین پر گڑا جاتا تھا۔ اب سر فریڈرک بیتھم نے حیرت خیز سکون سے دو ہزار پونڈ کا چک لکھا۔ اور اسے وائیکونٹ کو پیش کر کے کہا "اس وقت ہم دونوں میں جو باتیں ہوئی ہیں۔ ان کا ذکر انسٹیشیا سے بالکل نہ ہو۔ بلکہ جب ہم دوسرے کمرہ میں اس کے پاس جائیں۔ تو آپ کے چہرہ سے یہی ظاہر ہونا چاہئے۔ کہ ہمارے درمیان کوئی غیر معمولی گفتگو نہیں ہوئی ہے۔ اب مائی لارڈ اگر آپ حکم دیں تو میں شراب کی وہ دوسری بوتل لانے کا حکم دوں۔ جس کے لئے آپ نے خواہش کی تھی۔"

"میں اس تازہ عنایت کے لئے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں"۔ وائیکونٹ نے چک ہاتھ میں لیکر پھر وہی ضبط و لاپروائی اختیار کرتے ہوئے کہا "مگر آہ! آپ نے تو اس چک پر دوہری لکیر کھینچ دی ہے۔ اب اس کا روپیہ مجھے بنک کی معرفت ہی مل سکیگا۔ اور آپ سے کیا پردہ ہے۔ میں نے اپنے بنک سے کئی سو پونڈ زائد وصول کرلئے ہیں جس وقت یہ چک بنک میں بھیجا گیا۔ تو وہ لوگ رقم کا کچھ حصہ ضرور اپنے حساب میں جمع کرنے کو روک لیں گے۔ اور موجودہ حالات میں یہ بات میرے لئے ایک سانحہ سے کم نہ ہوگی۔"

"ایسا ہے۔ تو کل صبح میرے ہاں آجائیے۔ میں آپ کو بنک نوٹ دے دوں گا"

سر فریڈرک نے کہا "ٹھیرئے ایک صورت اور بھی ہے۔ مہربانی سے میرے ساتھ چلے آئیے"

اتنا کہکر وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ وائیکونٹ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ دونوں کتب خانہ سے گذر کر ایک چھوٹے سے کمرہ میں داخل ہوئے۔ جہاں سر فریڈرک کا ذاتی دفتر تھا۔ یہیں وہ ڈاک دیکھتا۔ اور خطوں کے جواب لکھا کرتا تھا۔ کسی روز شہر کے دفتر میں جانے کی خواہش نہ ہو۔ تو یہیں بیٹھ کر حسابات بھی لکھتا تھا۔ یہاں آکر اس نے جیب سے کنجی نکالی۔ اور اس کی مدد سے لوہے کی ایک مضبوط تجوری کو کھولا جو ایک خوشنما چوبی دروازہ کے پردہ میں چھپی ہوئی تھی۔ تجوری کھول کر اس نے ایک خوشنما کیش بکس نکالا جس کے ایک خانہ میں بے شمار طلائی سکے اور دوسرے میں بہت سے نوٹوں کا انبار تھا۔

"معلوم ہوتا ہے۔ آپ ناگہانی ضرورتوں کے لئے گھر میں کافی روپیہ جمع رکھتے ہیں۔" وائیکونٹ نے زہرخندہ کر کے کہا۔

"ہاں یہ میری ہمیشہ کی عادت ہے۔" تاجر نے بڑے پرسکون لہجہ میں جواب دیا۔ حالانکہ یہ ایک نمائش تھی۔ جو اس نے محض اپنے امیر رشتہ دار کے سینہ میں آتش حسد بھڑکانے کے لئے کی۔

سر فریڈرک دو ہزار پونڈ کے نوٹ گن چکا۔ تو بکس میں ابھی اور بہت سے نوٹ باقی تھے۔ مالدار تاجر نے دکھاوے کے لئے ان کو ایسے طریق پر ہاتھ میں لے کر تہ کیا کہ رشبروک نے دیکھ لیا۔ ان میں سے کئی سو سو پونڈ کے تھے۔

دو ہزار کے نوٹ وصول کر کے نوجوان امیر نے کہا۔ "آپ فرمائیے اس رقم کے لئے رسید یا دستاویز یا ہنڈی یا جو آپ حکم دیں۔ لکھ دوں؟"

"اس سے فائدہ؟" سر فریڈرک نے حقارت آمیز سرد مہری سے کہا۔ "ایک صاف تختہ کاغذ کو سیاہ کرنے کے سوا اس سے حاصل کیا ہوگا؟" اور یہ کہتے ہوئے اس نے تجوری کا دروازہ زور سے بند کر دیا۔

وائیکونٹ نے بناوٹی قہقہہ لگایا۔ اس کا دل غصہ سے تلملا رہا تھا۔ مگر اس نے اپنا ہونٹ دانتوں میں لے کر ضبط کیا۔ اپنے آپ سے کہنے لگا۔ "ظالم کو اس روپیہ کا کتنا گھمنڈ ہے! کس طرح ہر بات میں توہین کر رہا ہے!"

یہ خیالات اس کے دل ہی میں تھے۔ کہ سر فریڈرک لیتھم نے اپنی سرد نیلی آنکھیں دفعتاً اس کی طرف پھیر لیں۔ رشبروک اس تیز نگاہ کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بے چین ہو گیا۔ مگر جلد ہی اوسان بحال کر کے اپنی انگلیاں لمبے سیاہ بالوں میں پھیرتے ہوئے ہنس کر کہنے لگا۔ "تو اب وہ بوتل کھولئے۔ جس کا آپ

سے نے وعدہ کیا تھا۔"

سر فریڈرک بیگم سالے کو ساتھ لئے کھانا کھانے کے کمرہ میں گیا۔ گھنٹی بجائی۔ اور نوکر کو شراب لانے کا حکم دیا۔ نصف گھنٹہ دونوں پیتے رہے اور معاملات پر باتیں ہوتی رہیں۔ اس عرصہ میں سر فریڈرک کے انداز سے وہی سرد اخلاق جس کا وہ ہمیشہ سے عادی تھا ظاہر ہوا۔ مگر ایسی کسی بات میں اس نے حال کی ناخوشگوار گفتگو کا ذکر نہیں کیا۔ آخر جب بوتل ختم ہوئی۔ تو دونو اٹھکر کر نشست میں گئے اور وہیں انسٹیشیا سے ملکر قہوہ پیا۔ اس وقت دونوں کی صورت اتنی پرسکون تھی۔ کہ انسٹیشیا قطعاً معلوم نہ کرسکی۔ ان میں کوئی غیر معمولی واقعات پیش آئے ہیں۔

آخر رات کے گیارہ نبجے تھے۔ کہ وائیکونٹ کا وردی پوش سائیس ان کی خوشنما فٹن کوٹھی کے دروازہ پر لایا۔ رات اندھیری تھی۔ مگر گاڑی کے لیمپ دونو طرف روشنی پھیلا رہے تھے۔ بہن بہنوئی سے رخصت ہوکر لارڈ رشبروک نے ڈیوڑھی ہی میں کھڑے کھڑے سگار سلگایا۔ پھر گاڑی پر بیٹھ کر باگ اور چابک اپنے ہاتھ میں لی۔ ہرچند کمسنی سے بسیار نوشی کا عادی تھا۔ مگر آج حد سے زیادہ پینے کے باعث حواس مختل ہونے لگے تھے۔ ایک بار سائیس کے جی میں آئی۔ کہ گاڑی خود آپ چلانے کی اجازت مانگ لوں مگر چونکہ وائیکونٹ کی متمرد المزاجی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے جرأت نہ کرسکا۔ لارڈ رشبروک کا دماغ صحیح معنوں میں فلک ہفتم پر تھا۔ ایک تو شراب کا نشہ دوسرے دوہزار پونڈ کا سرور تیسرے اپنی وجاہت اور شہسواری کا فخر ان باتوں نے اس رنجیدہ گفتگو کی یاد کو بھی دل سے محو کردیا جو سر فریڈرک سے ہوئی تھی۔

اپنے آپ سے کہنے لگا "اگر بیگم کو انکار نہیں۔ تو مجھ کو بھی عار نہیں۔ آئندہ میں اس سے بہت زیادہ موقعوں پر سوال کرنے آیا کروں گا۔"

اس نے گھوڑوں کو چابک لگائی۔ اور وہ الیل کرتے ہوئے چلنے لگے۔ گاڑی پھاٹک کے پاس پہنچی۔ تو دربان نے اونگھتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ اور گھوڑے شاہراہ پر سرپٹ چلنے لگے سائیس نے دیکھا۔ کہ گاڑی کا پہیہ پھاٹک کی ٹکر سے بال بال بچا۔ مگر غریب اعتراض کی جرأت نہ کرسکا۔ وہ سڑک جس پر گاڑی چل رہی تھی حسن اتفاق سے بہت فراخ اور ہموار تھی۔ گھوڑے بھی عقل حیوانی سے معلوم کر چکے تھے کہ ہم گھر کی سمت میں جارہے ہیں۔ اس لئے پوری تیزی رفتار سے چلنے لگے۔ لیکن گاڑی نے بمشکل پاؤ میل فاصلہ طے کیا ہوگا۔ کہ وہی بات جس کا اندیشہ تھا پیش آئی۔ یعنی فٹن ایک کھمبے سے ٹکرا کر الٹ گئی۔

سائیس تو گرتے ہی بیہوش ہو گیا۔ مگر وائیکونٹ اس بازاری مثل کے مطابق جو کہتی ہے۔ شرابیوں اور بچوں کا خدا سب سے جدا ہے۔ قطعاً محفوظ رہا۔ وہ گرتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اندھیرے میں چاروں طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ ایک آدمی جس نے عجیب وضع کا سپید لباس پہنا ہوا تھا۔ گھوڑوں کو تھامے کھڑا ہے۔ معلوم ہوتا تھا۔ گاڑی کے الٹتے ہی اس نے گھوڑوں کو روک لیا۔ اور اس لئے وہ بے تحاشا دوڑنے سے باز رہے۔

"اچھے آدمی میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" رشبروک نے اس کے پاس جا کر کہا۔ "مہربانی سے تھوڑی دیر ان کی باگ اسی طرح تھامے رہو۔ میں ذرا سائیس کا حال معلوم کروں۔" پھر اسے بیہوش دیکھ کر کہا۔ "اوہ! معلوم ہوتا ہے۔ اسکو بہت چوٹ آئی ہے۔ لیکن شکر ہے مرا نہیں۔ گاڑی بھی ہر طرح بچ گئی اور لیمپوں کے سوا کوئی چیز نہیں ٹوٹی۔ میرا خیال ہے۔ گھوڑے بخوبی کام دے سکیں گے۔ ہمت کرو تو ملکر گاڑی کھڑا کر دیں۔"

سپید پوش اجنبی نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اگرچہ معلوم ہوتا تھا۔ اس نے لارڈ رشبروک کے لفظوں کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ کیونکہ فوراً گھوڑوں کو تھپکی دے کر وائیکونٹ کی امداد کے لئے بڑھا

"شاید تم کوئی چینی یا ملائی خلاصی ہو۔" رشبروک نے اجنبی کو جسے اب تک اس نے رات کے دھندلکے ہی میں دیکھا تھا۔ پاس سے بغور دیکھ کر کہا۔ "مگر کیا بات ہے۔ تم بولتے کیوں نہیں؟ تم میری ہر بات اچھی طرح سمجھتے ہو۔ پھر جواب کیوں نہیں دیتے؟"

شخص مذکور نے اشارے سے ظاہر کیا کہ میں گونگا ہوں۔ بہر حال اس نے فنٹن اٹھانے میں بڑی شہ زوری کا ثبوت دیا۔ اور دیکھتے دیکھتے تن تنہا اس کو سیدھا کھڑا کر دیا۔ اس عرصہ میں سائیس کو بھی ہوش آنے لگا تھا۔ خلاصی نے اسے بازوؤں پر اٹھا کر گاڑی میں رکھ دیا۔

وائیکونٹ اس کی خدمات سے بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا۔ "نیک آدمی تم نے وقت پر بڑی مدد دی ہے۔ میں تمہیں پانچ شلنگ انعام دیئے بغیر رخصت نہیں کر سکتا۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے جس کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور اس لاپروائی سے کام لے کر جو بڑی حد تک اس کی عادت میں داخل ہو چکی تھی۔ اور جسے اس وقت نشہ شراب نے اور بھی ترقی دی۔ اس نے سونے چاندی کے سکوں کے علاوہ نوٹوں کی وہ تھیلی بھی نکال لی۔ جو سر فریڈرک سے حاصل کی تھی خلاصی نے برق کی تیزی رفتار سے جھپٹا مار کر سارے نوٹ چھین لئے اور تیز دوڑتا ہوا دیکھتے دیکھتے اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

وائیکونٹ کے غصہ اور جوش کا کیا ٹھکانا تھا۔ ایک دو بار اس نے زور سے چلا کر کہا "چور! چور! پکڑو! پکڑو!" مگر آواز ابھی ہوا میں مرتعش تھی۔ کہ خلاصی کا سپید لباس رات کے اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

رشبروک کے منہ سے غلیظ گالی نکلی۔ پھر بھی مفرور کے تعاقب کی جرأت نہ کر سکا۔ اول تو فطرتاً بزدل۔ دوسرے اس خیال نے اور ہراساں کر دیا کہ خلاصی لوگ طرح طرح کے خنجروں اور چھریوں سے مسلح ہوا کرتے ہیں۔ تیسرے گاڑی کو غیر محفوظ چھوڑ کر جانا بھی نامناسب تھا پس وہ اسی جگہ کھڑا رہا۔ البتہ اس کے شور نے سائیس کو جگا دیا۔

اس نے ہوش میں آکر پوچھا "کیوں مالک کیا ہوا؟ یہ شور و غل کیسا تھا؟"

رشبروک اپنے نقصان کی تفصیل نوکر سے بیان کیا ہی چاہتا تھا۔ کہ خیال آیا۔ اول تو میری بزدلی ثابت ہو گی۔ کہ چور کا تعاقب نہ کر سکا۔ دوسرے فائدہ کچھ نہ ہو گا۔ ہر چند نشہ میں سرشار تھا۔ مگر نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ والی مثل یاد کر کے چپ رہنا ہی صحیح سمجھا۔ پس اس نے سائیس کو یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ بات کچھ نہ تھی۔ یہ آدمی مجھ سے چند شلنگ انعام لے کر غیر معمولی تیزی رفتار سے بھاگا جس سے میں حیران رہ گیا۔

سائیس کے اپنے خیالات اس قدر الجھے ہوئے تھے۔ کہ معاملہ کو صحیح طور پر سمجھ ہی نہ سکا۔ نہ اس نے یہی معلوم کیا۔ کہ آقا ٹالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بعد میں جب اس نے غور کیا۔ تو سوال پوچھنا نامناسب معلوم ہوا۔

رشبروک نے حال پوچھا تو اس کے جواب میں سائیس نے بیان کیا "حضور جھٹکا تو بہت زور کا تھا۔ مگر شکر ہے چوٹ نہیں آئی" اس طرح مطمئن ہو کر وائیکونٹ دوبارہ گاڑی پر بیٹھ گیا۔ اور گو اب اس نے گھوڑوں کے چلانے میں آہستگی اور احتیاط کو مدنظر رکھا۔ پھر بھی اپنے مکان واقع پارک لین کی طرف جاتے ہوئے اس نے بارہا اس نحوست طالع پر افسوس کیا۔ کہ اس ذلت و جانکاہی سے پائی ہوئی رقم جس کی ان دنوں بے حد ضرورت تھی۔ یوں آنکھ جھپکنے میں ہاتھ سے نکل گئی!

باب ۱۲۲
دعوت رقص

چار پانچ دن گذر گئے۔ مگر لیڈی انسبیتا ابھی تک اس بارہ میں کچھ فیصلہ نہ کر سکی۔ کہ مسٹر ایم وینچیک کے خط کا کیا

جواب دے۔ رشید بولٹ سے اس نے اقرار کیا تھا کہ میں اس معاملہ کو براہ راست طے کر لوں گی۔ لیکن اس موذی سے نجات پانے کو جو وعدہ جلدی میں کر لیا گیا تھا۔ اس کے ایفا کی نوبت اب تک نہ آئی۔ بارہا اس نے میڈم اینجلیک کو خط لکھنے کا ارادہ کیا۔ مگر حیران تھی کہ کیا لکھے۔ اس پس و پیش میں دن گذرتے گئے اور کوئی تجویز ذہن میں نہ آئی۔ اتفاق سے انہی دنوں ٹیوڈر ہوس میں ایک شاندار دعوت کا انتظام جاری تھا جس پر لیڈی انسٹیشیا کو خاص توجہ دینی پڑتی تھی۔ کچھ یہ مصروفیت بھی ایفائے عہد کی مزاحم ہوئی۔

یوم دعوت کی صبح کو میاں بی بی ایک کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ یکایک سر فریڈرک لیتھم نے کہا آج کے جلسہ میں تم دو نئے آدمی دیکھو گی جن کی داستان زندگی عجیب دلچسپ ہے۔"

"کیا میاں بی بی ہیں؟" انسٹیشیا نے پوچھا۔

"نہیں، بہن اور بھائی۔" سر فریڈرک نے جواب دیا "توام ہیں۔ اور ان کا نام ایشٹن ہے زیادہ لطف یہ ہے کہ بھائی کا نام کرسچین اور بہن کا کرسٹیا ہے۔"

"شاید ماں نے انتہائی محبت کی راہ سے ملتے جلتے نام رکھے ہیں۔" لیڈی انسٹیشیا نے کہا۔

"اس کا حال تو مجھے معلوم نہیں" سر فریڈرک لیتھم نے جواب دیا "بہرصورت مسٹر اور مس ایشٹن آج شام کی دعوت میں شریک ہوں گے۔ اور میں درخواست کرتا ہوں کہ ان سے بہت اخلاق سے پیش آنا"

"آپ کو معلوم ہی ہے میں کسی حکم کی تعمیل سے سرمو انکار نہیں کرتی۔" انسٹیشیا نے نرمی سے جواب دیا۔ "اطمینان فرمائیے کہ میں مسٹر اور مس ایشٹن کا دلی تپاک سے خیر مقدم کروں گی۔ نہ صرف اسلئے کہ یہ میرا فرض ہے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ تمہارے بیان سے ان کے لئے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔"

"ان کی نسبت جس قدر حالات مجھ کو معلوم ہوئے ہیں وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔" سر فریڈرک نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "در حقیقت ایک معزز ہندوستانی خاتون اپنی صحیح حیثیت چھپا کر کچھ عرصہ سے لندن میں رہتی ہے۔ حال ہی میں اس کے والد کا انتقال ہوا۔ تو اس نے اور زیادہ مخمصہ حاصل کر لیا اور اس کے ساتھ ہندوستان سے اس کو بہت سا روپیہ بھی وصول ہوا۔ یہ روپیہ کلکتہ میں میرے آڑھتی کو دیا گیا تھا۔ کل ان کی اطلاع موصول ہوئی تو میں اس سلسلہ میں خاتون موصوف کے مکان واقع بیزواٹر میں گیا۔ وہاں مسٹر اور مس ایشٹن کے علاوہ ایک اور شخص مسٹر ریڈکلف سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا۔ معاملہ کی گفتگو کے بعد میں نے تذکرتاً اس مشرقی خاتون سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو لیڈی انسٹیشیا آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوں۔ خاتون موصوف نے موزوں لفظوں میں شکریہ ادا کر کے کہا کہ ضرورت

میں اس ملک میں عزلت وتنہائی کی زندگی بسر کرتی ہوں۔ البتہ میری سہیلی مس ایشٹن پر یہ پابندی نہیں معلوم ہوا مس ایشٹن مستقل طور پر اسی خاتون کے ہاں رہتی ہے۔ البتہ اس کا بھائی مسٹر ایشٹن اور مسٹر ریڈکلف محض بغرض ملاقات وہاں آئے ہوئے تھے۔ اس پر میں نے مسٹر اور مس ایشٹن کو آج شام کے جلسہ کے لئے دعوت دی جسے انہوں نے منظور کر لیا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وہ دونوں ضرور آئیں گے۔"

مہارانی اندرا کے مہاجن کی حیثیت میں سر فریڈرک لیتھم کو اس کی صحیح حیثیت کا پورا حال معلوم ہو چکا تھا۔ مگر چونکہ اس راز کو پوشیدہ رکھنا مطلوب تھا۔ اس لئے اس محتاط طریقہ پر جو کاروباری لوگوں سے مخصوص ہوتا ہے۔ اس نے لیڈی انسٹیشیا سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ واقعہ میں اس نے اندرا سے باصرار شریک جلسہ ہونے کے لئے کہا تھا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا۔ کہ اگر اس نے ایک گھنٹہ کے لئے بھی وہاں آنا منظور کیا۔ تو گو اس کا رتبہ شاہی پوشیدہ ہی رہے۔ تاہم اس کا حسن دلفریب اور جمال جہاں آرا حاضرین کے دلوں پر خاص اثر پیدا کرے گا۔ اور اس سے جلسہ کی کامیابی میں بہت مدد ملے گی۔ لیکن جیسا بیان کیا جا چکا ہے۔ اندرا نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ نہ صرف اس وجہ سے جو اس نے سر فریڈرک سے بیان کی تھی۔ بلکہ اس لئے بھی کہ وہ زخمی سگونہ کی تیمارداری اپنا فرض سمجھتی تھی۔ اس کے باوجود اس نے کرسٹینا کو شریک دعوت ہونے پر مجبور کیا۔ اور مسٹر ریڈکلف نے بھی کرسچین سے کہہ دیا۔ کہ تمہیں اپنی بہن کے ساتھ ضرور جانا چاہئے۔ اس طرح گو سر فریڈرک مہارانی اندرا کو مدعو کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ تاہم کرسچین اور کرسٹینا دونوں رضامند ہو گئے۔ اور چونکہ آخر الذکر کا حسن دلنواز بھی کچھ کم سحر انگیز نہ تھا۔ اس لئے خیال ہوا کہ اس کی موجودگی حاضرین کو چکاچوند کرنے کے لئے کچھ کم اثر انگیز نہ ہوگی۔ لیکن اب اس معاملہ پر اپنی بی بی سے ذکر کرتے ہوئے سر فریڈرک نے سارے حالات بیان کرنا ضروری نہ سمجھا تھا۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی۔ کہ وہ اس راز کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیتا تھا۔ کہ ان دعوتی جلسوں کو پورا کامیاب اور بارونق بلکہ طبقہ امرا کے مہمانوں کے لئے باعث رشک بنانے کے لئے وہ کتنی محنت و جانکاہی کرتا ہے۔

اس رات نو بجے کے قریب سر فریڈرک کی عالیشان کوٹھی کے سامنے فیشنبل گاڑیوں کی لمبی قطار بندھ گئی۔ اور خوش پوش مرد اور رنگین مزاج عورتیں مکان کے اندر جمع ہونے لگیں۔ سر فریڈرک کا عالی شان محل بے شمار لیمپوں کی روشنی سے بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ اور سب انتظامات اتنے وسیع پیمانہ پر کئے گئے تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ جس نے اپنی ساری دولت اسی جلسہ کی

کامیابی پر رونق کر دی ہے۔ شائقین اس شخص کے پاس مال و دولت کی اتنی فراوانی تھی۔ کہ اس طرح کے جلسوں پر خواہ کتنا روپیہ خرچ ہو۔ اس کا اس کے مالی حالات پر کوئی اثر نہ پڑتا تھا۔ غرض نو بجے کے بعد اس عالی شان محل کے وسیع کمرے مہمانوں سے ہر مذاق اور ہر طبقہ کے مہمان جمع ہونے شروع ہوئے۔ مشہور امیر نامی رئیس اور مالدار تاجر سب کے سب وہاں موجود تھے۔

سوئے اتفاق سے لارڈ اور لیڈی تورڈرچ کی طبیعت بے موقعہ ناساز ہو گئی۔ اس لئے وہ شریک جلسہ ہونے سے معذور رہے۔ وائیکونٹ رشبروک البتہ وہاں موجود تھے۔ گذشتہ چند دن کے عرصہ میں اپنی جیب سے دو ہزار پونڈ کی رقم حسرت خیز حالات میں ہاتھ سے نکلی۔ انہوں نے بارہا کسی نئے مطالبہ کی ترکیب سوچی تھی۔ مگر اول تو بہنوئی کی اگلی بدسلوکی اب تک یاد تھی۔ دوسرے ایک رقم لینے کے بعد فوراً ہی دوسری کا سوال کرنے کی جرأت بھی نہ ہوتی تھی۔ ادھر مالی مشکلات حد سے زیادہ پریشان کر رہی تھیں جنہیں ٹالنے کے لئے ہزار پندرہ سو پونڈ فی الفور حاصل کرنے ضروری تھے قرضخواہوں نے ناک میں دم کرنا شروع کر دیا تھا۔ لارڈ رشبروک چونکہ ذاتی حیثیت سے لارڈ نہ تھے یعنی لارڈ کا اعزاز محض اس لئے حاصل تھا۔ کہ آپ ایک ارل کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اس کے علاوہ چونکہ دارالعوام کے رکن بھی نہ تھے۔ اس لئے گرفتاری سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی اور یہ خبر کئی روز سے ان کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ کہ قرضخواہوں نے وارنٹ گرفتاری نکلوا رکھا ہے اور گرفتار ہونے کی صورت میں تباہی اور بربادی یقینی تھی کیونکہ ایسی حالت میں وہ قرضخواہ بھی جنہیں سردست فرضی وعدوں سے ٹالا جا رہا تھا۔ یا جن کو معلوم نہ تھا۔ کہ آپ ان دنوں لندن میں ٹھیرے ہوئے ہیں ان کا سب کا گرفتاری کی خبر سنتے ہی بھیڑوں کی طرح گرد جمع ہونے کا احتمال تھا جس کے بعد ان سے پیچھا چھڑانا محال اور غیر ممکن نظر آتا تھا۔ اس سے ناظرین اچھی طرح معلوم کر سکتے ہیں کہ بدنصیب وائیکونٹ کے لئے ان قرضخواہوں کی دہن دوزی کی خاطر جو اُسے جیل میں پہنچانے کی فکر کر رہے تھے۔ کچھ نہ کچھ روپیہ فوراً حاصل کرنا اشد ضروری تھا۔

لارڈ رشبروک کو معلوم تھا۔ کہ سر فریڈیک انسٹیشیا کو جیب خرچ کے لئے معقول رقم دیتا ہے اس روپیہ میں سے وہ سابق کی طرح سو دو سو پونڈ تک مدد بھی کر سکتی تھی۔ مگر ہزاروں کی مقدار اس ذریعہ سے حاصل کرنا بھی دشوار تھا۔ بہنوئی سے اول تو پراسرار خلاصی کا قصہ بیان کرتے ہی شرم آتی تھی۔ دوسرے یہ بھی خیال تھا۔ کہ وہ اس داستان کو فرضی قرار دے کر سمجھیگا۔ کہ اسے محض تازہ مطالبات کی تمہید کے لئے اختراع کیا گیا ہے۔ غرض سخت مشکل کا سامنا تھا۔ کوئی تجویز نظر نہ آتی تھی

داغ پریشاں اور طبیعت مضطرب ہو تو ایسے دعوتی جلسوں کی شرکت خاک لطف دے سکتی ہے۔ مگر رابرٹ
اس امید پر چلا آیا تھا۔ کہ شاید اتفاقاً کوئی واقعہ ایسا پیش آجائے۔ جس سے اس موقعہ پر مدد ملنا ممکن
ہو۔ چنانچہ اس نے سوچ رکھا تھا۔ کہ اگر بہنوئی غیر معمولی خوش نظر آیا۔ یا اس جلسہ کی کامیابی پر پہلے
سے زیادہ مطمئن ہوا۔ تو میں کسی نہ کسی طریقہ پر ضرور اپنا ذکر چھیڑ دونگا۔ بالفرض ایسی صورت پیدا نہ ہوئی
تو پھر انسٹیشیا کو اپنی طرف سے منت سماجت کرنے پر آمادہ کروں گا۔ مختصر یہ کہ لارڈ رشبروک کسی خفیف
ترین واقعے سے جو اس وقت پیش آئے۔ فائدہ اٹھانے کے لئے تیار تھا۔ اور اسی خیال سے دعوت
میں شریک بھی ہوا تھا۔

ان گاڑیوں میں جو ٹیوڈر ہوس کے دروازہ پر آکر کھڑی ہوئیں۔ مہارانی اندرا کی شاندار گاڑی
بھی تھی۔ جس پر کوسچن اور کرسٹیا سوار ہو کر آئے تھے۔ جیسے ہی دونو ضیا ریز دعوتی ہال میں داخل ہوئے
سر فریڈرک لیمتم انسٹیشیا کو ساتھ لئے ان کے خیر مقدم کو آگے بڑھا۔ حسین و خلیق انسٹیشیا کو شوہر
کی زبانی ان کا حال سن کر ہی غیر معمولی دلچسپی پیدا ہو چکی تھی۔ اب جو انہیں دیکھا۔ تو جذبات لطافت نے
ترقی کی۔ بہن بھائی دونو کی صورت میں کچھ ایسی وجاہت پائی جاتی تھی۔ کہ جو انہیں دیکھ لیتا۔ اسی
کا دل بے اختیار ان کی طرف کھنچ جاتا تھا۔ ہر چند ان کے طور و اطوار شرمیلے تھے۔ لیکن نجابت کی
جھلک ان کی ہر ادا سے پائی جاتی تھی۔ چال ڈھال سے عالی نسبی اور صورت سے تمکنت و وقار
ظاہر ہوتا تھا۔ کرسٹیا بھائی کے بازو پر جھکی ہوئی نفیس اور خوش رنگ پوشاک میں ملبوس تھی۔ لیکن
سادگی چونکہ اس کی طبیعت کا جوہر تھا۔ اس لئے گو مہارانی اندرا اور مسٹر ریڈکلف نے مختلف اوقات
پر اسے بیش قیمت زیورات پیش کئے تھے۔ تاہم وہ ان چیزوں کو بہت کم پہنا کرتی تھی۔ نہ اس لئے
کہ اس کو اپنے حسن و جمال پر ناز تھا۔ یا وہ اس مثل پر عمل کرنا چاہتی تھی۔ کہ جسے خدا نے غیر معمولی حسن
عطا کیا ہو۔ اُسے زیور کی حاجت نہیں ہوتی۔ بلکہ محض اس وجہ سے کہ سادگی اس کو فطرتاً مرغوب تھی
پر زاغ کے ایسے سیاہ بال شانہ بلوریں پر بکھرے ہوئے۔ گردن میں حیا کا خم اور آنکھیں فرش زمین
کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ایک ایسے شاندار جلسہ دعوت میں شریک ہونے کا اس کے لئے یہ پہلا موقعہ
تھا۔ اسلئے دل میں اختلاج اور رخساروں پر سرخی تھی۔ جس نے اس کے حسن شیریں کو اور تابناک بنا
دیا تھا۔

کوسچن کی نسبت اسی قدر کہنا کافی ہوگا۔ کہ وہ اس سے پہلے کبھی اتنا شکیل و وجیہ معلوم نہیں
ہوا۔ جیسا آج تھا۔ شام کا لباس جو اس وقت اس نے پہنا ہوا تھا۔ یعنی سیاہ ڈریس کوٹ اور پتلون

اور یہ داغ سپید ویسکٹ اس کے چھریرے بدن پر خوب سجتا تھا۔ اور سیاہ چمکیلی قدرتی بل کھائے ہوئے
اس فراخ اور بلند پیشانی کو جو بلند تر خیالات کا مرکز تھی۔ سایہ کرتے تھے۔ ایسے حالات میں یہ امر باعث
حیرت نہیں ہوسکتا۔ کہ بہن بھائی کی آمد پر مہمانوں میں غیر معمولی سنسنی پیدا ہوگئی۔ سر فریڈرک الیتھم
کی تیز آنکھ نے فوراً دیکھ لیا۔ کہ ان کی شرکت کا حاضرین جلسہ کے دل پر کیسا اثر ہوا ہے۔ اس نے
یہ بھی معلوم کیا کہ یہ دونوں اس جلسہ کی دلچسپی کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ پس ظاہر میں ضبط و سکون برقرار
رکھتے ہوئے باطن میں اس نے اپنے آپ کو اس حکمت عملی کے لئے مبارک باد دی جس سے کام لے کر اس نے
ان دونوں کو شریک جلسہ ہونے کی دعوت دی تھی۔

تھوڑی دیر تک سر فریڈرک اور لیڈی انسٹیشیا الیتھم کی بہن بھائی سے باتیں ہوتی رہیں
دس بجے کے بعد محفل رقص گرم ہوئی۔ سر فریڈرک نے کرسچن سے لیڈی انسٹیشیا کے ساتھ مل کر رقص
کرنے کی درخواست کی۔ اور اس طرح پر اس شکیل نوجوان کو جہاں تک ممکن تھا۔ اہمیت دینے
کی کوشش کی۔ خود سر فریڈرک چونکہ فن رقص سے بے بہرہ تھا۔ اس لئے پہلے دور میں وائیکونٹ
رشبروک کرسٹینا کا شریک ہوا۔

مگر جب پہلا دور ختم ہوتا تھا۔ کرسٹینا کو کمرہ کے ایک جانب ایسی صورت نظر آئی جسے دیکھتے
ہی اس کے رخسار سرخ ہوگئے۔ لیکن یہ سرخی تھوڑی ہی دیر میں زائل ہوگئی۔ اور تھوڑی دیر کے لئے اس کا چہرہ
بالکل زرد نظر آنے لگا۔ حاضرین چونکہ اور دلچسپیوں میں منہمک تھے۔ اس لئے کسی نے اس تبدیلی کو
معلوم نہیں کیا۔ مگر اب رقص ختم ہوچکا تھا۔ اس لئے وائیکونٹ کرسٹینا کو اپنے ساتھ ایک صوفے کی
طرف لے گیا۔ یہاں ان میں تھوڑی دیر گفتگو ہوتی رہی۔ لیکن جب کرسچن اپنی بہن کے پاس آگیا
تو وائیکونٹ کمرہ کے دوسرے حصہ میں چلا گیا۔ اتنے میں سر فریڈرک بھی وہیں آپہنچا۔ ابھی ان
میں باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ بینڈ کی آواز نے دوسرے ناچ کے آغاز کی خبر دی۔ اس وقت کرسچن کا ایک
اور معزز خاتون سے تعارف کرایا گیا۔ مگر وہ رخصت ہو رہی تھا۔ کہ ایک معروف آواز نے ہلکے تحکم آمیز
ہوئے لہجہ میں کرسٹینا سے کہا۔ "کیا اب کی مرتبہ یہ خاکسار مس ایشٹن سے شریک رقص ہونے کا
افتخار حاصل کرسکتا ہے؟"

یہ آواز لارڈ ٹامکنسٹون میرڈیتھ کی تھی۔ اور وہ دل کے اضطراب پر اسی کا چہرہ دیکھ کر کرسٹینا
اتنی بےچین اور مضطرب ہوگئی تھی۔ اب وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ مگر جب اپنا دست نازک لارڈ ٹامکنسٹون
میرڈیتھ کو پیش کیا۔ تو وہ فخر نسوانی وہ حیا اور خود ضبطی جو اس کی طبیعت کا جوہر تھی۔ فوراً امداد

کیلئے حاضر ہو گئی۔ اس فرض کے احساس نے جو برق کی تیزی رفتار سے دماغ کے پیش ہوا یعنی وہ فرض جو
اسے اپنے متعلق پیش نظر رکھنا تھا۔ جو اس نوجوان امیر کے متعلق اس پر عائد ہوتا تھا جس کی شادی
ایک اور عورت سے ہو چکی تھی۔ جو اس کے دل میں اپنی عزیز ترین سہیلی حسین و خلیق زو کی ذات
سے وابستہ تھا۔ اس فرض کی ادائیگی نے حسین دوشیزہ کے قلب نازک میں فوق الفطرت استقلال
پیدا کر دیا۔ اور خود اس کو یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ میرے کمزور دل کو بھی خدا نے وہ غیر معمولی قوت
بخشی ہے۔ جو ملبہ ضبط بردوں کے لئے مایہ ناز ہو سکتی ہے۔ نہ اس کے چہرہ پہ کوئی تبدیلی واقع
ہوئی۔ نہ لارڈ آکسٹوین کو اپنا ہاتھ دیتے ہوئے بدن تھرایا۔ البتہ اس نے محسوس کیا۔ کہ میرڈیتھ
کا اپنا ہاتھ رہ رہ کر کانپ رہا تھا۔ جب وہ ہاتھ پیش کرنے کو اٹھی۔ تو ایک لمحہ کے لئے ان کی نگاہیں
چار ہوئیں۔ لیکن اس کے بعد جب وہ اسے مقام رقص کی طرف لے گیا۔ تو اس نازنین کے بشرہ
سے کسی طرح کی پریشانی یا اضطراب ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ لیکن ہر چند سب مہمانوں کے نزدیک کرسٹینا
کی صورت میں کوئی بات غیر معمولی موجود نہ تھی تاہم لارڈ آکسٹوین کا اپنا دل شدت کرب سے بیٹھا جاتا
تھا۔ کیونکہ اس نے کرسٹینا کے غیر معمولی ضبط و استقلال کو لاپروائی پر محمول کیا۔ بہت دیر تک اس کے
منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا۔ سینہ میں جذبات کا ہجوم تھا۔ مگر چہرہ سے اس نے بھی اظہار اضطراب کا موقعہ نہیں دیا

"مجھے معلوم نہ تھا کہ حسن اتفاق ہم دونوں کو یہاں کھینچ لائے گا۔" اس نے تھوڑی دیر کے
بعد ہلکی تھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ "اور کچھ مدت سے میں اس طرح کے جلسوں میں بہت کم حصہ لیتا ہوں
آج بھی محض اس خیال سے آ گیا کہ شاید یہ ہنگامہ دل کے اضطراب کو کم کر سکے گا۔ ہجوم کی معیت میں
خیالات کسی اور طرف لگ جائیں گے۔ مگر آہ...."

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کچھ مدت سے آپ کے نام یورپ سے کوئی خط آیا...؟" کرسٹینا نے
دریافت کیا۔

"کیا زو کی طرف سے؟ ہاں آیا ہے" اور یہ کہتے ہوئے میرڈیتھ نے ایک گہری آہ کھینچی۔ پھر
فوراً ہی گفتگو کا رخ بدلنے کے لئے کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے۔ تمہارے بھائی بھی ساتھ آئے ہیں۔"

اتنے میں ناچ شروع ہو گیا تھا۔ اس لئے گفتگو آگے نہ بڑھ سکی۔ جب رقص ختم ہوا تو لارڈ
آکسٹوین بہت دیر تک گفتگو کو از سر نو جاری کرنے کی صورت پیدا نہ کر سکا۔ کرسٹینا نے خاتمہ سکوت
کے لئے سرسری امور پر گفتگو شروع کر دی۔ لیکن اپنے دل میں چونکہ اچھی طرح محسوس کر رہی تھی۔ کہ لارڈ
آکسٹوین کے ذہن میں کیسے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے اس کا اضطراب لحظہ بلحظہ ترقی کر رہا تھا

"کرسٹینا کیا یہ ممکن ہے" لارڈ آکسٹیڈین نے آخر کار گہری آواز سے کہا۔ "کیا یہ ممکن ہے کہ اب تمہیں میری کچھ پرواہ نہیں رہی؟ میں دیکھتا ہوں۔ تمہارا انداز سرد مہری کا ہے۔ یہ حجاب یہ خاموشی آخر کس سانحے کا پیش خیمہ ہے؟..."

"مائی لارڈ میرا کوئی فعل کج خلقی پر محمول کیا گیا ہو تو میں اس کے لئے معافی چاہتی ہوں" کرسٹینا نے جواب دیا۔ مگر اس کی ہچکی بندھی ہوئی سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ ابتدائی نام سے مخاطب کیا جانا پسند نہیں کرتی۔

"پھر یہ بے رخی کس لئے؟" لارڈ آکسٹیڈین نے پوچھا "کیا میں نے آزردگی کا موقعہ دیا ہے۔ یا مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی ہے جو باعث ناراضی ہو؟"

"نہیں مائی لارڈ۔ آپ کی کسی بات نے مجھ کو ناراض نہیں کیا۔" نازنین نے جواب دیا۔ "مگر یہ التجا کرتی ہوں مہربانی سے اس انداز گفتگو کو ترک کر دیجئے۔"

اب ناچ پھر شروع ہو گیا تھا۔ اس لئے گفتگو جاری نہ رہ سکی۔ اور آخر جب اس کی تجدید ہوئی تو کرسٹینا کے رویہ سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ سابقہ انداز گفتگو کو ناپسند کرتی ہے۔ اور اسے اس کا سلسلہ جاری رکھنا منظور نہیں۔

"کیا میں پھر ایک بار شریک رقص ہونے کی آرزو کر سکتا ہوں؟" لارڈ آکسٹیڈین نے اسے کرسی کی طرف لے جاتے ہوئے نرم لہجہ میں پوچھا۔

"نہیں صاحب۔ میں آپ سے معافی چاہتی ہوں" کرسٹینا نے مختصر طور پر جواب دیا۔ مگر اس کے لہجہ میں استقلال کا عنصر اتنا غالب تھا۔ کہ میرٹڈیتھ بے چین ہو گیا۔

"آہ! یہ تو سراسر ظلم ہوگا۔" اس نے دبی ہوئی مگر پرجوش آواز سے کہا۔ "کم از کم ہمارے تعلقات دوستانہ تو ہیں... کرسٹینا چپ کیوں ہو؟" ایک لمحہ رک کر "تمہاری یہ سرد مہری مجھے ہلکان کر رہی ہے"

"مائی لارڈ" سنہرے بالوں والی حسین دوشیزہ نے مستقل لہجہ میں جواب دیا "میں ایسی فریبی عورت نہیں ہوں۔ کہ آپ کے اشاروں سے لاعلمی ظاہر کروں۔ پھر بھی اتنا ضرور عرض کر دینا چاہتی ہوں کہ اگر آپ اسی طرح میرا پیچھا کریں گے۔ تو میں سمجھوں گی۔ آپ مجھ پر ظلم کر رہے ہیں۔"

اتنا کہہ کر کرسٹینا اس کرسی سے جس پر لارڈ آکسٹیڈین نے اس کو بٹھایا تھا۔ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور لیڈی انسٹیشیا کے پاس گئی۔ جو دوسرے حصہ میں آرچین اور دو تین اور آدمیوں سے گفتگو کر رہی تھی۔ لارڈ آکسٹیڈین کو اس طرح ملامت کرنے سے اس کے دل کو رنج تو بہت ہوا۔ مگر یہ سوچ کر خوشی بھی

ہوئی۔ کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا - اور میرے لئے پشیمان ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مگر دوسری طرف لارڈ آرکیٹیوں کو اس رعب کے برتاؤ سے جو پریشانی ہوئی۔ اس کا اندازہ کرنا سخت مشکل ہے۔ بے شک اس نے انتہائی ضبط سے کام لیکر اپنے اضطراب کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ پھر بھی دل کی بے چینی صبح فرما بھی ہوا خوری کے بہانے کمرے سے نکلا۔ تو پیشانی جل رہی تھی - اور کنپٹیوں میں شدت کا درد تھا۔ اس نے آب سرد کا گلاس بھر کر پیا۔ پھر تنہائی میں اپنے خیالات پر غور کرنے کے لئے پردہ خانہ میں چلا گیا۔

لیڈی انسٹیشیا بیستور ہال میں کھڑی مہمانوں سے گفتگو کر رہی تھی۔ کہ ایک نوکر بار بار اس کا اس طرح منہ تاکنے لگا۔ کہ معلوم ہوتا تھا علیحدگی میں کچھ کہنا چاہتا ہے۔ انسٹیشیا عذر کر کے اس کے پاس گئی نوکر نے عرض کیا "حضور ایک آدمی . . . وہی اس دن والا مسٹر شیڈ ولٹ پھر آیا ہے - اور آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہے"

لیڈی انسٹیشیا کا اضطرار پر چہرہ سرخ ہو گیا۔ بے چین ہو کر بولی۔ "کیا تم نے اس سے نہیں کہا تھا کہ وہ اس وقت مصروف ہیں؟"

"حضور میں نے بہت کہا۔" نوکر نے عرض کیا "مگر وہ بڑا ضدی تھا . . ."

"خیر جانے دو" انسٹیشیا نے مفرادن سخن ہو کر کہا - پھر فوراً اوسان بحال کر کے کہنے لگی - "واقعی اس کا کام بہت ضروری ہے - اس لئے میں اس سے مل لیتی ہوں - بتاؤ کہاں ہے؟"

"سرکار میں اسے کھانا کھانے کے کمرہ میں بٹھا آیا تھا" نوکر نے جواب دیا۔ "کیونکہ . . حضور سے پردہ نہیں" اس نے کسی قدر تامل سے کہا۔ "وہ شخص بے حد شراب پیئے ہوئے ہے۔ اس لئے میں نے اس کا مہمانوں کے سامنے آنا مناسب نہ سمجھا"

انسٹیشیا تیز چلتی کھانا کھانے کے کمرہ میں گئی - نوکر کی باتوں نے اس کو خود اپنی نظروں میں خفیف کر دیا تھا - اس سے بڑھ کر ذلت کیا ہو گی۔ کہ ایک آدمی شراب سے بدمست ہو کر ملنے آیا - اور وہ انکار نہ کر سکی - دل سخت بے قرار تھا۔ مگر مہمانوں میں سے کسی نے اسکے اضطراب کو معلوم نہیں کیا - ان کی ناکامی میں کمرہ رقص سے نکل کر زینہ کی راہ سے نیچے اتری - اور کھانا کھانے کے کمرہ کی طرف ہوئی -

سوئے اتفاق سے سر فریڈرک لیتھم بھی اس جگہ کے پاس ہی کھڑا تھا۔ جہاں انسٹیشیا اور نوکر میں یہ باتیں ہوئی تھیں - اس نے نوکر کو انسٹیشیا کی توجہ کھینچنے کے لئے ادھر ادھر گھومتے دیکھا۔ پھر جب اس کا پیغام سن کر انسٹیشیا کے چہرہ پر سرخی نمودار ہوئی - تو یہ بھی اس سے پوشیدہ نہ رہ سکی لیکن اس کا خیال تھا۔ کہ انتظام میں کوئی نقص رہ گیا ہے - اور نوکر اس کی اطلاع دینے کو حاضر ہوا

ہے۔ سوچا شاید اس کھانے میں جو مہمانوں کے لئے تیار کرایا گیا تھا۔ کچھ خرابی ہو گئی۔ پس سارا حال جاننے کو اس نے اشارہ سے نوکر کو اپنے پاس بلایا اور کہا "کیا بات تھی جس سے تم نے بیگم صاحب کو اتنا پریشان کر دیا؟"

نوکر جو اس سوال کے لئے تیار نہ تھا۔ بے چین ہو گیا۔ وہ آقا کے سوالات کا جواب دینا نہیں چاہتا تھا۔ مگر جب سر فریڈرک کی سر دنیلگوں آنکھوں کو انداز تجسس سے اپنے چہرہ پر جمے ہوئے دیکھا۔ تو یہ جان کر کہ اب سارا حال کہے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ڈرتے ڈرتے جواب دیا "حضور کوئی خاص بات نہ تھی۔ صرف ایک آدمی کسی کام کے لئے ان سے ملنے آیا تھا۔۔۔"

"کام کے لئے! اس وقت؟" ہاجن نے انداز حیرت سے پوچھا۔ "آخر کون تھا؟"

"سرکار وہی آدمی جو اس روز بھی آیا تھا" نوکر نے جواب دیا۔ "حضور کو یاد ہو گا۔ کہ اس روز بھی مجھ سے اس کا حال پوچھا تھا۔۔۔"

"کیا وہی جو اپنا نام شیڈ بولٹ ظاہر کرتا تھا؟" سر فریڈرک نے پوچھا۔ اور گو اس کے ظاہری سکون میں اب بھی خلل نہیں آیا۔ مگر دل بے چین ہونے لگا۔ کیونکہ یاد آ گیا۔ شیڈ بولٹ کی آمد پر اس روز بھی بیگم کے چہرہ سے پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔ اور اسی لئے نوکر سے حاجت استفسار ہوئی تھی۔ "مگر یہ آدمی کس لئے ملنا چاہتا تھا؟" اس نے دریافت کیا۔

نوکر کی بے چینی اور بڑھی مگر آقا کی تیز نگاہ اب تک چہرہ پر جمی ہوئی تھی۔ مجبوراً یہ سوچ کر کہ سارا حال بیان کئے بغیر چارہ نہیں۔ اس نے جواب دیا۔ "سرکار میں نے اس سے بہت کہا کہ آج ایک جلسہ کا اہتمام ہے۔ اس لئے بیگم صاحب نہ مل سکیں گے۔ مگر اس نے اصرار کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ مجھے ان سے ایک قرضہ کا چکوتہ کرنا ہے۔"

مالدار تاجر کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ ہونٹ کانپنے لگے۔ آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ اور ہاتھ سے غصہ کا اشارہ بھی کیا۔ آج اپنی عمر میں پہلی بار اس نے ضبط ہاتھ سے دے کر اس قدر پریشانی ظاہر کی جو پہلے کبھی نہ کی تھی۔ مگر جلدی ہی اوسان بحال کر کے کہنے لگا "نہیں۔ شاید تم سمجھے نہیں۔ یہ غیر ممکن ہے کہ بیگم صاحب کو کسی کا قرضہ ادا کرنا ہو مگر میں حکم دیتا ہوں۔ اس بارہ میں بالکل چپ رہنا۔ اور کسی سے اس کا ذکر مت کرنا" یہ کہتے ہوئے اس نے دو پونڈ بطور انعام نوکر کے ہاتھ میں دے دیئے۔

نوکر کا سر بار احسان سے جھک گیا۔ واپس جا رہا تھا۔ کہ آقا نے دوبارہ روک کر کہا "ٹھیرو بیگم صاحب سے کہو۔ کہ میں اپنے کمرہ میں ایک لمحہ کے لئے ان سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس آدمی

شیڈبولٹ کو ٹھیرا کر پہلے مجھ سے مل لیں۔"

ادھر لیڈی النیٹشیا انکشاف راز سے بےخبر ہو کر پیغام پا کر کھانا کھانے کے کمرہ میں جہاں شیڈبولٹ حالت انتظار میں تھا چلی گئی۔ جیسا نوکر نے بیان کیا۔ وہ اس وقت بے حد شراب پیتے ہوئے تھا گو نشہ نے مخمور کرنے کی بجائے اس کے حوصلہ کو بہت بلند کر دیا تھا۔ لیڈی النیٹشیا کو خوش رنگ لباس میں آتے ہوئے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھا۔ تو اس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا۔ کوئی بات منوانے کا مصمم ارادہ کر کے آیا ہے۔

النیٹشیا آتے ہی سخت غضب اور اضطراب کے لہجہ میں کہنے لگی۔ "کیوں۔ اس موقعہ پر یہ بے جا مداخلت کیا معنے رکھتی ہے؟"

"اس کا جواب سرکار والا ہی کے پاس مل سکتا ہے۔" شیڈبولٹ نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔ "جب کوئی کسی سے تشریف آوری کا وعدہ کر کے بھول جائے۔ تو فریق ثانی کو خود حاضر ہونا ہی پڑتا ہے۔"

"میں بعض مصروفیتوں میں اس سے پہلے خط و کتابت کا موقعہ پیدا نہ کر سکی" لیڈی النیٹشیا نے جس کا چہرہ غصہ سے تمتما رہا تھا۔ اس شاعرانہ انداز گفتگو کو نظر انداز کر کے۔ جواب دیا۔ "اب کل میں مسٹر اینجلیک کو ضرور خط لکھ دوں گی۔۔۔"

"حضور کل نام کال کا" شیڈبولٹ نے لاپروائی سے کہا۔ "اس لئے جو کام کرنا ہو۔ آج کرنا چاہئیے کیا عجب کل پھر یہ معاملہ سرکار کے ذہن سے اتر جائے۔ یا۔۔۔"

"مگر میں کہتی ہوں تمہارا وہ مطالبہ بذاتہ سراسر غلط ہے" النیٹشیا نے جوش سے کہا۔ "تم نہیں مانتے۔ مگر شاید مسٹر اینجلیک کو بآسانی مطمئن کیا جا سکے گا۔ کہ اس کے حساب میں ضرور کچھ غلطی ہوئی ہے۔"

"حالانکہ مسٹر اینجلیک ہی یہ کہہ کر بار بار مجھے بھیج رہی ہیں۔ کہ میرا حساب پاک ہے اور یہ رقم ٹھیک آپ کے ذمہ باقی ہے۔" شیڈبولٹ نے پرُضد ہو کر کہا۔ "میری مانئے تو آج ہی روپیہ ادا کر دیجئے کہ بعد میں کوئی برا نتیجہ دیکھنے کی نوبت نہ آئے۔ میں سچ کہتا ہوں مسٹر اینجلیک روپیہ وصول کرنے کا مصمم ارادہ کر چکی ہیں جس کا قوی ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے یہ کام آپ کے ادنےٰ خادم ایماندار آئیک شیڈبولٹ کے سپرد کر دیا ہے۔"

اب پہلی مرتبہ لیڈی النیٹشیا بیتھم کو استحصال بالجبر کا گمان ہوا۔ اس خیال کے آتے ہی گھبرا گیا۔ پیشانی عرق سرد سے تر ہو گئی۔ اور خون منجمد ہوتا محسوس ہوا۔ حیران تھی۔ کیا کروں؟ کیا غصہ سے

انکار کر دوں۔ یا کل روپیہ بھیجنے کا وعدہ کروں۔ ابھی کشمکش و پیچ میں پھنسی تھی کہ دروازہ کھلا اور نوکر پاس آیا کہنے لگا۔ "بڑی سرکار نے حضور کو یاد کیا ہے۔ وہ ایک لحظہ کے لئے آپ سے اپنے کمرہ میں ملنا چاہتے ہیں۔"

یہ سنتے ہی بدنصیب اناسٹیشیا کے پاؤں تلے سے مٹی نکل گئی۔ نوکر سے کوئی سوال پوچھنا چاہتی تھی۔ کہ اس نے خود ہی کہا۔ "مسٹر ڈیولٹ حضور کی واپسی تک انتظار کریں تو بہتر ہے۔"

وہ چپ چاپ اس کے ساتھ کمرہ سے رخصت ہوئی۔ مگر ڈیوڑھی میں پہنچ کر نہ رہ سکی۔ تو وہ سوال جو پہلے نوک زبان پر آ کر رک گیا تھا۔ پھر ظاہر ہوا۔

لا پروائی سے پوچھنے لگی۔ "کونسا ضروری کام تھا۔ کہ انہوں نے اس وقت مجھے یاد کیا؟"

"خادم آپ سے شرمندہ ہے۔" نوکر نے جواب دیا۔ "انہوں نے چند سوالات پوچھے تھے۔ بحالت مجبوری ان سے کہنا پڑا۔ کہ مسٹر ڈیولٹ فرضی ایک چھوٹی سی رقم وصول کرنے کو آئے ہوئے ہیں۔۔۔"

"تو معلوم ہوتا ہے۔ اس آدمی نے سارا حال پہلے ہی تم سے کہہ دیا تھا۔" اناسٹیشیا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"جی حضور! اسی قدر اس نے مجھ سے کہا تھا۔" نوکر نے جواب دیا۔ "جب سر فریڈرک نے سب حال جاننے پر اصرار کیا۔ تو میں مجبور ہو گیا۔۔۔"

"ان کے سوالوں کا جواب دینا تمہارا فرض تھا۔" اناسٹیشیا نے لہجہ حقارت سے جواب دیا۔ اور چپ ہو گئی۔

اپنے شوہر کے کمرہ کی طرف جاتے ہوئے لیڈی اناسٹیشیا نے بعض باتیں اس سے بیان کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ بے شک یہ ارادہ اس نے خوف و ہراس کی حالت میں کیا تھا لیکن اب اس کے سوا چارہ کار ہی کیا تھا۔ مگر جب کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو دیکھا۔ سر فریڈرک میز پر بیٹھے ہوئے نہایت معمولی سکون کے ساتھ ایک خط کا مضمون پڑھ رہے ہیں۔

"اناسٹیشیا!" انہوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔ "میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں۔ بے شک مجھ سے غلطی ہوئی۔ کہ گاہ بگاہ اس خیال سے تجوری کی کنجی تمہارے حوالے نہیں کی۔ کہ تم مجھ سے سوال کرنے کی بجائے اپنی ضرورت کے لئے خود ہی روپیہ نکال لو۔ اب میں اس غلطی کی تلافی کرتا ہوں۔ یہ کنجی ہے۔ جاؤ۔ مہمان انتظار کر رہے ہوں گے۔"

یہ الفاظ معمولی نرم لہجہ میں کہتے ہی سر فریڈرک کمرہ سے رخصت ہو گئے۔ سارا کام اتنا جلد ہوا اور وہ اناسٹیشیا کی توقعات سے اتنا بعید تھا۔ کہ وہ تصویر حیرت بنی اپنی جگہ پر کھڑی رہ گئی۔ شوہر کی

فیاضی کا شکریہ ادا کرنے کو ایک لفظ تک منہ سے نہیں نکلا۔ مگر جب دروازہ بند ہوا اور وہ کمرہ میں تنہا رہ گئی۔ تو آنسوؤں کے گرم قطرے رخساروں پر تیزی سے بہنے لگے۔

"شاید ان کا خیال ہے کہ میں قرضہ کے بوجھ سے دبی ہوئی ہوں" اس نے اپنے دل سے کہا "غالباً وہ مجھے مسرف اور فضول خرچ سمجھتے ہیں اور یہ سوچ کر کہ میں اپنی مالی مشکلات کو چھپاتی ہوں۔ انہوں نے فیاضی سے یہ طریق امداد اختیار کیا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ میرے فرضی قرضہ کو بیباق کرنے میں مدد دیتے ہوئے مجھے چپ چاپ اس فضول خرچی کے لئے جس کی میں واقعہ میں قصوروار نہیں ہوں، تنبیہہ کرنا چاہتے ہیں۔ افسوس! یہ غلط فہمی کتنی رنجیدہ ہے۔ گو ساتھ ہی یہ امر کچھ کم باعث اطمینان نہیں۔ کہ میں سارے حالات ظاہر کرنے پر مجبور نہ ہوئی۔ میں ان کا عندیہ سمجھ گئی۔ وہ اس معاملہ پر کسی طرح کی گفتگو نہ کریں گے۔ وہ نہیں پوچھیں گے تمہیں کن لوگوں کا روپیہ ادا کرنا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ میں اس بار احسان سے عبرت حاصل کر کے آئندہ فضول خرچیوں سے باز رہوں گی حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ میں نے کبھی ان کا ایک پیسہ ضائع نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ انتہائی کفایت سے کام لے کر اپنے جیب خرچ سے ہی بھائی کی امداد کی ہے۔۔۔"

یہ خیالات تیزی رفتار سے لیڈی انسٹیشیا ہیم کے دماغ سے گذرے جس کے بعد وہ آنسو پونچھ کر تجوری کا دروازہ کھولنے چلی۔ مگر جب پٹ کھل گئے۔ تو کیش بکس نکالنے سے پہلے رکی اور گرتی ہوئی ہمت کو مضبوط کرنے کے خیال سے اپنے آپ سے کہنے لگی۔ "یہ لوگ مجھ سے جبراً روپیہ لینا چاہتے ہیں۔ بالفرض انکار کر دوں تو کیا ہو؟"

اس نے کسی طرح دل کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر سٹیڈ بولٹ کے سامنے انکار کا حوصلہ نہ کر سکی۔ ڈر تھا کہیں یہ شخص حالت جوش میں بھکنے لگا۔ تو کیا ہوگا۔ آدمی بے شعور ہے۔ کیا عجب مہمانوں کے سامنے اودھم مچانا شروع کر دے۔ اپنی کمزوری سے خوفزدہ ہو کر اس نے ایک لمبی سرد آہ کھینچی اور کھلی ہوئی تجوری سے کیش بکس نکال لیا۔ جس میں ایک طرف سونے کے سکے اور دوسری جانب بنک نوٹوں کا انبار تھا اتنی رقم لے کر جو میڈم اینجلیک کے جبری مطالبہ کے لئے کافی تھی۔ اس نے بکس کو بدستور تجوری میں رکھ دیا اور دروازہ بند کر کے کنجی اپنی جیب میں ڈال لی۔

اس کے بعد دوبارہ اسی کمرہ میں جا کر جہاں مسٹر سٹیڈ بولٹ اب تک تشریف فرما تھے۔ تمکنت و وقار کے لہجہ میں کہنے لگی "صاحب تمہارے دعوے سے مجھے اب بھی انکار ہے۔ مگر اس ناچیز رقم کے لئے جھگڑا مجھے منظور نہیں۔ رسید لائے ہو تو دے دو۔ میں روپیہ ادا کر دیتی ہوں"

"بانو رسید حاضر ہے" شیڈبولٹ نے اپنی شیطانی تجویز کو اس آسانی سے کامیاب ہوتے دیکھ کر خوشی سے کہا۔ اور جیب سے رسید نکال کر پیش کر دی۔

انسٹیشیا نے اس کا معائنہ کیا۔ اور یہ دیکھ کر کہ بے باقی حساب لکھنے کے بعد میڈم اینجلیک کے دستخط ثبت ہیں۔ اپنے پاس رکھ لیا۔ شیڈبولٹ نے زبردستی حاصل کیا ہوا روپیہ جیبوں میں بھر لیا اور رخصت ہوا۔

اس کے جانے پر انسٹیشیا کمرہ رقص میں چلی گئی۔ سر فریڈرک دروازہ کے پاس سے گذر رہا تھا۔ اس نے اس کی طرف انداز ممنونیت سے دیکھا۔ اور اپنا سپید ہاتھ اس کے بازو پر رکھ کر پیار سے کہنے لگی "آج آپ نے مجھ ناچیز پر وہ احسان کیا ہے جسے میں تا زیست نہ بھولوں گی۔ لیجئے۔ کنجی حاضر ہے" اور اس نے کنجی نکالنے کے لئے جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"انسٹیشیا اس ذرا سی بات کے لئے کسی شکر گذاری یا احسانمندی کی حاجت نہیں" مہاجن نے سرسری طور پر کہا "کنجی ابھی اپنے پاس ہی رہنے دو۔ ایسا نہ ہو۔ کوئی دیکھ لے۔ کل لے لوں گا"

اتنا کہہ کر وہ کمرہ کے ایک حصہ میں چلا گیا۔ اور انسٹیشیا جس کے دل پر اس فیاضی کا گہرا اثر ہوا تھا۔ اپنے جذبات کو چھپانے کی انتہائی کوشش کرتی۔ تھوڑے فاصلہ سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

مگر جس وقت میاں بی بی میں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ وائیکونٹ رشبروک ان کی نظروں سے چھپا ہوا بالکل پاس کھڑا تھا۔ اس تیز قوت سامعہ کی مدد سے جو زر کے محتاجوں میں اکثر پائی جاتی ہے اس نے کنجی کے متعلق وہ چند الفاظ جو سر فریڈرک نے تکلم سے کہے تھے۔ سُن لئے۔ اور انہیں اپنے خانہ دماغ میں محفوظ رکھا۔

باب ۱۲۳

مارا آستین

لیڈی انسٹیشیا ہال کے ایک جانب کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور اس کا بھائی وائیکونٹ رشبروک تھوڑی دیر تک فکر میں کھڑا رہنے کے بعد اس کے پاس جانے کا بہانہ تلاش کرنے کو ادھر ادھر گھومنے لگا۔ حیران تھا اپنی مالی مشکلوں کا حال کس پیرایہ میں اس سے کہوں۔ ابھی سوچ ہی رہا تھا۔ کہ اس نے کرسچن اور کرسٹینا کو پاس آتے دیکھا۔ بہن بھائی کو دیکھتے ہی انسٹیشیا کے خوشنما چہرہ پر رونق آ گئی۔ اور وہ اپنی جگہ

ست اُٹھ کر ان سے ایسے ہی اخلاق سے پیش آئی ۔ گویا انہیں مدت دراز سے جانتی ہے ۔ وائیکونٹ
بہن کے پاس جانے کا بہانہ سوچ رہا تھا ۔ اب ان کی گفتگو میں شریک ہونے کے لئے پاس جانا چاہتا
مگر باطن میں دست بدعا تھا کہ وہ تو کسی طرح ٹل جائیں ۔ تو اظہار مدعا کروں ۔ کرسچن اور کرسٹینا سے گفتگو
کرتے ہوئے انسٹیشیا نے ایک بار اپنے لباس کا شکن ٹھیک کیا ۔ تو آگے جھکنے سے کنجی جو نیفی ہی جیب
میں رکھی ہوئی تھی ۔ فرش زمین پر گر گئی ۔ ہر چند حلیہ رقص کے اہتمام میں فرشی قالین اٹھا دیئے گئے
تھے ۔ پھر بھی کنجی چونکہ لیڈی انسٹیشیا کے سایہ پر گری اس لئے آواز پیدا نہ ہوئی ۔ مگر وائیکونٹ
نے جو گدھ کی طرح پاس ہی منڈلا رہا تھا جھٹ اُسے دیکھ لیا ۔ لیڈی انسٹیشیا کرسچن اور کرسٹینا سے بےخبری
میں باتیں کرتے رہے مگر لارڈ رشبروک کی نظر اسی کنجی پر لگی ہوئی تھی ۔ تھوڑی دیر تک وہ اس خیال سے
اس کو اٹھانے کی جرأت نہ کر سکا کہ ایسا نہ ہو بہن کو اس کے گرنے کا علم ہو جائے ۔ اور وہ اسے
تلاش کرے ۔ مگر جب بہت دیر تک انسٹیشیا نے کنجی کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا ۔ تو لارڈ رشبروک نے اس
پر قبضہ جمانے کی فکر کی ۔ باتیں کرتے کرتے اس نے اپنا رومال عین اس کنجی پر گرا دیا ۔ اور جب اسے
اٹھایا تو کنجی اس کے ساتھ تھی ۔

اب رقص کا تیسرا دور شروع ہونے والا تھا ۔ لیڈی انسٹیشیا نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر کرسچن کا
ایک اور خاتون سے تعارف کرایا ۔ اور ایک نوجوان امیر زادہ کرسٹینا سے شرکت کا خواستگار
ہوا ۔ اُدھر لارڈ رشبروک نے میدان خالی پاکر اپنی شیطانی تجویز کو عملی صورت دینے کی فکر کی
وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ کنجی تجوری کی ہے ۔ اول اس لئے کہ وہ اسے پہچانتا تھا ۔ دوم اس
لئے کہ کنجی کی ساخت ایک خاص طرح کی تھی ۔ سوم اس لئے بھی کہ اس نے سر فریڈرک اور لیڈی
انسٹیشیا کو اس کے متعلق باتیں کرتے سنا تھا ۔ سوچا کہ گنج قارون کی کنجی ہاتھ آگئی ہے ہم
موجود ہے ۔ اب اسے کھولنا چاہئے ۔ چوری کرنا اس کے نزدیک فعل معیوب نہ تھا ۔ کیونکہ متواتر
گناہ کرتے کرتے ضمیر بالکل مردہ ہو چکا تھا ۔ اور نو مقتضا یہ تھی ۔ کہ موقعہ پاکر مقصد برآری کی جائے
اور کام اس ہوشیاری سے ہو کہ کسی کو شبہ تک نہ ہونے پائے ۔

اس خیال کو دل میں پختہ کر کے وہ امیرانہ انداز کسل سے چلتا ۔ ادھر اُدھر ٹہلنے لگا ۔ مہمان
سب کے سب مشغول تھے ۔ موقعہ پاکر وہ باہر نکلا ۔ اور چپ چاپ زینہ سے اتر گیا ۔ ہال میں پہنچا
تو وہ بالکل خالی تھا ۔ نوکروں میں سے ایک بھی نظر نہ آیا ۔ اس طرح میدان خالی پاکر وہ جھٹ بہنوئی
کے کمرہ میں داخل ہو گیا ۔ میز پر شمع جل رہی تھی ۔ اسکی روشنی میں تجوری کھول کر کیش بکس نکالنا

ایک منٹ کا کام تھا۔ والنگیونٹ نے بکس کھولا تو معلوم ہوا اس میں اندازاً پندرہ سولہ سو پونڈ کا مال رکھا ہوا ہے۔ ایک تجربہ کار چور کی طرح اس نے ہر ایک طلائی سکہ اور ہر ایک نوٹ اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر خالی کیش بکس کو تجوری میں رکھ کر اسے بند کرنے کے لیے کنجی گھما رہا تھا۔ کہ ناگاہ اس کی نظر کمرہ کی کھڑکی کی طرف گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک انسانی چہرہ جو باہر سے شیشہ کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ پیچھے ہٹ گیا۔ روشبروک کی روح خشک ہو گئی سوچنے لگا یہ میرا واہمہ تو نہ تھا؟ مگر نہیں جہاں تک غور کیا یہی معلوم ہوا۔ کہ صورت انسان کی تھی۔ ضرور کسی نے مجھکو چوری کرتے دیکھ لیا ہے۔ حالت اضطراب میں خون منجمد ہو گیا۔ اور چہرہ پر اس طرح کی زردی چھا گئی۔ گویا اس کا بھنوئی عین موقعہ پر آ گیا ہو۔ یا پولیس کے سپاہی نے پیچھے سے آ کر اس کے شانہ پر ہاتھ رکھ دیا ہو۔ تھوڑی دیر بت کی طرح بے حرکت کھڑا رہا۔ پھر دوڑتا ہوا کھڑکی کے پاس گیا۔ کھڑکی میدان کی طرف کھلتی تھی۔ اسے کھول کر دیکھا۔ دور دور تک انسان کی صورت نظر نہ آئی۔ چاندنی کھیت کر رہی تھی۔ اس روشنی میں کسی چیز کا نظروں سے چھپے رہنا غیر ممکن تھا۔ ایک بار پھر وہی خیال تازہ ہوا کہ شاید مجھے وہم آیا ہے۔ لیکن پھر سوچا۔ کیا عجب وہ آدمی جو کھڑکی سے لگ کر دیکھ رہا تھا میری موجودگی میں کہیں چھپ گیا ہو۔ اس طرح انتہائی کوشش تردید کرنے پر بھی یہ شک بدستور دل میں قائم رہا۔ کہ ضرور کسی نے چھپ کر دیکھ لیا ہے۔

بہت دیر تک وہ اسی کشمکش و پیچ میں رہا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے؟ کیا نوٹوں اور روپوں کو پھر کیش بکس میں رکھ کر بند کر دوں۔ اور کنجی کہیں باغ میں پھینک دوں۔ یا ہر قسم کے اندیشوں کو دل سے نکال کر اس مال کو اپنے ہی پاس رہنے دوں؟ مصلحت پہلی تجویز سجھاتی تھی۔ حاجت دوسری کی راہ دکھاتی تھی۔ تھوڑی دیر اس الجھن میں رہنے کے بعد آخر اس بے فکری اور استقلال کے ساتھ جو غیر معمولی حالات میں انسان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس نے اپنے آپ سے کہا۔ کچھ بھی ہو۔ اس محنت سے حاصل کیے ہوئے روپیہ کو چھوڑا نہیں جا سکتا!!

وہ دبے پاؤں کمرہ سے نکل کر پھر وہیں پہنچا۔ جہاں اب تک محفل رقص قائم تھی۔ اور اس کرسی کو خالی دیکھ کر جہاں پیشتر انسٹیشیا بیٹھی ہوئی تھی۔ کنجی اس کے پاس رکھ دی۔ اس کے بعد مختلف کمروں کا گشت کرنے لگا۔ لیکن انتہائی ضبط کے باوجود خطرہ کے احساس کو دل سے دور نہ کر سکتا تھا۔ پہلے روپیہ حاصل کرنے کے لیے بے چین تھی۔ اب روپیہ حاصل ہونے پر اس نے اور ترقی کی۔ بار بار اس چہرہ کا حلیہ یاد کرنے کی کوشش کرتا جسے اس نے کھڑکی کے شیشے سے لگا ہوا دیکھا تھا۔ مگر اسکی جھلک عارضی تھی۔ انتہائی کوشش کے باوجود اس کا نقشہ یاد نہ کر سکا۔ پھر بھی یہ خیال

رہ رہ کر طبیعت میں ہیجان کر رہا تھا۔ کہ چہرہ فرضی نہیں حقیقی تھا۔ جو کچھ نظر آیا وہ محض جوش میں آئے ہوئے دماغ کی پیدا کی ہوئی تصویر نہ تھی۔

کرسٹینا تھوڑی دیر اس امیرزادہ سے جس کے ساتھ اس کا تعارف کرایا گیا تھا۔ شریک رقص رہی۔ پھر جب یہ دور بھی ختم ہوا۔ تو دم لینے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ لیکن ادھر اس کے ساتھی نے پیٹھ پھیری۔ ادھر لارڈ آکٹیوین میریڈیتھ وہیں سے موجود۔ اب ان کا چہرہ زرد۔ مگر اس طرح کا فیصلہ کن انداز لئے ہوئے تھا جسے کرسٹینا فوراً بھانپ گئی۔ اور وہ اس حالت کو دیکھ کر ڈری بھی۔ کیونکہ پہلی گفتگو میں لارڈ آکٹیوین نے حالت جوش میں کہا تھا۔ کہ تم مجھے شدت یاس سے ہلکان کر رہی ہو۔

ایک ایسی آواز میں جو انتہائی ضبط کے باوجود بولی۔ وہ عجیب تھی۔ میریڈیتھ نے کہا "کرسٹینا کیا دومنٹ کے لئے مجھ سے تنہائی میں گفتگو کو نامنظور کرو گی؟"

"آخر کتنا اہم معاملہ ہے جس پر آپ مجھ سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں؟" کرسٹینا نے دریافت کیا۔ اور معلوم ہوتا تھا اس کی اپنی آواز بھرائی ہوئی ہے۔

لارڈ آکٹیوین کے آثار استقلال اور مضبوط ہوئے۔ جلدی سے کہنے لگا "اطمینان رکھو میں اب کوئی بات ایسی نہ کہوں گا۔ جو تمہاری طبع نازک کے لئے رنجیدہ ہو۔ بہرحال میں نے ایک قصد مصمم کر لیا ہے۔ اور یقین ہے۔ تم بھی میرے فیصلہ کو اطمینان سے سنو گی۔"

کرسٹینا نے ایک لمحہ تامل کیا۔ پھر یہ سوچکر اگر میرا اپنا دل قوی ہے۔ تو اپنے فرض کو اب بھی اسی استقلال سے پورا کر سکوں گی۔ جس طرح ڈیڑھ گھنٹہ پہلے کیا تھا۔ کہنے لگی "بہت اچھا میں انکار نہیں کرتی۔ خدا کے لئے ہماری گفتگو کہاں ہو؟"

اس نے لارڈ آکٹیوین کا بازو تھام لیا۔ اور وہ ایک لفظ تک کہے بغیر اسے کھانا کھانے کے کرہ میں لے گیا۔ جہاں دو تین آدمی پردہ خانہ کی طرف سے آرہے تھے۔ پردہ خانہ کا دروازہ اس کمرہ سے ملحق تھا۔ اور یہاں اس خیال سے لیمپ روشن کر دیئے گئے تھے۔ کہ مہمان ان خوشنما پھولوں اور میوہ دار پودوں کو جنہیں منطقہ حارہ سے اس جگہ منتقل کیا گیا تھا۔ اچھی طرح دیکھ سکیں۔ یہیں پر میریڈیتھ کرسٹینا کو اپنے ساتھ لے گیا۔

جب دونو تنہا رہ گئے۔ تو حسین دوشیزہ اپنا ہاتھ نوجوان امیر سے علیحدہ کر کے ایک لمحہ اس کے چہرہ کو نظر تجسس سے دیکھتی رہی۔ گویا اس کا عندیہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ مگر اس کے انداز سے اس کے دل کا حال جاننا سخت مشکل تھا۔

"کرسٹینا" آخرکار اس نے کہا "تمہاری اپنی مثال نے میرے لئے تقلید کا سبق پیدا کر دیا ہے اب میں نہ کہوں گا۔ کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔ کیونکہ ... کیونکہ ایسی کوئی بات نہ کہنے کا وعدہ کر چکا ہوں جو تمہیں ناگوار گذرے۔ تھوڑی دیر پیشتر میرا دل شدت یاس سے پھٹا جاتا ہے۔ مگر جب تمہارا سکون دیکھا، جب معلوم کیا کہ تم کس لئے اتنی سرد مہری کا برتاؤ کرتی ہو۔ تو معلوم ہو گیا۔ کہ ایک ناگوار فرض ہے جس کی ادائیگی پر تم مجبور رہیں۔ تمہاری نیک مثال نے میری بھی آنکھیں کھول دی ہیں۔ اور اب میں اس بات کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں کہ ادائے فرض سے پہلوتہی نہ کروں گا۔ آج تک زو نے میرے لئے ایثار کیا تھا۔ اب میں کروں گا۔ احسان اور فیاضی کی دوڑ میں وہ مجھے نیچا نہ دکھا سکے گی" پھر ہلکی تھرائی ہوئی آواز سے "میں کل انگلستان سے رخصت ہوتا ہوں میں نے زو کے پاس چلے جانے کا مستقل ارادہ کر لیا ہے۔"

لارڈ آکسٹوین میرڈیتھ کی اس تقریر کا کرسٹینا کے دل پر بہت اثر ہوا۔ جذبات دبائے نہ دب سکے پرنم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگی "لارڈ آکسٹوین آپ کا ارادہ مبارک ہے۔ خدا آپ کو استقامت بخشے۔ یہی وہ طریقہ ہے۔ جو کسی شریف آدمی کو ایسے موقعہ پر اختیار کرنا چاہیئے۔"

"آہ۔ کرسٹینا" میرڈیتھ نے گہری سانس لے کر کہا "افسوس صرف اس بات کا ہے۔ کہ بعض متضاد حالتوں کی دنیا میں راحت اور فرض کبھی ایک راہ پر نہیں چلتے۔ دونوں کا رستہ عموماً متضاد اور مخالف ہوتا ہے۔"

"اس کے باوجود" کرسٹینا نے مؤثر لہجہ میں جواب دیا "میں یقین کرتی ہوں۔ کہ آپ ادائے فرض کے بعد ضرور راحت حاصل کریں گے۔ کیونکہ ہمیشہ سچی خوشی اسکو حاصل ہوتی ہے جس کا ضمیر پاک ہو۔ یاد رکھئے خدا بھی انہی لوگوں کی مدد کرتا ہے جو مشکلوں سے بے ہراس ہو کر جبر و استقلال کے ساتھ فرض کی راہ پر چلنا قبول کرتے ہیں۔ جائیے حسین و خلیق زو آپ کا انتظار کرتی ہے۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں، کہ اسے آپ سے سچی محبت ہے۔"

"کرسٹینا بس کرو زیادہ نہ کہو۔" آکسٹوین نے بڑھتے ہوئے جوش سے کہا۔ "ورنہ ڈر ہے تمہارے دہن شیریں سے نکلی ہوئی دلاویز نصیحتیں پھر میرے ارادہ کو کمزور کر دیں گی۔"

"خدا نہ کرے" حسین دوشیزہ نے زور دار لفظوں میں کہا "مائی لارڈ اس نیک ارادہ پر زو کی طرف سے میرا شکریہ قبول ہو۔ اور اب آئیے۔ اس جگہ سے واپس چلیں۔"

"آہ! واپس چلیں!" آکسٹوین نے انداز وحشت سے کہا۔ "کرسٹینا کیا رخصت ہونے سے پہلے

تم میرے لئے امید و حوصلہ افزائی کا ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتی ہو۔۔۔؟"

"مائی لارڈ" نازنین نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ اور اب اس کے لہجہ میں نسوانی وقار کے ساتھ ہمدردی کی جھلک بھی شامل تھی میری شکل سے آپ نے ایک نیک کام کا ارادہ کیا ہے۔ بعد مدت آپ ایک ہستی مظلوم سے انصاف پر آمادہ ہوئے ہیں۔ خدا کے لئے اب اپنی کمزوری یا ناعاقبت اندیشی سے اس ارادہ کو کمزور ہونے نہ دیجئے۔ آپ مجھ سے الوداعی الفاظ سننا چاہتے ہیں۔ بہت اچھا سنئے۔ میں تا زیست دعا کروں گی۔ کہ آپ اپنی حسین و خلیق بیگم کے ساتھ خوشی اور خوشحالی کی زندگی بسر کریں۔ اور خوش بھی رہیں۔"

"کرسٹینا تم سچ مچ فرشتہ ہو۔" امیر زادہ نے جوش سے کہا "تمہاری نیک مثال نے ہی مجھے اس فرض کی ادائیگی پر مجبور کیا ہے۔ اطمینان رکھو کہ میں ضرور اپنا عہد پورا کروں گا۔"

ایک لفظ بھی اور کہنے کے بغیر لارڈ آکسٹون نے اپنا بازو پیش کیا۔ اور کرسٹینا کو پوداخانہ سے باہر لے گیا۔ رستہ میں اس نے چھپی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا اس کے چہرہ پر غیر معمولی سرخی چھائی ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ یہ اس دلی اطمینان کی سرخی ہے۔ جو انسان کو نیک و پاک کاموں کی انجام دہی سے حاصل ہوتا ہے۔ خود کرسٹینا بھی ہر طرح خوش اور مطمئن تھی۔ کیونکہ اس کے دل میں فرض کا احساس اور بھی زبردست تھا۔ فی الحقیقت نیک و پاک لوگوں کے دل کو ایثار ہی سے وہ راحت حاصل ہوتی ہے۔ جو اور کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ دو نو کمرہ رقص میں واپس جا کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ اور کرسٹینا اپنے بھائی سے محو گفتگو کرنے لگی۔ تنہائی میں اس نے وہ باتیں بھی جو آکسٹون سے ہوئی تھیں اس سے بیان کر دیں۔

اس اثنا میں لیڈی انسٹیشیا لیتھم کو یکایک خیال آیا۔ کہ تجوری کی کنجی اب تک میری جیب میں رکھی ہوئی ہے۔ ایسا نہ ہو گر جائے۔ احتیاطاً اسے محفوظ مقام پر رکھ دینا چاہیے۔ اس خیال سے اس نے کنجی نکالنے کو جیب میں ہاتھ ڈالا۔ تو معلوم ہوا کہ جیب خالی ہے۔ وہ بہت گھبرائی خیال آیا۔ شائد تجوری ہی میں لگی رہ گئی۔ لیکن پھر سوچا کہ میں تو اسے مسز فریڈرک کو واپس دے رہی تھی اور جب انہوں نے انکار کیا۔ تو اپنی جیب میں رکھ لی تھی۔ غالباً جہاں بیٹھی تھی وہیں گر گئی ہے۔ یہ سوچ کر اس کرسی کی طرف گئی۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے بیٹھی ہوئی تھی۔ غور سے دیکھا تو کنجی فرش زمین پر پڑی تھی۔ اس نے اٹھا کر آتش دان پر ایک ڈبیہ میں رکھ دی۔ اسے کیا خبر کہ میری جیب سے گرنے کے وقت سے اب تک کنجی کیا کام کر چکی ہے۔

رات کے ایک بجے ناچ ختم ہوا - اور مہمان کھانا کھانے کے کمرہ میں جمع ہو گئے - سامان نفیس اور اہتمام مکمل تھا - مگر ہم دعوت کی تفصیل میں داخل نہیں ہوتے کیونکہ اس موقعہ پر کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا - کھانے کے بعد رقص کا آخری دور شروع ہوا - مگر اب کئی مہمان رخصت ہو چکے تھے - لارڈ آکیٹوین میریڈتھ کھانے میں شریک ہی نہ ہوا تھا - لیکن مہمانوں کی تعداد چونکہ بہت تھی - اس لئے سر فریڈرک یا لیڈی انسٹیشیا الیتھم کو اس کی عدم موجودگی کا علم نہ ہو سکا - شریک طعام نہ ہونے کے باوجود وہ اب تک رخصت نہ ہوا تھا - بلکہ کرسٹینا سے رخصتی الفاظ کہنے کی نیت سے ادھر ادھر گھوم رہا تھا - وہ تاقریب بہن بھائی ٹیوڈر ہوس سے جانے لگے - تو پھر ایک بار کرسٹینا سے ملا -

اس نازنین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر محبت سے دباتے ہوئے اس نے جوش سے کہا "کرسٹینا خدا تمہیں برکت دے اور شاد و آباد رکھے ..."

الفاظ اس کی زبان پر نامکمل ہی رہ گئے اور ایک لمحہ کے لئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کرسٹینا کی اپنی دلیری بھی سلب ہوتی جا رہی ہے - لیکن جلد ہی حوصلہ پا کر وہ لہجہ سکون میں کہنے لگی "مائی لارڈ زندگی راحت آپ کے اختیار میں ہے - آپ ہی اس کو زندگی بھر خوش و خرم رکھ سکتے ہیں - اس لئے اب اپنے ارادہ کو کمزور نہ ہونے دیجیے"

اتنا کہہ کر وہ ایک طرف مڑ گئی - اور بھائی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گاڑی کی طرف چلی کیونکہ سر فریڈرک اور لیڈی انسٹیشیا کو پہلے ہی الوداع کہہ چکی تھی -

کھانا ختم ہونے پر جو مہمان رخصت ہوئے - ان میں وائیکونٹ رشبروک بھی شامل تھا - عام حالات میں وہ سر فریڈرک کی نفیس شراب میں حصہ لینے کے لئے بہت دیر ٹھہرا کرتا تھا - مگر آج خلاف معمول اسے رخصت ہونے کی جلدی تھی - ظاہری بے فکری اور بے تکلفی کے پردہ میں اس کا دل غیر معمولی بے چینی محسوس کر رہا تھا - کھڑکی کے شیشہ سے لگے ہوئے چہرہ کی یاد رہ رہ کر مضطرب کرتی تھی اور چونکہ سعی عظیم کے باوجود وہ اس چہرہ کو شناخت نہ کر سکا تھا - اس لئے یہ اضطراب اور بھی ترقی کر رہا تھا -

ناظرین کو معلوم ہے کہ کرسچن اور کرسٹینا مہارانی اندرا کی گاڑی پر سوار ہو کر آئے تھے لیکن چونکہ سائیس بیمار تھا - اس لئے گاڑی کے بکس پر اکیلا گاڑیبان ہی بیٹھا ہوا تھا - ٹیوڈر ہوس سے رخصت ہونے والی گاڑیوں میں ان کی گاڑی سب سے پہلی تھی - رستہ میں کرسٹینا اپنے بھائی سے وہ واقعات بیان کر رہی تھی - جو لارڈ آکیٹوین میریڈتھ سے پیش آئے تھے کہ دفعتاً گاڑی چلتے

چلتے رک گئی۔ اور گاڑیبان نے چلا کر کہا۔ "تم کون ہو۔ اور کیا چاہتے ہو؟"

جواب میں ایک بھاری آواز شکستہ انگریزی میں یہ کہتی سنی گئی۔ "میں ایک غریب خلاصی راہ خدا میں کچھ خیرات مانگتا ہوں۔" یہ سن کر گاڑیبان کے منہ سے بے صبری کے الفاظ نکلے۔ اور قریب تھا کہ گھوڑوں کو چابک لگا کر آگے ہنکاتا۔ کہ کرسچن نے کھڑکی سے سر نکال کر آواز دی "ذرا ٹھیرو۔" بناوٹی خلاصی یہ آواز سن کر کھڑکی کے پاس گیا۔ اور بڑے اطمینان سے کھڑکی کھول کر دعائیں دینے لگا۔ کرسچن نے بے اجازت کھڑکی کھولنے کے متعلق اس شخص کی کارروائی کو لاعلمی اور جہالت پر محمول کیا۔ اور خیرات دینے کے لئے جیب سے بٹوہ نکالا۔ مگر خلاصی نے جیسے ہی بٹوہ میں طلائی سکوں کی جھنکار سنی۔ چیل کی طرح جھپٹا مار کر بٹوہ کرسچن کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور بے تحاشا ایک طرف کو بھاگ نکلا۔ کرسچن کو اس بے جا حرکت پر بہت غصہ آیا۔ اور وہ بھی گاڑی سے کود کر اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔

یہ واقعہ سڑک کے ایک ویران حصہ میں پیش آیا تھا۔ جہاں رستہ اس قدر تنگ تھا۔ کہ مفرور کے تعاقب میں گاڑی دوڑانا غیر ممکن ہوتا۔ خلاصی بٹوہ چھینتے ہی اس سمت میں بھاگنے لگا۔ جدہر سے گاڑی آئی تھی۔ اور جس طرف یوڈر ہوس واقع تھا۔ بھائی کو اس بدمعاش کے تعاقب میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر کرسٹینا نے خوف سے چیخ ماری۔ لیکن کرسچن اندھا دھند بھاگا جارہا تھا۔ ایک تو وہ نظرتاً بے خوف۔ دوسرے اس بدمعاش کی حرکت نے اس قدر غصہ دلایا۔ کہ بہن کو تسلی دینے کے لئے بھی نہیں ٹھیرا۔ خلاصی کے تعاقب میں ہوا کے پر لگا کر اڑا۔ اور اسے موقعہ واردات سے ایک ہی سو گز کے فاصلہ پر جا لیا۔ چور نے جب دیکھا کہ دوڑنا بے سود ہے۔ تو ایک جگہ جم کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس مضبوط ڈنڈے سے جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ کرسچن پر وار کیا۔ مگر وہ پھرتی سے پہلو بچا گیا۔ اور ایک ہاتھ سے ڈنڈے کو پکڑ کر دوسرے سے خلاصی کی گردن دبالی۔ وار اس پھرتی اور ہوشیاری سے کیا گیا۔ کہ بناوٹی خلاصی شہ زور ہونے کے باوجود تاب مقابلہ نہ لاسکا۔ اور فرش زمین پر گرا۔ کرسچن نے ڈنڈا اس کے ہاتھ سے چھین کر سڑک کے کنارے اگی ہوئی جھاڑیوں میں پھینک دیا۔ چور نے بھی کرسچن کا گلا دبانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن وہ بڑی بہادری سے مقابلہ کرتا رہا۔ دونو اس طرح گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ کہ تھوڑے فاصلہ پر ایک گاڑی کے آنے کی آواز سنائی دی۔ چور نے مضطرب ہو کر چھٹنے کے لئے آخری پر زور کوشش کی۔ مگر کامیابی کی صورت نہ دیکھ کر ناچار کہنے لگا "سے بھائی اپنا بٹوہ لے اور مجھے چھوڑ دے۔ دیکھ میں ہاتھ جوڑتا ہوں۔"

مگر کرسچن اس آسانی سے معاف نہ کر سکتا تھا۔ اس نے بدستور اُسے دبائے رکھا۔ حتیٰ کہ تھوڑی دیر میں وہ گاڑی جس کی آواز سنائی دی تھی۔ پاس آگئی۔ اور اس میں سے لارڈ رشبروک اترا۔

"واللہ یہ تو وہی بدمعاش خلاصی ہے جس نے کل ہمیں بھی لوٹا تھا۔" وائیکونٹ نے گھوڑوں کی باگیں سائیس کی طرف پھینک کر گاڑی سے کودتے ہوئے کہا۔

"مائی لارڈ یہ کوئی خلاصی ولاصی نہیں" کرسچن نے جواب دیا۔ "یہ تو کوئی بدمعاش انگریز ہے جس نے خلاصی کا بھیس بدل رکھا ہے۔ میں نے ابھی اس کی گفتگو سے پہچانا تھا۔"

"آہ! کیا تم ہو؟" رشبروک نے کرسچن کو پہچان کر کہا۔ "واللہ کیا بہادری ہے۔ ٹھیرو۔ میں بھی اس بدمعاش کو پکڑ کر دھپ دھپاتا ہوں۔"

رشبروک ہر چند فطرتاً ڈرپوک تھا۔ مگر اس وقت ایک مددگار کا سہارا دیکھا۔ تو ہمت بڑھ گئی۔ آگے ہو کر برکر کو پکڑ لیا۔۔ کیونکہ جیسا ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا۔ سفید پوش خلاصی جس کا ذکر اس داستان کے سلسلہ میں آرہا ہے۔ برکر کے سوا کوئی اور نہ تھا۔۔ کرسچن نے اب تک اس کو بدستور پکڑا ہوا تھا۔ اب دونو نے ملکر اُسے سیدھا کھڑا کیا۔

برکر نے انداز وحشت سے چاروں طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔ "ہائے کس مشکل کا سامنا ہے! یارو کیا دنیا میں ایماندار آدمی کا کہیں ٹھکانا نہیں؟ مگر ہاں آپسے یہ ملاقات واقعی عجیب ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے رشبروک کی طرف گھور کر دیکھا۔ اور ساتھ ہی کہنے لگا۔ "کیوں دوست اس تجدید اور کشمکش کا کیا ہوا؟"

ان الفاظ کے سنتے ہی وائیکونٹ کی گرفت اس طرح ڈھیلی پڑ گئی۔ گویا اس کے ہاتھوں میں رعشہ آگیا۔ لڑکھڑا کر ایک دو قدم پیچھے ہٹا۔ برکر نے یہ حال دیکھا تو جھٹکا دے کر کرسچن کو بھی پرے ہٹا دیا۔ اور آنکھ جھپکنے میں توپ کے گولے کی طرح باڑ پھاند کر کھیتوں کی طرف بھاگ گیا۔ کرسچن بھی پیچھے دوڑا۔ مگر باڑ تک جاکر رک گیا۔ کیونکہ اُسے پھاندنے میں وہ مفرور رہزن کی پیروی نہ کر سکتا تھا۔

مایوس ہو کر پیچھے ہٹا۔ اور لارڈ رشبروک کے پاس آکر غصہ اور حیرت سے کہنے لگا۔ "مائی لارڈ وہ کیا الفاظ تھے۔ جنہوں نے آپ کو اتنا گھبرا دیا ہے میں ان کا مطلب بالکل نہیں سمجھا۔"

"الفاظ! کیسے الفاظ؟" رشبروک نے لہجہ اضطراب میں جواب دیا۔ "اس آدمی نے تو کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ تو میرے دماغ میں ہی کچھ ایسا چکر آگیا۔۔۔"

"کچھ بھی ہو، مجھے اس کے بھاگ جانے کا بہت افسوس ہے۔" کرسچن نے انداز حسرت سے کہا۔ "کس تکلیف اور خطرہ کی حالت میں میں نے اس کو پکڑا مگر آپ کی ذرا سی بے احتیاطی سے بھاگ گیا آخر وہ تجوری اور کیش بکس کے متعلق کیا کہہ رہا تھا؟"

"تجوری؟ کیش بکس؟" رشبروک نے بناوٹی حیرت سے کہا۔ "کیا اس نے کچھ ایسے الفاظ کہے تھے؟ بہر حال میں نے نہیں سنے۔ یا اگر سنے تو ان کا مطلب نہیں سمجھا۔ وہ تو ناگہاں ایک دماغی دورہ ہو گیا تھا۔ ورنہ میرے ہاتھ سے وہ کیا چھوٹتا۔ مدت سے مجھے دوران سر کا عارضہ ہے... یا شاید کھانے میں کوئی چیز ایسی تھی جس نے یکایک طبیعت کو منغص کر دیا..."

"بہر حال افسوس ہے۔" کرسچن نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "ایسی رہزنی..."

"تو کیا تم سے بھی کوئی چیز چھین کر لے گیا؟" رشبروک نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میرا بٹوہ جس میں بارہ یا پندرہ پونڈ تھے۔" کرسچن نے جواب دیا۔ "خیر اس نقصان کی مجھے پروا نہیں۔ مگر ایسے بدمعاش کا اس طرح چھوٹ کر بھاگ جانا..."

"جانے دو جو ہو گیا۔ اس پر رنج کرنا بے سود ہے۔" وائیکونٹ نے کہا۔ "مگر میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میرے سر میں دفعتاً چکر نہ آتا۔ تو وہ کم بخت ہرگز چھوٹنے نہ پاتا... ہاں مسٹر ایشٹن مہربانی سے یہ بات اپنے تک ہی رکھیے۔ لوگوں کی عادت ہے کہ ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کوئی سن کر یہ کہنے لگے۔ لارڈ رشبروک نے ڈر کر چور کو چھوڑ دیا۔ سمجھ گئے کیا؟ میں ہنسی اڑوانا نہیں چاہتا..."

"اطمینان فرمائیے۔ کسی کی دل آزاری میرا شیوہ نہیں۔" کرسچن نے جواب دیا۔ "خود مجھے بھی اس بات کا سخت رنج ہے کہ آپ نے تو خیر اسے چھوڑا تھا۔ میں نے کیوں جانے دیا۔ مگر وہ کیا الفاظ تھے۔ جو آپ نے گاڑی سے اترتے ہی کہے تھے؟ کیا اس شخص نے آپ کو بھی لوٹا تھا؟"

"ارر! کیا میں نے ایسا کہا تھا؟" وائیکونٹ نے حالت اضطراب میں پوچھا کیونکہ اسے بالکل یاد نہ تھا۔ کہ میں حالت جوش میں اس راز کو بھی فاش کر چکا ہوں۔

سائیس اب تک خاموش تھا۔ اب وہ بھی کہنے لگا۔ "حضور معلوم ہوتا ہے۔ یہ وہی آدمی تھا"

"جس نے اس رات مجھے لوٹنے کی کوشش کی تھی۔" رشبروک نے اپنے طور پر فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "اب بھی اگر میں نے کچھ کہا تو اس کا مطلب یہی تھا۔ بہر حال ایسے موقعوں پر آدمی عموماً گھبرا جاتا ہے..."

"ہاں سرکار واقعی گھبرا جاتا ہے۔" سائیس نے ہلکا طنز داخل کر کے کہا جس سے معلوم ہوتا

تھا۔ کہ وہ خوب جانتا ہے۔ آقا اس وقت کسی مصلحت سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہی خیال کرسچن کے دل میں
بھی پیدا ہوا۔ گو وہ معلوم نہ کرسکا۔ کہ اس جھوٹ کی مصلحت کیا ہے۔

"اچھا مسٹر ایشٹن" وائیکونٹ نے کسی طرح اس معاملہ کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
"آپ بہرحال اس واقعہ کو پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کرتے ہیں؟ آئندہ جب کبھی آپ کا ٹیوڈر ہوس
جانا ہو۔ تو مہربانی سے وہاں اس کا بالکل ذکر نہ کیجئے۔ بہن کا دل بہت کمزور ہے۔ اُسے اس خبر سے
وحشت ہوگی۔ اور یہ جاننے کے بعد کہ چور اور ڈاکو ان نواحات میں گھوم رہے ہیں۔ اس کے لئے سونا
محال ہو جائے گا۔ کل میں خفیہ طور پر پولیس سے اس کا ذکر کر دوں گا۔ اور میرے خیال میں یہی کافی ہوگا"

اتنا کہہ کر وہ فٹن پر سوار ہوگیا۔ اتنے میں مہارانی اندرا کی گاڑی بھی کرسٹینا کے لئے وہیں آپہنچی
تھی۔ بھائی کو دیکھ کر بہن کی جان میں جان آئی۔ گاڑی میں بیٹھ کر کرسچن نے سارا حال بیان کیا۔ تو کرسٹینا
نے بھی محسوس کیا۔ کہ اس واقعہ میں کوئی بات ضرور ایسی ہے۔ جسے لارڈ رشبروک چھپانا چاہتے ہیں
مگر وہ کیا بات ہے۔ اسے وہ بڑی کوشش کے باوجود معلوم نہ کرسکے۔ آخر جب گاڑی لندن میں
پہنچی تو پہلے کرسچن کو [illegible] سٹریٹ والے مکان پر اتارا گیا۔ اس کے بعد گاڑی کرسٹینا کو لئے مہارانی اندرا
کے بنگلہ پر بیز واٹر چلی گئی۔

باب ۱۲۴

خواب غفلت

ایک مدت سے مہارانی کا حال بیان نہ ہوا تھا۔ اب ان کا ذکر آجانے سے لگے ہاتھوں ان معقات کا
تذکرہ بھی نامناسب نہ ہوگا۔ جو اس اثنا میں ان کے مکان پر ظہور میں آئے۔

جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ مہارانی اندرا نے کرسٹینا کو شریک دعوت ہونے کی اجازت
بخوشی دیدی تھی۔ وقت معینہ پر جب کرسچن بھی آگیا۔ تو اس نے بہن بھائی کو اپنے سامنے گاڑی
میں سوار کرایا۔ اس کے بعد جب گاڑی ہلم پل کی طرف روانہ ہوگئی۔ تو وہ آپ پھر اسی کمرہ میں
چلی گئی۔ جہاں زخمی سگوینہ اب تک بیمار پڑی تھی۔ پورا ایک ہفتہ وہ بالکل بیہوش رہی اور قطعاً
معلوم نہ کرسکی۔ کہ اس عرصہ میں مہارانی نے کس تن دہی سے اسکی خدمت اور تیمارداری کی ہے۔ اندرا
ہرچند اس بات کو اچھی طرح جانتی تھی۔ کہ یہ عورت میرے ہی خلاف کوئی حرکت کرنے جا رہی تھی۔ تاہم

اس نے عیار خادمہ کی تیمارداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بلکہ زخمی ہونے کے وقت سے اب تک اسکی بہنوں کی طرح خدمت گذاری کرتی رہی۔ اب بھی دیکھئے کہ گنہگار خادمہ ایک آرام دہ صوفے پر نرم تکیوں میں دبی ہوئی بے ہوش پڑی ہے۔ اور اس کی نیک دل مالکہ اس کے چہرہ کی ہر ایک تبدیلی کو غور سے دیکھتی ہوئی کبھی اس کی مرہم پٹی کرتی کبھی اسکی پیشانی کو سہلاتی۔ اور کبھی اس کے خشک ہونٹوں کو آب سرد لگا کر تسکین دیتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ کوئی بہن اپنی حقیقی بہن کی اس تن دہی سے خدمت گذاری نہ کرتی جس سے اندرا نے اس عیار خادمہ کی تیمارداری کی۔ جو اس کی ساری فیاضیوں کے بدلے ہر بار اسی سے غدارانہ بے وفائی کرتی تھی۔

سگونہ کے پاس ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے اندرا اس کی بند آنکھوں کو دیکھتی کسی گہری سوچ میں پڑ گئی۔ اور اسی حالت میں کئی طرح کے خیالات اس کے دل میں پیدا ہوئے۔

"سگونہ کیا یہ ممکن ہے" اس نے اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔ "کہ تو جو اتنی حلیم اور وفادار نظر آتی ہے۔ باطن میں ایسی فتنہ پرداز اور بے وفا تھی؟ میں تو ہمیشہ تجھ سے بہنوں کی طرح محبت کرتی رہی۔ اور میرا خیال تھا۔ تو بھی میری سچی جاں نثار ہے۔ میں سمجھتی تھی اسی لئے تو نے ہندوستان سے چلکر میرے ساتھ اس دور افتادہ ملک میں آنا منظور کیا۔ مگر افسوس! اب معلوم ہوا کہ تیرے آنے کا باعث جذبہ وفا یا آرزوئے خدمت گذاری نہ تھی۔ تو اس لئے میرے ساتھ آئی کہ تجھے اس سے محبت تھی۔ جو میرے دل وجان کا مالک ہے۔ آہ! اب میں سوچتی ہوں۔ تو یاد آتا ہے کہ کچھ دنوں پہلے ایک رات جب میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔ تو میں نے دل بہلانے کو تجھ سے عشق کے مضمون پر گفتگو کی۔ میں نے پوچھا۔ کیا تیرا دل بھی لذت عشق کو محسوس کر چکا ہے؟ اس وقت تک میں تجھے اس جذبہ تیز کی ہستی سے ناآشنا سمجھتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ تیرا دل معصومیت کی بکتری میں عشق کی کسک سے محفوظ ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ میں نے بالکل ہی غلط رائے قائم کی جب میں تجھے بھولی اور معصوم سمجھتی تھی۔ تبھی تو آزار عشق میں مبتلا ہو چکی تھی۔ اس زمانہ میں تو اس سے عشق کرتی تھی۔ جس کی محبت کی واحد مالک میں ہوں۔ افسوس تو نے کیسی بناوٹ اور نمائش سے کام لیا۔ اتنا میں بھی تسلیم کرتی ہوں۔ کہ انسان کے دل کو اپنے جذبات پر قابو نہیں۔ تقدیر جن تصویروں کو لوح دل پر نقش کر دے۔ انہیں کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ مگر اس کے باوجود فرض انسانی بھی کوئی چیز ہے۔ مشکل سے مشکل حالات میں انسان کو اپنا فرض ادا کرنے کو تیار رہنا چاہیے۔ کیا تو نے ایسا کیا؟ اگر تو اپنا حال دل مجھ سے کہہ دیتی۔ اگر تو مجھے اپنے حالات کا شریک بناتی۔ تو میں بیشک تجھے قصوروار

سمجھنے کی بجائے تجھ پر رحم کرتی۔ میں اپنی ہمدردی سے تیری تکلیف کم کرتی۔ لازم تو یہ تھا کہ تو ہندوستان سے ہی میرے ساتھ یہاں نہ آتی۔ وہیں رہ کر اور دل کو دبانے کی کوشش کرتی۔ مگر تو نے خود غرضی اور خود پسندی کا شکار ہو کر اس عشق کے سامنے جو تیرے لئے ثمر ممنوع کا درجہ رکھتا تھا۔ آپ جھکنا منظور کیا۔ تو میرے لئے وہ مار آستین ثابت ہوئی۔ جو پالنے والے کو ہی ڈستا ہے۔ میں تجھ کو وفادار سمجھتی تھی۔ تو بے وفا نکلی۔ میں تجھے اپنی تسکین و تسلی کے لئے ساتھ لائی تھی۔ تو الٹا میرے درپے آزار ہوئی۔ میں نے تجھ پر اعتماد کیا تھا۔ تو نے مکر و فریب کو اپنا شعار بنایا۔ میں نے اپنی داستان عشق تجھ سے بیان کی۔ تو نے اپنی ناجائز محبت کو ہمیشہ مجھ سے چھپایا۔ آہ! میں نے کبھی کوئی بات تجھ سے پوشیدہ نہ رکھی تھی تو اس امید و بیم سے بھی واقف تھی۔ جو عشق کی خوفناک مسافت میں ہر قدم پر میرے ساتھ تھے۔ مجھے کیا معلوم تو ایسی بے وفا۔ غدار اور میٹھی چھری ہے ...."

اندرا نے ایک گہری آہ کھینچی۔ اور اس سلسلہ خیالات سے اس کے دل کو اتنا رنج ہوا کہ آنسوؤں کے قطرے بے اختیار رخساروں پر بہنے لگے۔ سچ یہ ہے کہ اندرا بڑی فیاض بلند نظر اور نیک دل خاتون تھی۔ اور ایک دور افتادہ مشرقی دیار کی سکونت کے باوجود اس کے اندر سچے عیسائیوں کے سبھی اوصاف پائے جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ بیہوش سگونہ کو مخاطب کر کے ملامت آمیز الفاظ کہتے ہوئے بھی اس کے دل کو سخت رنج پہنچا۔ اور اس کے قلب نازک میں اس بدنصیب عورت کے لئے جذبات رحم پیدا ہونے لگے۔ جو یاس انگیز محبت کا شکار ہو چکی تھی۔

"مگر کیا تو واقعی خطاوار ہے؟" اس نے بیہوش خادمہ کو مخاطب کر کے بدستور اپنے دل سے کہنا شروع کیا۔ "کوئی حالت تیرے حق میں نظر نہیں آتی؟ آہ! میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ کہ عشق کی طاقت زبردست ہے۔ اس کے بہاؤ میں خطرناک تیزی پائی جاتی ہے۔ اس کے پرستار ہمیشہ خود غرض بن جاتے ہیں۔ کیا ہوا اگر تو بھی ان کمزوریوں کا شکار رہی؟ کیا میری اپنی زندگی ان کوتاہیوں سے مبرا تھی؟ افسوس نہیں۔ اور یہی وہ باتیں ہیں جن کے لئے میں ہمیشہ ملول و شرمسار رہتی ہوں کیونکہ وہ میں ہی تھی جس نے عشق سے مجبور ہو کر اسکو جو میرے دل کا مالک تھا جسے آنکھوں میں چھپانا اور دل میں بٹھانا میرا فرض تھا۔ اندرآباد کے دور افتادہ شہر میں صرف اس لئے زیر حراست رکھوایا۔ کہ مجھ سے جدا نہ ہو۔ اور میں ہر وقت اس کی صورت دیکھ سکوں۔ میرا یہ فعل ظلم خود غرضی بے انصافی اور جہالت پر مبنی تھا۔ اس لئے اگر حالت جوش میں مجھ سے ایسے فعل سرزد ہوئے تو کیا میرا فرض نہیں ہے کہ تجھ پر رائے قائم کرتے ہوئے نرمی اور درگزر سے کام لوں؟ ...."

یکایک بیہوش سگونہ نے مضطربانہ حرکت کی۔ دونو بازو بے چینی سے اودھر ادھر پھیلائے اور اپنے سر کو نرم تکیہ پر اس طرح ہلایا۔ کہ معلوم ہوتا تھا عظیم ذہنی یا جسمانی یا ہر دو طرح کی تکلیف محسوس کرتی ہے۔ مہارانی اس کی تسکین کے لئے فوراً اپنی جگہ سے اٹھی۔ اس نے سگونہ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر دبائے۔ اپنا دست نازک اس کے بلیغ رخساروں پر نرمی سے پھیرا۔ پھر اس بارہ میں اطمینان کیا کہ زخموں کی پٹیاں تو ٹھیک ہیں۔ شوق خدمتگذاری میں وہ عالی نسب شہزادی اس عورت کی بیوفائی غداری اور جرم کو بالکل ہی بھول گئی۔ سگونہ اب اس کے سامنے ایک سنگ دل اور بیوفا خادمہ کی حیثیت سے نہیں۔ ایک بے کس مجروح عورت کی حالت میں پڑی تھی جس کی تیمارداری ہر نیک دل انسان کا فرض ہوتا ہے۔ اندرا کی نیک دلی اور اس کی صفات حسنہ کا ذکر اس سے پہلے بارہا ہو چکا ہے۔ اس واقعہ نے اور زیادہ یقینی طور پر ثابت کر دیا۔ کہ اس کے دل میں دشمن کے لئے بھی کینہ موجود نہ تھا۔ ضرورت کے وقت وہ اس سے بھی سچی محبت اور ہمدردی کے لئے تیار تھی۔

لیکن سگونہ اب تک بیہوش پڑی تھی۔ اسے معلوم نہ تھا۔ کہ نیک دل مہارانی میرے پاس کھڑی ہوئی۔ میری تکلیف کم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ پھر بھی اندرا کا ہاتھ لگنے سے اسی بے خبری میں اسکو تسکین ہو گئی۔ اس کے بعد مہارانی پھر اپنی جگہ پر بیٹھنا چاہتی تھی۔ کہ معلوم ہوا سگونہ کے ہونٹ تکلم کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ چپ چاپ کھڑی ہو گئی۔ واقعی خادمہ بیہوشی میں کچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی۔ زخمی ہونے کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ کسی طرح کے الفاظ اس کی زبان سے ادا ہوئے۔ مہارانی کو اس خیال سے تسلی ہوئی۔ کہ خادمہ اب رفتہ رفتہ ہوش میں آ رہی ہے۔ زندگی کی شمع دوبارہ تیز ہو کر ان تصویروں کو روشن کرنے لگی تھی۔ جو دماغ کے خانوں میں محفوظ تھیں۔ بت کی طرح بے حرکت اندرا صوفے کے پاس کھڑی سگونہ کے الفاظ سننے کی کوشش کر رہی تھی۔ اتنے میں خادمہ کے بازوؤں نے پھر حرکت کی۔ معلوم ہوتا تھا۔ اسکی بے چینی ترقی کر رہی ہے۔ مہارانی پھر اس پر محبت سے ہاتھ پھیرا چاہتی تھی۔ کہ خادمہ نے کمزور لہجہ میں شکستہ الفاظ کہنے شروع کئے۔ جو بہرحال اتنے صاف اور واضح تھے۔ کہ مہارانی ان کا مطلب اچھی طرح سمجھ سکتی تھی۔

"ہاں میں نے ہی سب کچھ کیا۔ سب برائی مجھ میں تھی"۔ خادمہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ مگر تحریک اس شیطانی عورت۔ اس فرانسیسی عورت کی تھی۔ مگر میں نے کیوں اس کی باتیں سُنیں۔ کس لئے میں اس سازش میں شریک ہوئی۔ جو وہ میری نیک دل مالکہ۔ مہربان اور فیاض اندرا کے خلاف

کر رہی تھی؟..."

اتنا کہہ کر سگونہ نے اپنی موٹی سیاہ آنکھیں کھول دیں۔ لیکن وہ فوراً ہی پھر بند ہوگئیں اور وہ اس طرح چپ چاپ اور بے حرکت ہوگئی۔ کہ موت کا گمان ہوتا تھا۔ مہارانی ڈر گئی۔ اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ سگونہ کے دل پر رکھا۔ مگر وہ بدستور حرکت کر رہا تھا۔ اتنے میں اسکی آنکھیں پھر کھلیں اور وہ تھوڑی دیر مہارانی کے چہرہ کو دیکھتی رہی۔ لیکن معلوم ہوتا تھا دماغ ابھی تک نقش خارجی قبول کرنے سے معذور ہے۔ قریباً ایک منٹ وہ اسی طرح ٹکٹکی باندھے مہارانی کی طرف دیکھا کی پھر جب اس نے آنکھیں بند کیں۔ تو ان کی جھپک ظاہر کرتی تھی۔ کہ ابھی تک اس نور سے عاری ہیں۔ جو دنیا کی چیزیں دیکھ کر ان کی خبر دماغ کو پہنچاتا ہے۔ اتنے میں اس کے ہونٹ پھر حرکت کرنے لگے شکستہ الفاظ پھر اس کے منہ سے نکلنے شروع ہوئے۔ اور مہارانی اسی طرح دم روک کر اس کی باتیں سننے لگی:

"وہ شیطانی عورت۔ میڈم اینجلیک ہی تھی جس نے مجھے اکسایا" سگونہ نے اسی بیہوشی میں کہا۔ "آہ! اس رات جب میں مہارانی کے کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو میرے ارادے کتنے خوفناک تھے۔ میں اپنی فیاض محسنہ کی جان لینا چاہتی تھی۔ مگر اس انگریز لڑکی کرسٹینا نے اس کو بچا دیا۔ وہ نہ ہوتی تو میرا وار ضرور چل جاتا۔ پھر کوئی طاقت اندرا کو نہ بچا سکتی..."

کچھ دیر تک پھر خاموشی رہی۔ مگر اندرا بدستور تصویر حیرت بن کر باقی الفاظ کی منتظر تھی۔ جو اس سلسلہ میں سگونہ کے منہ سے نکلا چاہتے تھے۔

"وہ عورت کتنی بری ہے کہ اس نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا۔ وہی تھی جس نے مجھے" یہ کہتے ہوئے سگونہ نمایاں طور پر کانپنے لگی "جس نے میرے سامنے سانپ کی تجویز پیش کی تھی۔ حیران ہوں مجھے اس زہریلے سانپ کے پکڑنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ کیا عجب وہ مجھی پر وار کرتا۔ اور میں ہی اس کے زہر سے ہلاک ہو جاتی۔ آہ بیچاری غریب مالکن۔ وہ مجھے باغ کی سیر کرانے لگی۔ اور میں نے.. میں نے تو میں..."

فقرہ کا آخری حصہ اتنے مدھم لفظوں میں ادا ہوا کہ اندرا سن نہ سکی۔ لیکن جو کچھ سگونہ نے کہا تھا اس سے مہارانی کو سانپ کے متعلق کافی حالات معلوم ہو گئے۔ اس کے بدن میں بے اختیار لرزہ پیدا ہوا۔ اور اس نے بار اول معلوم کیا کہ وہ سانپ کس طرح میرے بنگلہ پر آیا تھا۔ اندرا کی پیشانی عرق سرد سے تر ہو گئی۔ مگر اس حالت میں بھی اسے بدنصیب سگونہ پر بے حد رحم آیا جس کی نسبت معلوم ہوتا تھا

کہ اس بے ہوشی کی حالت میں اس کا گنہگار ضمیر اسے بے چین کر رہا ہے۔ اور دماغ بارِ عصیاں کو برداشت نہ کر سکنے اس طرح اپنا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے۔

"اتنے میں ہندوستان سے دو قاصد آگئے۔" سگونہ نے سابق کی طرح شکستہ جملوں میں کہنا شروع کیا۔ "سانپ اس وقت تک مہارانی کی سیج میں چھپا ہوا تھا۔ سب تیاری مکمل تھی۔ سانپ کے ڈستے ہی فوراً موت واقع ہو جاتی۔ مگر کارسازِ حقیقی کو یہ منظور نہ تھا۔۔ لے جاؤ۔ پرے لے جاؤ۔ میں اس خوفناک سانپ کو اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتی۔۔۔ اوئی! یہ تو مجھی کو ڈسنا چاہتا ہے۔۔"

یہ کہتے ہوئے سگونہ بڑے زور سے کانپنے لگی۔ اور اس مرتبہ اتنے زور سے کانپی کہ پلنگ ہلنے لگا۔ پھر اس نے کروٹ بدلی۔ اور اس کے بازو سابق کی طرح مضطربانہ حرکات کرنے لگے لیکن اس دفعہ مہارانی کو دستِ تسکین پھیرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ وہ ان ہولناک انکشافات کو سن کر اسی جگہ بت بنی کھڑی تھی۔ سانپ کے متعلق سگونہ کے انکشافات نے جو ناقابلِ یقین معلوم ہوتے تھے۔ اس کے ہر رگ و ریشے میں خوف کی لہر پیدا کر دی تھی۔

"وہ انگریز لڑکی کرسٹینا اینڈرسن" سگونہ نے سابق کی نسبت کمزور لہجہ اور مدھم لفظوں میں کہنا شروع کیا۔ "سچ مچ فرشتہ ہے۔ اس نے مجھ سے فرشتوں کا حال بیان کیا تھا۔ لیکن میرے خیال میں اگر فرشتوں کا کچھ وجود ہے تو کرسٹینا بھی ان میں سے ایک ہے۔ اس کی موجودگی مہارانی کے لئے اس طلسم کا درجہ رکھتی ہے جس کے پاس ہونے سے کوئی بڑا اثر ظاہر نہیں ہو سکتا۔۔ چلی جا۔ بدکار عورت اب میں تیری باتوں میں نہ آؤنگی۔۔۔ میڈم اینجلیک جا اپنا کالا منہ چھپا۔ اندرا میری محسن ہے۔ کرسٹینا کی موجودگی میں اس پر کوئی وار کامیاب نہ ہوگا۔ جا اب میں اس کے خلاف کوئی بات نہ کروں گی۔۔۔ نادان تو اسے بھگا کر لے گئی۔ تو کیا ہوا؟ جن کا محافظ وہ قادرِ مطلق خود آپ ہو ان پر کب آنچ آسکتی ہے؟ وہ فوراً تمہاری گرفت سے بچ کر آگئی۔ وہ انسان نہیں فرشتہ ہے۔ اور فرشتے خدا کی اپنی حفاظت میں رہتے ہیں۔۔۔ وہ فرشتہ ہے۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔"

اس تازہ انکشاف نے مہارانی کو اور بھی حیرت زدہ کر دیا۔ کرسٹینا کے اغوا کا راز اس پر آج پہلی بار کھلا۔

"بدکردار تو نے دیکھ لیا۔ کرسٹینا بچ کر آگئی۔" سگونہ نے اپنی بے جوڑ داستان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اب وہ پھر اس کی حفاظت کر رہی ہے۔ جو اس سے مشفقانہ سلوک کیا کرتی ہے۔ اب میں خدا سے کچھ نہ کہوں گی۔۔۔ مگر وہ انگریز جو بھالا گورا آدمی معلوم ہے میں نے دیکھا۔۔ جس سے میں نے۔۔

کی۔ آہ! اس کی تصویر اب بھی میرے سینہ میں ہے۔ اسے کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی ...؟

سگونہ نے پھر بے چینی سے کروٹ لی۔ اور ایک لمبی گہری آہ کھینچ کر اپنا داہنا ہاتھ سر پہ رکھ لیا۔ ایک بار پھر اس نے اپنی موٹی سیاہ آنکھیں کھولیں۔ اور اس کمسن بچہ کی طرح جو کسی نئے مقام میں بیدار ہو کر انداز وحشت سے چاروں طرف دیکھتا ہے۔ پرخوف نظروں سے ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اندرا آگے بڑھ کر اس پر جھک گئی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی۔ کیا یہ ہوش میں آکر مجھے پہچان سکے گی۔ لیکن نہیں سگونہ کی آنکھیں پھر بند ہو گئیں۔ معلوم ہوتا تھا۔ ان میں اب تک غفلت کا خمار باقی ہے۔ اسکی لمبی سیاہ پلکیں زرد فام رخساروں پہ جھک گئیں۔ تھوڑی دیر وہ چپ رہی۔ بظاہر گہری نیند کی حالت میں تھی۔ لیکن دفعتاً اس کی چھاتی متحرک ہو گئی۔ اس نے پھر ایک لمبی گہری آہ کھینچی۔ اور اس کے ہونٹ دوبارہ حرکت کرنے لگے۔

"اب محبت کا نہیں۔ نفرت کا دور ہے" اس نے کہا "اب وہ کسی اور کو چاہتا ہے۔ وہ میری درخواست رد کر چکا۔ بدنصیب سگونہ اب التجا کرنا بے سود ہے۔ نرمی اور سختی دونو کچھ اثر نہیں رکھتیں۔ اس کی سرد مہری کسی طرح دور نہ ہو گی۔ خیر کیا ہوا۔ میں بھی ضرور انتقام لوں گی۔ اب میں اس گھر سے چلی جاتی ہوں۔ اور پھر واپس نہ آؤں گی۔ مہارانی کے پاس بے شمار زیور ہیں۔ کیوں نہ ان کو ساتھ لیے جاؤں۔ کہ افلاس و احتیاج اپنے لمبے مرجھائے ہوئے ہاتھوں کو میری طرف نہ پھیلا سکے۔ نہ اس کی مکروہ استخوانی صورت دکھائی دے۔ اب میں سیدھی مجسٹریٹ کے ہاں جاتی ہوں۔ میں دوہرا وار کروں گی۔ اس پہ جس نے میری درخواست نامنظور کی۔ اور اس پہ بھی جس کی خاطر میں ذلیل ہوئی۔ میں ان دونو سے انتقام لوں گی۔ دونو کو خاک میں ملا دوں گی۔ پیار کا وقت جاتا رہا۔ اب انتقام کی باری ہے۔ مگر اس سادہ لباس میں جانا ٹھیک نہیں۔ اس سے میری ادنیٰ حیثیت ظاہر ہو جائے گی۔ اور کوئی میری باتوں پر یقین نہ کرے گا۔ تب کیا کروں؟... آہ یاد آگیا۔ اس وقت مہارانی کا لباس پہننا چاہیے۔ اُسے پہن کر سیدھی مجسٹریٹ کے ہاں جاؤں گی پھر وہ ضرور میری بات کو سچی سمجھے گا..."

اس طرح بیہوش سگونہ کے گنہگار ضمیر نے۔ ہذیان کی صورت میں ان باتوں کو جو ابتک پردہ راز میں تھیں۔ ایک ایک کر کے ظاہر کر دیا۔ اندرا دم بخود ساری داستان سنتی رہی۔ اس پر ایک رنگ آتا۔ ایک جاتا تھا۔ آج سارے اسرار ظاہر ہو گئے۔ سگونہ ہوش و حواس میں اپنی مرضی سے اقبال جرم کرتی۔ تو بھی اس صفائی سے تفصیل معلوم نہ ہوتی۔ سارا حال جان کر مہارانی کی آنکھوں سے

پردہ سا ہٹ گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ عورت جسے میں پوری وفادار اور سچی جاں نثار سمجھتی تھی۔ دراصل میں مار آستین نکلی۔ آہ! میں اب تک ایک خوفناک غار کے دہانہ پر کھڑی تھی۔ نہیں معلوم سگونہ کا ہاتھ کب اس کے اندر دھکیل دیتا۔ میرے پاؤں میں بارود کی سرنگ دبی ہوئی تھی۔ خدا جانے کس وقت پھٹ جاتی۔ تازہ انکشافات نے اس کو متحیر اور خوفزدہ کر دیا۔ مگر یہ سراسیمگی عارضی تھی۔ وہیں اس گنہگار عورت کے پہلو میں دو زانو ہو کر اس نے خدائے پاک کا شکریہ ادا کیا جس نے اپنے فضل و کرم سے اسکو ہر ایک خطرہ سے محفوظ رکھا تھا۔ اس رات سگونہ نے اور کچھ نہیں کہا۔ اور مہارانی تھوڑی دیر انتظار کر کے اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ پھر بھی رات کے وقت وہ کئی بار اٹھ کر مریضہ کی حالت دیکھنے گئی۔ کہ مبادا اس کی تکلیف بڑھ جائے۔ یا اسے کسی چیز کی ضرورت ہو۔ اس میں شک نہیں اب وہ سگونہ کی سنگ دلی اور سیاہ باطنی سے پوری طرح واقف ہو چکی تھی۔ تاہم اپنا دشمن جان سمجھتے ہوئے بھی وہ اس بیکسی میں اس کی خدمت گذاری سے کوتاہی کرنا نہ چاہتی تھی۔

اس کے بعد جب کرسٹینا کی گاڑی واپس آئی۔ تو مہارانی اس فکر میں تھی۔ کہ کیا یہ حالات مجھے اس سے بھی کہہ دینے چاہئیں؟ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہی ہوئی کہ وہ سب باتیں جو آج تک بمنزلہ اسرار تھیں۔ کرسٹینا سے بیان کرے۔ اس کے اغوا اور سگونہ کی سازشوں کا سارا حال وہ اس سے مفصل بیان کرنا چاہتی تھی۔ مگر پھر کچھ سوچکر رک گئی۔ یہی بہتر نظر آیا۔ کہ اس کیفیت کو صبح پر ملتوی کیا جائے۔ کیونکہ مس اسٹین جلسہ سے واپسی کے وقت بہت تھکی ہوئی ہوگی۔

آخر صبح کے ۹ بجے مہارانی نے گھنٹی بجا کر خادمہ کو بلایا۔ اور یہ معلوم کر کے کہ کرسٹینا بیدار ہو چکی ہے۔ خود اس کے کمرہ میں گئی۔

"عزیز لڑکی" اس نے کرسٹینا سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کئی باتیں ایسی ہیں جن پر آج تک تم سے مفصل گفتگو کا موقعہ نہیں آیا تھا۔ مگر اب میں چاہتی ہوں۔ کہ تم بھی سارے حالات سے واقف ہو جاؤ۔"

اس مختصر تمہید کے بعد مہارانی نے وہ باتیں جو سگونہ نے بیہوشی میں بیان کی تھیں۔ کرسٹینا سے کہیں۔ وہ انہیں سن کر بہت متعجب اور خوفزدہ ہوئی۔ مہارانی نے سگونہ کے آدھی رات کو قاتلانہ ارادہ سے خوابگاہ میں داخل ہونے کا حال بیان کیا۔ پھر کہنے لگی "پیاری کرسٹینا اس وقت تمہیں نے میری جان بچائی۔ تمہیں وہ محافظ فرشتہ تھیں جس نے سگونہ کا وار روکا۔ سگونہ خود کہہ رہی تھی کہ کرسٹینا سچ مچ فرشتہ ہے۔"

سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مہارانی نے سانپ کی چوری اور کرسٹینا کے اغوا کی نسبت سارے

حالات بیان کئے۔ البتہ ریڈکلف کے متعلق جو اہم راز خادمہ نے بے خبری میں ظاہر کئے تھے۔ ان کی نسبت خاموش رہی۔ اور یہ بھی اس سے بیان نہ کیا۔ کہ وہ ہم دونوں سے انتقام لینا چاہتی تھی حسین دوشیزہ نے سارے حالات کو انتہائی خوف وتعجب کے ساتھ سنا۔ اس کے بعد مہارانی کی گردن سے لپٹ کر روتے اور سسکیاں لیتے ہوئے کہنے لگی "پیاری خاتون معلوم ہوتا ہے۔ خدا کا اپنا ہاتھ آپ کی حفاظت کر رہا ہے۔ اسی نے آپ کو ان تمام خطروں سے محفوظ رکھا۔"

اتنے میں مسٹر ریڈکلف بھی آگیا۔ اور اندرا نے رگینہ کے بیان کئے ہوئے سارے حالات اس پر بھی ظاہر کر دیئے۔

سارا حال سن کر مسٹر ریڈکلف نے کہا "پیاری اندرا اطمینان رکھو۔ کہ وہ سب باتیں جن کا تعلق میری ذات سے ہے۔ اب رفتہ رفتہ مگر یقینی طور پر انتہائی منزل کو پہنچ رہی ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ واقعات کی رفتار منزل مقصود کو قریب تر لا رہی ہے۔ ہر قسم کے راز خود بخود منکشف ہوتے جاتے ہیں۔ اور سربستہ اسرار واضح صورت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان سب باتوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ انجام اب دور نہیں۔ میری تجویزیں پختہ ہو چکی ہیں۔ حالات کا جال ان لوگوں کے گرد جو میرے خلاف ہر ممکن برائی عمل میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ روز بروز مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں۔ جب وہ میرے رحم پر ہوں گے۔ جتنا آگے قدم بڑھتا ہے رستہ صاف اور روشن نظر آتا ہے۔ اس لئے یقین رکھو کہ انجام ہر طرح نیک ہوگا۔ بہرحال اس کا خیال رکھنا کہ سگونہ ان راز کی باتوں کو کسی اور کے سامنے نہ کہے۔"

دونوں میں تھوڑی دیر باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد مسٹر ریڈکلف رخصت ہوگیا۔ کیونکہ اسے کئی اور باتوں پر توجہ دینا تھا۔ سہ پہر کو کرسچن آیا۔ اور تقریباً دو گھنٹے بہن کے پاس ٹھہرنے کے بعد وہ بھی اسابیلا ونسنٹ سے ملنے چلا گیا۔

شام کے چھ بجے کھانے سے فراغت پا کر مہارانی نے کرسٹینا سے کہا "عزیز لڑکی آج تم سیر کے لئے باہر نہیں گئی ہو۔ اور میں دیکھتی ہوں۔ کل کی شب بیداری سے تمہارے رخسار پیلے پڑ رہے ہیں۔ جاؤ ایک گھنٹہ کو باغ میں ٹہل آؤ۔ طبیعت بحال ہو جائے گی۔ تو سگونہ کی تیمارداری میں مجھے کچھ مدد دے سکو گی۔"

کرسٹینا نے پائیں باغ میں ہی چہل قدمی کے ارادہ سے تنکوں کی ٹوپی اوڑھ لی۔ اور نظموں کی ایک کتاب ساتھ لیکر باہر نکلی۔ باغ کی روش پر چلتے ہوئے اس نے کتاب دیکھنے کی بہت کوشش

کی۔ مگر طبیعت نہ تھی جیسا مہارانی نے کہا تھا۔ اس کا چہرہ واقعی زرد تھا۔ مگر یہ زردی محض شب بیداری یا کسل کا نتیجہ نہ تھی۔ اس کا صحیح باعث وہ گفتگو تھی۔ جو لارڈ آکلینڈین میر ٹیپہ سے ہوئی تھی۔ اس کی یاد اب بھی اس کے دل کو بے چین کر رہی تھی۔ اور گو اس موقعہ پر جو رویہ اس نے اختیار کیا۔ وہ ہر لحاظ سے موجب اطمینان تھا۔ نیز اس موقعہ پر اس نے کوئی بات ایسی نہیں کہی۔ اور نہیں کی تھی۔ جس کے لئے اس کا ضمیر ملامت کر سکتا۔ پھر بھی ان اثرات کو جو اس گفتگو نے اس کے دل پر ڈالے۔ رفع کرنا سخت مشکل تھا۔ ناظرین جانتے ہیں کہ اسے لارڈ آکلینڈین سے سچی محبت تھی۔ پس یہ بات محسوس کر کے بھی کہ ایک شادی شدہ مرد سے عشق کرنا گناہ عظیم ہے اس احساس لطیف کو جو اس کے قلب نازک میں جاگزین ہو چکا تھا۔ دبانا یا ملتف کرنا ممکن نہ تھا۔ بہر حال کرسٹینا کو اس بے چینی میں بھی ایک بات کا اطمینان حاصل تھا۔ یعنی وہ یہ سوچکر خوش ہو رہی تھی۔ کہ لارڈ آکلینڈین اپنی حسین و خلیق بی بی زو کے پاس چلا گیا ہے۔

خیالات کی اس الجھن میں کرسٹینا کو ایسا معلوم ہوا کہ آج باغ کی ہوا میں بھی وہ تر و تازگی نہیں ہے جو دل میں فرحت اور دماغ میں سکون پیدا کیا کرتی ہے۔ باغ کی روش پر چلتے ہوئے اسے دم گھٹتا محسوس ہوا۔ اس لئے پھاٹک کھول کر سڑک پر نکل آئی۔ تھوڑی دور ایک سایہ دار گلی تھی۔ کتاب بدستور ہاتھ میں لئے۔ وہ اس گلی کی طرف ہو لی اور اس کے اندر ٹہلنے لگی۔ لیکن گو آنکھیں کتاب پر لگی ہوئی تھیں تاہم خیالات اس سے بہت دور تھے۔ ستمبر کا مہینہ اور موسم خلاف معمول گرم تھا۔ دن بھر کی تمازت کا اثر شام کی خنکی پر بھی غالب نظر آتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ کرسٹینا کو باغ میں بھی فرحت اور تازگی حاصل نہ ہو سکی تھی۔

خیالات کے انہماک میں وہ بدستور گلی کے اندر چل رہی تھی۔ کہ پیچھے کی طرف تھوڑی دور کسی کے پاؤں کی ہلکی چاپ سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی معلوم ہوا کوئی باڑھ کے اندر سے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مڑ کر دیکھا تو ایک عجیب بھیانک صورت نظر آئی۔ جس نے سر سے پاؤں تک لرزہ پیدا کر دیا۔ اول تو اس آدمی کی صورت ہی کم ہولناک نہ تھی۔ مگر اس وقت خوف کا احساس اس وجہ سے اور بڑھا۔ کہ معلوم ہوا یہ وہی بدمعاش ہے جس نے کل رات بھاتی کا بٹوہ چھین لیا تھا۔ پوشاک اب بھی وہی تھی۔ جو اس نے کل رات پہنی ہوئی تھی۔ اور جس کی ایک جھلک اس وقت نظر آئی تھی۔ جب اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر کرسچین کے ہاتھ سے بٹوہ چھینا تھا۔ ناظرین سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ یہ وہی نا سنجار ہے کر تھا۔ جو اب تک خلاصیوں کے کپڑے

پہنے مہمان کی وارداتیں کر رہا تھا۔ اس نے بھی کرسٹینا کو پہچان لیا۔ کیونکہ اندرا پہ قاتلانہ وار کرنے کے موقعہ پر اس نے باغ کا گشت کرتے ہوئے مختلف اوقات میں اُسے دیکھا تھا۔

اس بدمعاش کو دیکھ کر شدت خوف سے کرسٹینا کی زبان بند ہوگئی۔ اور وہ چیخ جو اس کے حلق سے نکلا چاہتی تھی۔ اسی جگہ رک گئی۔ برکر نے جس کے ہاتھ میں وہی مضبوط ڈنڈا تھا۔ جسے وہ اپنا مونس سمجھ کر کسی حال میں جدا نہ کرتا تھا۔ کرسٹینا کو پریشان دیکھ کر ایک خوفناک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا "پیاری تم تو بڑی خوبصورت ہو۔ ایسی نازنین کو ڈرانا گناہ میں داخل ہوگا۔ اس لئے پیاری مس اگر اپنا بٹوہ چپ چاپ میرے حوالہ کردو۔ اور یہ سونے کی گھڑی اور زنجیر بھی دے دو تو میں قسم کھاتا ہوں کہ تم سے کچھ نہ کہوں گا۔"

کرسٹینا نے گلی کے اندر چاروں طرف دیکھا۔ مگر اس بدمعاش کے سوا جو بازو لپیٹائے خوفناک انداز سے سامنے کھڑا تھا۔ کوئی متنفس نظر نہ آیا۔ مکانات بہت دور فاصلہ پر واقع تھے۔ اس لئے اگر وہ چیخ مارنے کی کوشش بھی کرتی۔ تو کسی کے مدد کے لئے آنے کی امید نہ تھی۔ اسی اضطراب میں تھوڑی دیر چپ چاپ کھڑی رہی۔ اس عرصہ میں اس کے خوف اور برکر کی بے صبری نے اور ترقی کی چنانچہ وہ بے قرار ہوکر وحشیانہ لہجہ میں کہنے لگا۔ "جلدی کرو اپنا بٹوہ اور گہنا میرے حوالہ کردو۔ ورنہ مجھے زبردستی کی ترکیب کرنی پڑے گی۔"

کرسٹینا اب تک شدت خوف سے بت بنی کھڑی تھی۔ اور قریب تھا۔ کہ بیہوش ہوکر فرش زمین پر گر جاتی۔ کہ اتنے میں دور فاصلہ پر گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔ اس آواز نے اس کے جسم مردہ میں نئی جان ڈالدی۔ اور وہ حوصلہ پاکر ایک طرف کو بھاگنے لگی۔ برکر بھی پیچھے دوڑا اور تھوڑے فاصلہ پر اس کو جا لیا۔ کرسٹینا نے اس کی گرفت سے چھٹنے کے لئے بڑی جدوجہد کی اور اس کے منہ سے جگر دوز چیخیں نکلیں دفعتاً ایک سوار گھوڑا دوڑاتا پاس آیا۔ برکر نے اپنی دھن میں گھوڑے کی ٹاپ کو اب تک نہیں سنا تھا۔ اب اس غیبی مددگار کو دیکھتے ہی اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ خصوصاً اس لئے کہ گو سوار نے برکر کو نہیں پہچانا تھا تاہم اس نے اسے فوراً پہچان لیا۔

سوار کے گھوڑے سے اُترتے ہی برکر نے کرسٹینا کو چھوڑ کر اس پر زور سے لٹھ کا وار کیا۔ مگر وہ حیرت خیز پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ پھر للکار کر اس بدمعاش کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھا۔ برکر نے یہ دیکھ کر کہ لڑائی سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بھاگنے میں ہی سلامتی

سیہی۔ چنانچہ کل رات کی طرح تیز دوڑ کر باڑ کی راہ سے کھیتوں کی طرف نکل گیا۔

حسین دوشیزہ فرطِ خوف سے زمین پر گرا چاہتی تھی۔ پریشانی میں اس نے خیال کیا۔ کہ یکر کا وار کاری ہوا۔ اور اجنبی کو مہلک زخم آیا۔ سو اس نے اس کو مضطرب دیکھ کر تشفی آمیز کلمات کہے۔ اور اس کی ٹوپی کتاب اور چھتری جو زمین پر گر گئی تھی۔ اٹھا کر پیش کی۔ گھوڑے کی باگ اس نے اس کی گردن پر ڈال دی تھی۔ اور وہ گلی کے ایک جانب گھاس چرتا پھر رہا تھا۔

کرسٹینا نے گمنام محسن کا موزوں الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ مگر جب اپنی پریشان حالی کا خیال آیا۔ کیونکہ ٹوپی گر جانے سے بال بکھر گئے۔ اور جد وجہد میں کپڑوں میں شکن آ گئے تھے۔ تو اس کے زرد رخساروں پر شرم کی سرخی پیدا ہو گئی۔ اجنبی نے یہ نظارہ حسن دیکھا تو مفتون ہو گیا۔ بہرحال اس کی نگاہ میں بے ادبی یا بےباکی بالکل نہ تھی۔ بلکہ خلاف ازیں انداز و اطوار سے حلم و اخلاق کا اظہار ہوتا تھا۔ عمر میں تقریباً ۲۴ سال مگر بلا کا شکیل جوان تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ سوسائٹی کے بلند ترین طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ کرسٹینا کو بے چین دیکھ کر وہ گھوڑے کو پکڑنے کے بہانے سے پیچھے مڑا۔ گو حقیقت میں اس کا منشا اس نازنین کو اپنی حالت کی اصلاح کا موقعہ دینا تھا۔

حسین دوشیزہ نے جلدی سے بالوں اور کپڑوں کو درست کیا۔ پھر پہلے سے بھی زیادہ شرماتے ہوئے اپنے محسن کا اس کی عنایت اور بروقت امداد کے لئے شکریہ ادا کرنے لگی۔

"معزز خاتون" اجنبی نے مسکرا کر کہا۔ "یہ نہ سمجھئے کہ میں کم حوصلہ یا ڈرپوک تھا۔ اس لئے اس بدمعاش کا تعاقب نہیں کر سکا۔ میں ضرور اس کا پیچھا کرتا۔ مگر آپ کو خوف زدہ اور بے چین دیکھ کر رک گیا۔ کیونکہ خیال تھا۔ شاید آپ کو میری امداد کی ضرورت ہو۔"

"صاحب لُتے فیاض محسن کے خلاف ایسا بے بنیاد خیال دل میں لانا غیر ممکن ہے" کرسٹینا نے جواب دیا۔ "آپ اس کا گمان نہ کیجئے۔"

نوجوان نے سر کو ادب سے خم دیا۔ اور کہنے لگا "غالباً آپ کا دولت خانہ کہیں پاس ہو گا؟"

"افسوس میرا گھر یہاں سے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے" کرسٹینا نے جواب دیا۔

"تو اجازت دیجئے کہ میں آپ کو گھر تک چھوڑ آؤں"۔ اجنبی نے باصرار کہا۔ "کیونکہ عین ممکن ہے۔ وہ بدمعاش خلاصی کہیں آس پاس چھپا ہوا ہو۔"

کرسٹینا نے اس عنایت کو دلی شکریہ کے ساتھ منظور کیا۔ اور اس کا محسن گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لئے اس کے ساتھ ساتھ پیدل چلنے لگا۔ کیونکہ اس حالت میں گھوڑے پر سوار ہونا

سوٹ اور سمجھا جاتا۔

رستہ میں کرسٹینا اس سے کہنے لگی "معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو اس لڑکی کی صورت پر دھوکا ہوا ہے۔ وہ حقیقت میں کوئی خلاصی نہیں۔ بلکہ اسی ملک کا رہنے والا بدمعاش چور ہے۔ جس نے یہ بھیس بدل رکھا ہے۔"

"اچھا!" اجنبی نے انداز حیرت سے کہا۔

"جی ہاں۔ کل رات ہم ایک جلسہ دعوت سے واپس آرہے تھے۔ تب بھی اس شخص نے بھائی کو لوٹا تھا۔ بڑی زبردست جدوجہد ہوئی۔ مگر یہ بچ کر نکل گیا۔"

جس وقت کرسٹینا یہ حال بیان کر رہی تھی۔ اس کا ساتھی نظر بچا کر اس کی طرف نگاہ شوق سے دیکھ رہا تھا۔ گو اس حالت میں بھی اس نے اتنا ضبط قائم رکھا۔ کہ اس کا احساس تعریف گستاخی کی صورت اختیار نہ کر سکا۔ بہرحال وہ محسوس کرتا تھا۔ کہ میں نے ایسی حسین عورت اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اس کا ضیاریز چہرہ۔ موزوں خط و خال۔ برق پاش نگاہیں۔ دلچسپ آواز اور سلیقہ گفتگو ساری باتیں ایک ایسا طلسم تھیں جس نے اجنبی کے دل کو فوراً مسحور کر لیا۔

قدرتی طور پر وہ اس نازنین کے حالات مفصل جاننے کا آرزومند تھا۔ اس کی دلی خواہش اس واقفیت کو ترقی دینے کی تھی جس نے اس مختصر عرصہ میں اس کے دل پر اتنا گہرا اثر ڈالا تھا۔ مگر دوسری جانب کرسٹینا اپنی معصوم بے خبری میں اس بات سے بالکل لاعلم تھی کہ میری ذات اجنبی کے دل میں کیسا اضطراب پیدا کر رہی ہے۔

تھوڑا آگے چل کر سوار نے ان واقعات کی تفصیل پوچھی۔ جو کل پیش آئے تھے۔ داستان مختصر تھی۔ مگر جس وقت کرسٹینا ان حالات کی تفصیل بیان کر رہی تھی۔ اس کا ساتھی اس کی دلکش آواز سے نغمہ شیریں کی راحت حاصل کر رہا تھا۔ آخر جب وہ سارا حال کہہ چکی تو مرد نے بیان کیا میں سرکاری فوج میں افسر ہوں۔ مگر آج کل چھٹی پر آنے کے بعد لنکنگٹن میں بعض دوستوں کے پاس ٹھہرا ہوا ہوں۔ میری خوش نصیبی تھی کہ اس طرف آنا ہو گیا۔ ورنہ خدا معلوم وہ بدمعاش کیا کچھ کر گذرتا آخر میں اس نے بیان کیا۔ کہ میرا نام کپتان سٹانلے ہے۔

کرسٹینا اس نام کو سن کر چونک گئی۔ وہ جلدی سے اپنے ساتھی کی طرف مڑ کر کہنے لگی "کیا آپ کے والد کا نام سر ولیم سٹانلے ہے۔ اور وہ لورپول کے پاس رہتے ہیں؟"

"وہی میرے والد بزرگوار ہیں" کپتان نے خوشی اور حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا "مگر یہ کیونکر

ممکن ہے۔۔۔؟

"بات یہ ہے کہ مسٹر ریڈ کلف نے جو میرے محسن ہیں۔ دوران گفتگو میں کئی بار آپ کا ذکر کیا ہے"

"آہ! مسٹر ریڈ کلف۔۔۔ وہی فیاض اور دلیر ہستی جس نے ہندوستان کے جنگلوں میں میرے والد کی جان بچائی تھی۔" کپتان سٹانلے نے پرجوش لہجہ میں کہا۔

"وہی مسٹر ریڈ کلف میرے کرمفرما ہیں۔" کرسٹینا نے کہا "میرا بھائی آجکل انہی کے پاس رہتا ہے اور میں ایک معزز اور مالدار مشرقی خاتون کے ہاں ٹھیری ہوئی ہوں۔ ہمارا بنگلہ اب تھوڑی ہی دور رہ گیا ہے۔"

"مجھے اس بات کی ہی کیا کم خوشی تھی۔ کہ میں نے ایک حسین و خوش خصال خاتون کو بروقت امداد دی۔ مگر اب یہ جان کر اور زیادہ اطمینان ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے بالکل ناآشنا نہیں ہیں۔ میں کل ہی لندن آیا تھا۔ اور عنقریب مسٹر ریڈ کلف سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں۔ تو۔۔۔ تو" کپتان نے رکتے ہوئے کہا "میں پھر کسی وقت دولت خانہ پر حاضر ہو کر مزاج پرسی کروں۔ آج کے واقعہ نے آپ کو بہت خوفزدہ کر دیا ہے۔ اور میرا اس وقت تک اطمینان نہیں ہوگا۔ کہ آپ کو پھر ایک بار دیکھ جاؤں۔"

اخلاق و شکر گذاری دونو اس بات کی اجازت نہ دیتے تھے۔ کہ اس درخواست کو نامنظور کیا جاتا۔ اس لئے کرسٹینا نے مودبانہ انداز سے کہا "صاحب اگر کبھی آپ کو تشریف آوری کی فرصت ہو تو یقین کامل ہے۔ کہ میری محسنہ خاتون اندرا۔ جن کے مکان پر میں رہتی ہوں اس عنایت کا خود اپنی زبان سے شکریہ ادا کریں گی۔ وہ مجھ سے بہنوں کی طرح محبت کرتی ہیں۔"

دونو باتیں کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچ گئے تھے۔ جہاں گلی شاہراہ سے مل جاتی ہے۔ اور اب بنگلہ کا دروازہ سامنے نظر آتا تھا۔ لیکن آخری فقرہ ابھی کرسٹینا کی زبان پر تھا۔ کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ان کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ کرسٹینا نے اسے فوراً پہچان لیا۔ کیونکہ یہ لارڈ آکسٹین ہیرلڈ تھا۔ اسے دیکھتے ہی اس نے محسوس کیا کہ یہ وقت پورے استقلال اور نسوانی وقار سے کام لینے کا ہے۔ کیونکہ خیال ہوا غالباً وہ مجھی سے ملنے کے لئے ان اطراف میں پھر رہا ہے۔ اور شاید وہ کے پاس جانے سے پہلے مجھ سے ملیک اور الوداعی ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ لارڈ آکسٹین کو دیکھ کر کرسٹینا مضطرب تو ہوئی۔ مگر پھر بھی اس نے اتنے ضبط سے کام لیا۔ کہ کپتان سٹانلے اس کے چہرہ پر کسی طرح کی تبدیلی معلوم نہ کر سکا۔ خود لارڈ آکسٹین نے اس مقام سے جہاں کرسٹینا اور کپتان سٹانلے ساتھ ساتھ

چل رہے تھے۔ قریباً بیس گز کے فاصلہ پر گھوڑا رکا۔ پھر اسے پیچھے موڑ کر تیز دوڑاتا واپس چلا گیا
کپتان سٹانلے نے جو اس بات سے بالکل بے خبر تھا۔ کہ کرسٹینا اس شخص کو پہلے سے جانتی ہے
یہ حالت دیکھی تو کہا۔ "معلوم ہوتا ہے یہ آدمی رستہ بھول گیا تھا۔ اب اپنی غلطی معلوم کر کے واپس چلا
گیا ہے۔"

"ممکن ہے" حسین دوشیزہ نے جلدی سے کہا۔ کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی مجھے کیا جواب دینا
چاہیئے۔

ایک تازہ خیال نے اس کے دل میں عجیب بے چینی پیدا کر دی تھی۔ اور وہ یہ تھا کہ عجب نہیں
میرڈیتھ نے اس شخص کو اپنا رقیب سمجھا ہو۔ وہ خیال کرتا ہو کہ مجھے اس سے عشق ہے۔ اور اس لئے ہم دونوں
ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کرسٹینا بھولی اور معصوم لڑکی تھی۔ مگر عورت کتنی ناتجربہ کار
ہو عشق کے مضمون پر اسکی فراست بہت تیز ہوتی ہے۔ پس کرسٹینا کے دل میں یہ خیال جاگزین ہونا باعث
حیرت نہ تھا۔ کہ شاید لارڈ آکٹیوین کو میری نسبت کچھ شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور اسی لئے الٹے پاؤں
واپس چلا گیا ہے۔

اتنے میں یہ لوگ بنگلہ کے دروازہ پر پہنچ گئے تھے۔ اس جگہ کپتان سٹانلے نے جھک کر
سلام کیا۔ اور کہنے لگا "آپ کی اجازت سے میں کل کسی وقت حاضر خدمت ہوں گا۔ مگر افسوس مجھے
اب تک معلوم نہیں۔ یہاں آ کر کس سے ملنے کی آرزو کروں"

"صاحب یہ بنگلہ خاتون اندرا کا ہے" کرسٹینا نے جواب دیا "اور میرا نام مس سٹیشن ہے۔"

"الوداع مس اسٹیشن" کپتان سٹانلے نے دوبارہ سلام کرتے ہوئے کہا۔ اور گھوڑے پر چڑھ کر
ایک طرف کو چلا گیا۔

جیسا بیان کیا گیا ہے۔ آکٹیوین میرڈیتھ کو خلاف توقع دیکھ کر کرسٹینا کو غیر معمولی اضطراب پیدا
ہو گیا تھا۔ بے شک وہ لارڈ آکٹیوین سے اظہار محبت کی خواہش نہ رکھتی تھی۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی
نہ چاہتی تھی۔ کہ وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ میں کسی اور شخص کو چاہتی ہوں۔ کیونکہ اگر وہ میں ایسا
ہوتا۔ اور وہ اپنا دل حقیقتاً کسی دوسرے شخص کو دے چکی ہوتی۔ تو کل رات ٹیوڈر ہوس کی ملاقات
میں لارڈ آکٹیوین کو اس انکشاف سے بآسانی چپ کرا سکتی تھی۔ اس پہلی خاموشی کے بعد اب ایک اجنبی
شخص کے پہلو میں دیکھے جانے سے اس غلط فہمی کا امکان صریح تھا۔ کہ وہ ضرور اس کا چاہنے والا
ہے۔ اور کرسٹینا نے قصداً لارڈ آکٹیوین سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اس غلط فہمی کا خیال سخت رنجیدہ

تھا۔ اور اس نے غریب کرسٹینا کو بے قرار کر دیا۔

پھاٹک میں داخل ہوئی تو طبیعت اس قدر افسردہ اور رنجیدہ تھی۔ کہ فوراً ہی بنگلے کے اندر جانے کی جرأت نہ کر سکی۔ خیال آیا۔ اگر اسی حالت میں مہمانوں کے سامنے گئی۔ تو وہ صورت سے بے چینی کا اندازہ کر کے کئی طرح کے سوالات پوچھیں گی جن کا جواب دینا مشکل ہوگا۔ اس لئے بہتر ہے۔ ان کے سامنے جانے سے پہلے طبیعت کو سکون حاصل کرنے کا موقعہ دوں۔ اس خیال سے باغ میں چہل قدمی کرنے لگی۔ اس جگہ انصافاً یہ بات کہہ دینی پڑتی ہے۔ کہ باغ کی سیر کا ارادہ کرتے وقت اسے ان واقعات کا جو بعد ازاں رونما ہوئے۔ گمان تک نہ تھا۔ ورنہ وہ کسی حال میں وہاں ٹھہرنے کی جرأت نہ کرتی دو بار اس نے آہستہ آہستہ باغ کا چکر لگایا۔ اور تیسرا پھیرا کر کے بنگلہ میں جانے کا ارادہ کر رہی تھی۔ کہ چلتے چلتے اس مقام پر پہنچی جہاں باغ کی حد کھیتوں سے ملتی تھی۔ بنگلہ سے اس مقام کا فاصلہ سب سے زیادہ تھا۔ اور یہاں بے شمار سایہ دار درخت اُگے ہوئے تھے۔ فی الحقیقت یہ وہی جگہ تھی۔ جہاں سگونہ اور میڈم اینجلیک کی باتیں ہوا کرتی تھیں جس وقت کرسٹینا اس جگہ پہنچی۔ تو اسے جھاڑیوں میں سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی کہ اتنے میں لارڈ آکٹیوین سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

ایک لمحہ کے عرصہ میں کرسٹینا کی طاقت ضبط بحال ہو گئی۔ وقار نے تقویت پائی۔ اور وہ رنج جو اب تک طبیعت کو محسوس ہو رہا تھا۔ اس خیال سے غصہ میں بدل گیا۔ کہ جب لارڈ آکٹیوین نے ٹیڈر ہوس میں اس بات کا وعدہ کیا تھا۔ کہ میں تم سے دوبارہ ملنے کی کوشش نہ کروں گا۔ تو پھر میرے پیچھے یہاں آنے کی کیوں جرأت کی۔ خود لارڈ آکٹیوین کے چہرہ کی رنگت زرد تھی۔ معلوم ہوتا تھا سخت جوش کی حالت میں ہے۔ سپید ہونٹ بھینچے ہوئے اور بازوؤں کو اس طرح چھاتی پر لپیٹے کھڑا تھا۔ گویا اس بات کا قصد مصمم کر چکا ہے کہ پورے حالات معلوم کئے بغیر واپس نہ جاؤں گا۔

"کرسٹینا یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔" اس نے ایسی آواز میں کہا جو پولی ہونے کی وجہ سے خوفناک معلوم ہوتی تھی۔

"مائی لارڈ ہماری آخری ملاقات کل رات ہو چکی تھی۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے ملنا بے ضرورت تھا۔" کرسٹینا نے استقلال سے جواب دیا۔ "کیا آپ اپنا وعدہ بھول گئے۔ یا اسے قصداً توڑ دیا؟"

"کرسٹینا جو میں کہتا ہوں۔ اسے ایک لمحہ کے لئے پوری توجہ سے سنو۔" لارڈ آکٹیوین نے ایسے پرجوش لہجہ میں کہا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اپنے اضطراب کو روکنے سے قاصر ہے۔ "بعض غیر معمولی حالات

کی وجہ سے میں اب تک نہیں جا سکا۔ آج میں نے ضبط کی بہت کوشش کی مگر اضطراب نے مجبور کر دیا۔ کہ گھوڑے پر سوار ہو کر ان نواحات کی سیر کروں۔ صبح تک مجھے تمہاری جائے سکونت کا علم نہ تھا۔ دوپہر کو اتفاقاً معلوم ہو گیا کہ تم یہاں رہتی ہو۔ میری مسز فریڈرک لینتھم سے ملاقات ہوئی تھی۔ انہی سے برسبیل تذکرہ تمہارے جائے قیام کا حال معلوم ہوا۔ اس کے باوجود یقین جانو میں تم سے دوبارہ ملنے کا آرزومند نہ تھا۔ میں اپنے کیے ہوئے وعدہ کو توڑنا نہ چاہتا تھا۔ اور خدا جانتا ہے۔" اس نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا۔ "آج جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ اس کے بعد اپنے وعدہ کی اور بھی سختی سے پابندی کروں گا"

"مائی لارڈ وہ کونسا نیا واقعہ ہے جس کا آپ ذکر کرتے ہیں؟" کرسٹینا نے غصہ کے لہجہ میں پوچھا مگر فوراً ہی اس کے جذبات نے ایسی صورت اختیار کی۔ کہ گلا رک گیا۔ کچھ اور الفاظ منہ سے ادا ہونا چاہتے تھے۔ مگر اس خیال نے ان کو روک دیا۔ کہ ایسی تفصیل میں داخل ہونا جس سے لارڈ آکٹیون کا شبہ دور کیا جا سکے۔ نہ صرف خطرناک بلکہ وقار نسوانی سے بعید ہوگا۔ بہتر یہی ہے۔ کہ لارڈ آکٹیون کو اسی غلط فہمی میں مبتلا رہنے دیا جائے۔ جو اس کے دل میں پیدا ہو چکی ہے۔

"کرسٹینا میں پھر کہتا ہوں کہ میں تم سے دوبارہ ملنے کا خواہشمند نہ تھا۔" میریڈیتھ نے اسی پرجوش لہجہ میں کہا۔ "مجھے یقین تھا۔ کہ ہماری کل رات کی ملاقات آخری ہوگی۔ اور خدا جانتا ہے کہ تم کو الوداع کہتے ہوئے دل کو کتنا بھاری صدمہ ہوا تھا۔ اس کے باوجود جب تمہاری سکونت کا حال معلوم ہوا تو میں مجبور ہو گیا۔ تمہارا مکان دیکھنے اور اس کے آس پاس پھرنے کی خواہش اتنی زبردست تھی۔ کہ اسکو دبا نہ سکا۔ اے کاش مجھکو معلوم ہوتا... مگر نہیں جو ہوا بہتر تھا۔ اچھا ہوا کہ معاملہ صاف ہو گیا" یہ کہتے ہوئے اس نے کچھ ایسی حرکت کی۔ گویا اپنے پاؤں کو غصہ سے فرش زمین پر مارنا چاہتا ہے

"ہاں مائی لارڈ۔ اچھا ہوا" کرسٹینا نے جو اپنے اضطراب کو پردہ وقار میں چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کچھ اس طرح کی سرد مہری ظاہر کرتے ہوئے کہا جس سے کسی حد تک تکبر و نخوت کی بو آتی تھی۔

کم از کم میریڈیتھ کے دل میں یہی خیال پیدا ہوا۔ اور چونکہ اس کا دماغ پریشان تھا۔ اس لیے ایسا خیال پیدا ہونا باعث حیرت بھی نہ تھا۔ پس وہ تند نظروں سے دیکھتے ہوئے سخت لفظوں میں کہنے لگا۔ "اچھا کیوں نہ ہوتا۔ میں اس سنگدلی، بے رحمی اور ستمگاری کا سزاوار جو تھا۔ آہ! اب تم اپنی بے اعتنائی کو تکبر و نخوت کے پردہ میں چھپاتی ہو۔ بے شک تمہیں اختیار ہے... یہ کہنے کا اختیار ہے کہ میرا تم سے کچھ واسطہ نہیں۔ کیونکہ تمہاری زندگی کسی اور سے وابستہ ہو چکی ہے تمھیں

یہ کہنے کا بھی اختیار ہے کہ میں اپنے افعال کی مختار ہوں .. اور ان کے لئے تمہارے سامنے جواب دہ نہیں یہ سب کچھ اگر تم مجھ سے کہو ۔ تو میں اسکو صحیح تسلیم کروں گا ۔ مگر کرسٹینا اگر انصاف کوئی چیز ہے ۔ اگر راستی کا وجود بالکل ہی صفحہ ہستی سے نہیں مٹ گیا ۔ تو میں پوچھتا ہوں آخر یہ رازداری کس لئے ؟ اس پہلی ملاقات میں .. میرا اشارہ کل رات کی ملاقات سے نہیں بلکہ اس واقعہ سے ہے جب میں نے تمہیں بعض آدمیوں سے جو تم کو بھگائے لئے جاتے تھے ۔ بچایا تھا ۔ اس ملاقات ہی میں اگر تم مجھ سے کہہ دیتیں کہ میں اپنا دل کسی اور کو دے چکی ہوں .. کیونکہ اس شخص سے تمہاری ملاقات یقیناً آج کی نہیں ہے ... اگر اس وقت ہی تم مجھے سارے حالات سے واقف کر دیتیں ۔ تو کرسٹینا میں تمہارا شکر گذار ہوتا ۔ میں سمجھتا تم نے مجھے حالت خواب سے چونکا دیا ۔ میرے حواس مختل ہو چکے تھے ۔ تم نے ان کو بحال کر دیا ۔ مگر افسوس تم نے اس صحیح راہ کو ترک کر کے اخفا کو اپنا شعار بنایا ۔ آہ ! جب میں نے تم سے محبت کا اقرار کیا تھا ۔ جب تمہیں معلوم تھا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں ۔ جب میں نے یہاں تک کہا تھا ۔ کہ میری آرزو اب بھی یہ ہے کہ تم شاید کبھی میری ہو کر تمنا کے خشک پودوں کو سیراب کر سکو ۔ تو اس وقت ۔ آہ اس وقت تم نے اشارہ تک سے یہ نہیں کہا ۔ کہ میں ایک اور شخص سے محبت کرتی ہوں ۔ میں کبھی تمہاری نہیں بن سکتی جس پیرایہ میں تم نے جواب دیا ۔ وہ حجاب و وقار کا پہلو لئے ہوئے تھا ۔ جس نے میری آتش عشق کو اور تیز کیا ۔ کل رات تک کرسٹینا تمہارے انداز میں کوئی بات ایسی تھی ۔ جو میرا ہمیشہ امید دلاتی تھی ۔ جو ... "

" نہیں مائی لارڈ بالکل نہیں " کمسن دوشیزہ نے جو اس لمبی اور پر جوش تقریر کو درد و اذیت کے ساتھ سنتی رہی تھی ۔ مگر ان بے بنیاد الزامات کا از روئے اخلاق جواب دینے سے معذور تھی ۔ قطع کلام کرتے ہوئے کہا ۔

" نہیں کیوں ؟ " مہر ٹیفہ نے بڑھتے ہوئے جوش سے کہا ۔ " بالفرض تم اس وقت یہ حال ظاہر نہ کر سکیں تو کم از کم کل رات تو کر دیتیں ۔ کیا جس وقت میری یاس انگیز محبت کا پہلا لفظ زبان سے ادا ہوا تھا ۔ اسی وقت تم یہ کہہ کر میرا جوش ٹھنڈا نہ کر سکتی تھیں کہ صاحب میں ایک اور شخص سے محبت کرتی ہوں ۔ میں کبھی آپ کی نہیں ہو سکتی ۔ مگر تم نے ایسا نہ کیا ۔ تم نے قصداً خاموشی اختیار کی کرسٹینا یہ طرز عمل فیاضی ۔ دوستی ۔ آداب نسوانی سے بعید تھا ۔ افسوس ! یہ ان سب تکلیفوں اور اذیتوں کا انجام ہے ۔ جو میں نے تمہاری خاطر برداشت کیں ۔ اگر حقیقتاً تمہیں مجھ سے محبت نہ تھی ۔ تو لازم تھا کہ شروع میں ہی بے لکھ دیتیں ۔ مگر تمہاری خاموشی میری امید افزائی کا ذریعہ بنی ۔ اس سے

بھی زیادہ تم نے ایک بے رحم سنگدل۔ پرفن عورت کا رویہ اختیار کیا۔ تمہیں بتاؤ کیا ایسا کرنا مناسب تھا؟"

کرسٹینا ان ملامت آمیز کلمات کی بوچھاڑ سے مغلوب ہوگئی۔ حیران تھی ان باتوں کا کیا جواب دے۔ ایک طرف یہ خیال کہ میریڈیتھ نے چونکہ مجھے کپتان سٹانلے کے ساتھ پھرتے دیکھا ہے۔ اس لئے یہ غلط فہمی قدرتی ہے کہ میں اس سے محبت کا دم بھرتی ہوں۔ پس ان تلخ اور بے بنیاد الزاموں کے جواب میں مجھے سب حال اس سے کہہ دینا چاہیئے۔ مگر دوسری جانب یہ اندیشہ کہ اگر میں نے کہا مجھے کسی اور سے محبت نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ سمجھا جائے گا۔ کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ غرض اس کے لئے سخت مشکل کا سامنا تھا۔ کچھ کہنے کی خواہش رکھتے ہوئے زبان ادائے الفاظ سے قاصر تھی اسی حالت میں سوچا کہ ان ملامتوں سے بچنے کے لئے کسی طرف بھاگ جاؤں۔ مگر پاؤں سو سو من کے ہوگئے تھے۔ سخت اضطرار کی حالت میں وہ ایک درخت کا سایہ لیکر کھڑی ہوگئی۔ اور آنسوؤں کے قطرے ٹپ ٹپ گرنے لگے۔

"آہ! تم روتی ہو" میریڈیتھ نے اور زیادہ غضبناک ہوکر کہا "عیار۔ فتنہ ساز عورت۔ خوب روؤ اچھی طرح جی کھول کر روؤ۔ کیونکہ تیرے گناہوں کی سیاہی اسی طرح دھل سکتی ہے۔ ایک گھنٹہ پہلے تیرے آنسوؤں کا ہر قطرہ میرے دل پر گرم سیسہ کی طرح گرتا۔ میں تجھے غمگین دیکھ کر دیوانہ ہو جاتا۔ مگر اب تیرا رونا میرے دل کو مسرت دیتا ہے۔ مجھے اس کا ذرا بھی ملال نہیں۔ کہ تو میرے الفاظ پر روتی ہے۔ خطا کار کرسٹینا۔ اب میں اس آدمی کی حالت کو لائق رشک نہیں سمجھتا جو تجھ سے شادی کے خواب دیکھتا ہے۔ کیونکہ بہت جلد اسے بھی میری طرح کف افسوس ملنا ہوگا۔ میرا تجھ پر یہ اعتماد کہ میں تجھے صداقت و پاکبازی کا مجسمہ سمجھتا۔ اور تیری خوبیوں کا اتنا مداح۔ کہ اگر کوئی ان سے انکار کرتا۔ تو میں مقابلہ میں جان تک لڑا دیتا۔ مگر تو ایسی ریاکار و مکار۔ افسوس! میری آنکھیں بعد از وقت کھلیں وہ پردہ جو اب تک میری نگاہ کے سامنے چھایا ہوا تھا۔ بہت دیر میں ہٹا۔ الہی! کس غضب کا دھوکا! کس بلا کا فریب! واقعی تجھ ایسی فتنہ زا عورت پر اعتماد کرنا اپنی روح کو شیطان کے ہاتھ بیچنا تھا۔ بے شک میں شادی شدہ تھا۔ یہ بھی صحیح ہے کہ زندگی بھر تجھ سے شادی نہ کر سکتا تھا۔ پھر بھی! اے بے رحم لڑکی تو نہیں جانتی۔ وہ دل کس قدر نازک تھا جسے تو نے اپنی پرفن اداؤں کا نشانہ بنا کر آج ہمیشہ کے لئے توڑ دیا۔ خیر میں تجھے بددعا نہیں دیتا۔ میں تجھ کو برا نہیں کہتا۔ اس کے برعکس میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس دوسرے شخص کو وہ راحت نصیب کرے

جو اگر حالات اجازت دیتے۔ تو میرے حصہ میں آتی۔ جو اگر تقدیر یاور ہوتی تو میرے لئے ذریعہ افتخار
بنتی۔ جاؤ آئندہ اسی کی ہو کے رہنا۔"

اتنا کہہ کر وہ پیچھے کی طرف مڑا۔ کرسٹینا کے لبوں نے حرکت کی۔ معلوم ہوتا تھا کچھ کہنا چاہتی
ہے مگر زبان یاور نہ ہوئی۔ آکٹیوین کا جوش اب افسردگی اختیار کر چکا تھا۔ مگر کرسٹینا کی اذیت حد انتہا
کو پہنچ گئی تھی۔

"جانے سے پہلے میں فقط ایک لفظ اور کہنا چاہتا ہوں" ہبرٹیتھ نے یکایک رُک کر کہا
"اور وہ یہ ہے کہ اگر میں نے تم پر الزامات عائد کئے ہیں۔ اگر میں نے حالت جوش میں بعض ایسے الفاظ
کہہ دیئے ہیں۔ جو نہ کہنے چاہئیں تھے۔ تو میں ان کے لئے تہ دل سے معافی چاہتا ہوں۔ کرسٹینا مجھے
تم کو ملامت کرنے کا حق نہ تھا۔ مگر ہجوم جذبات میں خدا معلوم کیا کچھ زبان سے نکل گیا۔ میں آخری
بار پھر دعا کرتا ہوں کہ خدا تم کو راحت نصیب کرے۔ اور تم اپنی زندگی اس آرام و اطمینان سے بسر
کر سکو۔ جو افسوس کہ مجھ سے ہمیشہ کے لئے چھن گئے۔"

اتنا کہہ کر لارڈ آکٹیوین تیز چلتا ایک طرف کو روانہ ہو گیا۔ کرسٹینا دو قدم اس کے پیچھے چلی
اس کا نام زبان تک آیا۔ اسے واپس بلا کر سارا حال کہنے کا ارادہ بھی ہو گیا۔ مگر دفعتاً اس ضبط و
استقلال کے ساتھ جو صرف نیک و پاک ہستیوں میں ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ ٹھہر گئی۔ لب زور سے
بند کر لئے۔ آواز اندر کی اندر رک گئی۔

"نہیں اس کا اسی بھول میں رہنا اچھا ہے" وہ اپنے آپ سے کہنے لگی "یہ اچھا ہے کہ وہ
اس خیال میں ہے کہ میں ایک اور شخص سے محبت کرتی ہوں۔ اس صورت میں وہ عشق بے ثمر جو اس
کے دل میں پیدا ہو چکا ہے۔ اور جس نے میری محسنہ زو کے لئے ایسے مہلک اثرات پیدا کئے ہیں شائد
مٹ جائے۔"

اس طرح کے خیالات دل میں لئے اس حیرت خیز سکون و استقلال کے ساتھ جو شہدائے
مذہب کے سوا اور کسی میں نہیں پایا جاتا۔ کرسٹینا اسٹیشن بنگلہ میں داخل ہوئی۔

ادھر لارڈ آکٹیوین گھوڑے پر سوار اسے سرپٹ دوڑاتا گھر کی طرف روانہ ہوا جب شہر کے
آباد حصہ میں پہنچا۔ تو ہرچند اس جگہ خلقت کا ہجوم تھا۔ مگر وہ اس طرح بے تحاشا گھوڑا دوڑائے گیا
کہ معلوم ہوتا تھا خاتر العقل یا شراب سے بدمست ہے۔ خدا نے خیر کی کہ رستہ میں کوئی حادثہ پیش نہیں
آیا۔ ورنہ شائد رستے میں گر کر ہلاک ہو جاتا۔ گھر پہنچ کر اس نے گھوڑے کی باگ جوش کے ساتھ

نوکر کی طرف پھینک دی۔ وہ غریب آقا کی یہ حالت دیکھ کر بہت ڈرا۔ لیکن میریڈیتھ اس وقت آپے میں نہ تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ میری عجیب حرکات کا دیکھنے والوں پر کیا اثر ہوتا ہے۔ نہ اُسے یہ جاننے کی پروا تھی۔ اندھا دھند چلتا مکان میں داخل ہوا۔ اور اپنے ذاتی نوکر کو بلا کر اسباب باندھنے اور گاڑی تیار کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی کہا۔ میں رات کی ریل سے ڈوور جا رہا ہوں۔ نوکر کو ان باتوں سے سخت حیرت ہوئی۔ مگر چونکہ آقا کی اعتدال پسندی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے یہ گمان بھی نہ ہو سکا کہ شراب سے بدمست ہے۔ ناچار خیال کیا۔ شاید کوئی اتفاقی حادثہ یا فوری سانحہ پیش آیا ہے۔ جس کی خبر نے آقا کو اس گھبراہٹ میں روانگی پر مجبور کیا ہے۔ محض گفتگو کا موقعہ پیدا کرنے کے خیال سے اس نے کہا۔ "کیا روانگی سے پہلے مسٹر آرمیٹج سے نہ ملئے گا؟"

"نہیں اس کی ضرورت نہیں" میریڈیتھ نے تنک کر جواب دیا "میں ان کے نام ایک رقعہ چھوڑ جاؤں گا۔ کل ان کے وہاں پہنچا دینا۔ بس اب جا کر سامان تیار کرو۔ اور خود بھی تیار رہو کیونکہ میں تمہیں ساتھ ہی لے جانا چاہتا ہوں۔"

اتنا کہہ کر کمرہ نشست کی طرف چلا گیا۔ جہاں اس نے جلدی سے مسٹر آرمیٹج کے نام ایک رقعہ لکھا جس میں اسی قدر مذکور تھا۔ کہ زو کی خرابی صحت کا حال سن کر نیز اس خیال سے کہ اس حالت میں میرا اس سے دور رہنا مناسب نہیں ہے۔ میں اس کے پاس جا رہا ہوں۔ اس کے بعد اس نے چند فقرے کرسٹینا کے نام لکھنے شروع کئے۔ مگر انتہائی کوشش کے باوجود موزوں الفاظ تلاش نہ کر سکا کئی بار رقعہ شروع کیا۔ مگر ہر مرتبہ چند الفاظ لکھ کر پھاڑ دیتا۔ آخر جب نوکر نے حاضر ہو کر اطلاع دی کہ سب سامان تیار ہے۔ تو اس وقت بھی یہی رقعہ لکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر جب کسی طرح کامیاب نہ ہو سکا تو ناچار کاغذ کو پرزے پرزے کر کے پھینک دیا۔ اور تیز چلتا زینہ سے اتر کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔

گاڑی میں بیٹھ کر ان جذبات کو جو اب تک قفس سینہ میں بند تھے اظہار کا موقعہ ملا۔ اس نے پیچھے جھک کر دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانک لیا۔ اور بچوں کی طرح سسکیاں لے کر رونے لگا۔

"آہ! کرسٹینا۔ کرسٹینا" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا "کیسے معلوم تھا۔ کہ تم ایک اور شخص سے محبت کرتی ہو۔۔۔"

اسی پریشان حالی میں ڈوور پہنچا۔ اور دوسرے دن جہاز پر سوار ہو کر بولون جا اترا۔ وہاں سے جس قدر تیزی رفتار سے ممکن تھا۔ اس مقام کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں زوان دنوں ٹھہری ہوئی

تھی۔ مگر ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ اب وہ ادائے فرض کی خاطر نہیں۔ بلکہ محض ہجوم یاس سے پریشان ہو کر اس کے پاس جا رہا تھا۔

باب ۱۲۵۔

شکی شوہر

ٹیوڈر ہوس کی شاندار دعوت کے دوسرے دن صبح کا وقت تھا۔ چاشت کے بعد انسٹیشیا اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ اور اس کا شوہر چونکہ اس روز دفتر جانا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے ڈاک دیکھنے کو اس کمرہ کی طرف ہو لیا۔ جو گھر ہی میں دفتر کا کام دیتا تھا۔ اس سے پہلی رات جلسہ رقص کے موقعہ پر جس واقعہ کے سلسلہ میں سر فریڈرک لیتھم نے انسٹیشیا کو تجوری کی کنجی دی تھی۔ اس کے متعلق دونوں میں کسی طرح کی گفتگو نہ ہوئی تھی۔ نہ سر فریڈرک بات کو اہمیت دینا چاہتا تھا۔ نہ انسٹیشیا ہی اس ذکر کو تازہ کرنا پسند کرتی تھی۔ مگر اس واقعہ نے جو خیال اس کے شوہر کے ذہن نشین کیا وہ یہی تھا۔ کہ انسٹیشیا نے حال میں بعض فضول خرچیاں کی ہیں جس سے اس کے ذمہ کچھ رقم واجب الادا ہو گئی۔ اس نے مجھ سے ذکر کرنے میں حجاب کیا۔ بہر حال میں نے جو حکمت عملی اختیار کی ہے۔ وہ ضرور مفید ثابت ہوگی۔ میں نے اسے ملامت کرنے کی بجائے فراخدلی اور فیاضی سے کام لیا۔ اور یقین ہے کہ یہ طریقہ غصہ یا ناراضی کے اظہار سے فائدہ مند ہوگا۔ دوسری جانب انسٹیشیا ہر چند اچھی طرح سمجھتی تھی۔ کہ میڈم اینجلیک نے یہ روپیہ محض جبر سے حاصل کیا ہے۔ ورنہ یہ رقم میرے کسی بے ضرورت اسراف کا نتیجہ نہ تھی۔ تاہم چونکہ وہ ان واقعات کی تفصیل میں داخل ہونا پسند نہ کرتی تھی جن سے مجبور ہو کر اسے روپیہ ادا کرنا پڑا۔ اس لئے یہی بہتر معلوم ہوا۔ کہ سر فریڈرک جس غلط فہمی میں مبتلا ہیں اسی میں رہیں۔ تو بہتر ہوگا۔ اس کے باوجود اس کی ذہنی حالت ناقابل رشک تھی۔ اضطراب و پریشانی کا اثر ہر فعل و حرکت سے ظاہر ہوتا تھا۔ سر فریڈرک کا بار احسان گردن نہ اٹھنے دیتا تھا اور اس واقعہ کے بعد وہ کئی مرتبہ اپنے آپ سے کہہ چکی تھی "کاش میں سارا حال ان سے بیان کر دیتی"

خیر جیسا ہم نے کہا ہے۔ سر فریڈرک صبح کے ناشتہ کے بعد اپنے کمرہ میں چلے گئے جہاں تھوڑی دیر دفتر کی ڈاک دیکھنے کا شغل رہا۔ بعض خطوں کا انہوں نے خود جواب لکھا۔ بعض یہ یادداشتیں قلمبند کیں۔ کہ دفتر میں کتابیں دیکھ کر جواب دیا جائے۔ اور بعض کو اس خیال سے

علیحدہ رکھ لیا۔کہ باقی حصہ داروں سے مشورہ کرکے ان کا جواب لکھواؤں گا۔ یہ تقسیم جاری تھی کہ دروازہ کھلا۔ اور ایک نوکر نے اطلاع دی کہ "وہ صاحب جن کے زیر اہتمام عمارت تعمیر ہوئی تھی ملنا چاہتے ہیں"

سر فریڈرک نے معمار کو وہیں طلب کر لیا۔ اس نے آتے ہی ایک کاغذ پیش کیا اور کہنے لگا "بار خاطر نہ ہو۔ تو یہ حساب آج ہی بے باق کر دیجئے گا۔"

"مسٹر شائمز" سر فریڈرک نے سر کو انداز تفخر سے اونچا کرکے کہا "میں نے تمہارا حساب بیباق کرنے میں کب عذر کیا ہے؟ اگر وہ آج تک صاف نہیں ہوا تو قصور تمہارا ہے۔ کہ تم نے حساب پیش کرنے کی پرواہ ہی نہیں کی۔"

"آپ کا ارشاد بجا ہے" کاریگر نے تسلیم کیا۔ "مگر آج تک مجھے روپیہ کی ضرورت نہ تھی میں سمجھتا تھا۔ روپیہ محفوظ ہے۔ جب ضرورت ہوگی وصول کر لوں گا۔ اس کے علاوہ بعض مصروفیتوں میں فرد حساب بھی تیار نہ کر سکا تھا۔"

تاجر نے گوشوارہ کھول کر میز پر رکھا۔ اور اس کی مختلف رقمیں جانچنی شروع کیں ایک فائل اٹھا کر بعض رقموں کی پڑتال کی۔ پھر دراز سے حساب کی بہی نکال کر بعض مدات کا مقابلہ کیا۔ ہر طرح اطمینان کرکے کہ سب رقمیں ٹھیک ہیں وہ میزان کی جانچ کرنے لگا۔ آخر اس کام کو بڑے سکون و اطمینان سے ختم کرکے اس نے کاریگر کی طرف ایسی نگاہ سے دیکھا۔ گویا کہنا چاہتا تھا "دیکھو میں اپنے حساب کو کتنا مکمل رکھتا ہوں۔ ہر شخص کو اسی طرح کرنا چاہیئے۔"

پھر اس کے چہرہ کو سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا "مسٹر شائمز کیا تمہاری میزان میں اکثر غلطیاں رہ جاتی ہیں؟"

"صاحب حساب میں غلطی رہ جانا باعث حیرت نہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ میں بہت کم غلطی کرتا ہوں"۔ کاریگر نے جواب دیا۔

"مگر میرے دفتر میں کبھی ایک پائی کی غلطی نہیں ہوتی۔" مالدار تاجر نے انداز فخر سے کہا۔ "اگر میرا کوئی محرر ایسی غلط میزان کرے جیسی تم نے کی ہے۔ تو بجز اس کے اسے چوبیس گھنٹے کا نوٹس دے کر علیحدہ کر دوں۔ دیکھو تم نے ان رقموں کی میزان ۱۱۱۳ پونڈ ۱۱ شلنگ ½ ۱۱ پنس کی ہے۔ حالانکہ صحیح میزان ۱۱۱۳ پونڈ ۱۲ شلنگ ½ ۳ پنس ہوتی ہے۔"

معمار کو یہ جان کر گونہ اطمینان ہوا۔ کہ فرق اتنا خفیف ہے۔ بس زیادہ جھنجٹ پسند نہ کرکے اس نے کہا "تیر جو میزان صحیح ہو اسی کو محسوب کر لیجئے۔"

مگر سر فریڈرک کو اس غلطی کی نمائش سے عجیب طرح کی خوشی حاصل ہو رہی تھی۔ پس اس نے ایک لمبی چوڑی تقریر کے دوران میں نصیحت کی کہ انسان کو حساب کے معاملوں میں انتہائی صحت سے کام لینا چاہیے۔ پھر معمار کو پاس کھڑا کر کے اس سے ایک ایک رقم گنوائی۔ اور دوبارہ میزان کرا کے یہ تسلیم کرنے پر مجبور کیا۔ کہ واقعی پہلی میزان غلط تھی۔

یہ ہو چکا تو سر فریڈرک نے کہا "اچھا اب اس کی پشت پر رسید لکھ دو۔ میں روپیہ ادا کرتا ہوں" وہ کرسی سے اٹھ کر تجوری کی طرف گیا۔ اور جس وقت کیش بکس نکال رہا تھا۔ کاریگر نے بل کی پشت پر رسید لکھ دی۔ سر فریڈرک نے اس کی تحریر کو بغور دیکھا۔ اور اس بات کا پورا اطمینان کر کے کہ اس میں کوئی نقص یا غلطی نہیں ہے۔ کیش بکس کھولا۔ مگر جس وقت وہ ڈھکنا اٹھایا جس کے اندر نوٹ رکھے رہتے تھے۔ تو خانہ خالی تھا! سر فریڈرک کے پاؤں تلے سے مٹی نکل گئی۔ دماغ میں چکر آ گیا اور کلیجہ زور زور سے دھڑکنے لگا۔ مگر اس کا ضبط اتنا کامل تھا کہ مجال نہیں، چہرہ پر ذرا بھی اضطراب ظاہر ہوا ہو۔

اس کے بعد دوسرا خانہ دیکھا جس میں طلائی سکے رکھے رہتے تھے۔ وہ بھی خالی تھا۔ کوئی اور ہوتا تو نہ معلوم اس وقت کس قدر بے چینی ظاہر کرتا۔ مگر سر فریڈرک کے سکون میں ذرا خلل نہیں آیا ایسے اطمینان و استقلال کے ساتھ گویا کوئی خلاف معمول واقعہ پیش نہیں آیا۔ اس نے کیش بکس کا ڈھکنا آہستہ سے بند کر دیا۔ پھر معمار کو مخاطب کر کے کہا "میرے خیال میں تم کو اس رقم کا چیک دے دیا جائے تو بہتر ہوگا۔"

"جیسے آپ کی خوشی" معمار نے جواب دیا۔ اور اس خیال سے ایک طرف ہٹ گیا کہ سر فریڈرک میز کے پاس بیٹھ کر چیک تحریر کر دیں۔

مہاجن نے میز کے پاس بیٹھ کر چیک لکھا۔ معمار نے اسے لے کر مودبانہ سلام کیا۔ اور رخصت ہو گیا اس کے جانے پر سر فریڈرک نے پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر تجوری کے ہر ایک حصہ اور ہر ایک کونے کو بڑے غور سے دیکھا۔ مگر وہاں نقدی یا نوٹوں کا نشان تک نہ تھا۔ ناچار کیش بکس کو اس کی جگہ رکھ دیا اور تجوری بند کر کے کنجی جیب میں ڈال لی۔

اپنے آپ سے کہنے لگا "ایک رات پہلے اس بکس میں ۲۲۰۰ پونڈ سے زیادہ کے نوٹ اور نقدی تھی۔ کیا انسٹیشیا نے سب کی سب اپنے پاس رکھ لی؟"

قدرتی طور پر اس شخص نے یہی سمجھا کہ انسٹیشیا حال میں انتہا درجہ فضول خرچی کرتی رہی ہے۔

مگر ساتھ ہی یہ سوچ کر حیران تھا۔ کہ آخر کونسی قیمتی شے خریدی گئی۔ جس سے اتنی بھاری رقم اس کے ذمہ
ہوگئی؟ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ انسٹیشیا نے یہ رقم جوئے میں نہیں ہاری۔ کیونکہ اس کو معلوم تھا وہ
تاش گنجفہ وغیرہ کھیلوں سے بے حد متنفر ہے۔ یہ بھی غیر ممکن تھا کہ اس نے یہ رقم اپنے بھائی کو
دینے کے لیئے نکال لی ہو۔ کیونکہ اس صورت میں شیڈ بولٹ کی مداخلت بے معنے تھی۔ علاوہ بریں
یہ بات کہ ساری رقم ایک ہی قرضہ کی ادائیگی میں صرف ہوگئی ہے۔ اس طرح ثابت ہوتی تھی۔ کہ
فقط ایک قرضخواہ مطالبہ کے لیئے آیا۔ پس پھر پھرا کر وہی سوال از سر نو پیدا ہوگیا۔ کہ وہ کونسی
چیز تھی۔ جس کے لیئے لیڈی انسٹیشیا کو اتنی بڑی رقم کا زیر بار ہونا پڑا۔ کیونکہ ظاہری حالات میں
یہ جانتے ہوئے کہ تجوری کی کنجی انسٹیشیا کے پاس رہی۔ اس کو یقین تھا۔ کہ اسی نے کیش بکس کا روپیہ
نکالا ہے۔

ایک بار جی میں آئی۔ کہ سیدھا بیگم کے پاس جا کر اس سے استفسار کروں۔ مگر پھر اس خیال کو
دل سے نکال دیا۔ اس نے خود انسٹیشیا سے کہا تھا کہ روپیہ کے معاملہ پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں
اس لیئے اب اس ذکر کو چھیڑتے ہوئے شرم آتی تھی۔ پھر اگر یہ ذکر شروع بھی کیا جائے تو اس کے سوا کہہ بھی
کیا سکتا تھا۔ کہ مجھے ہرگز امید نہ تھی۔ تم اتنی بڑی رقم نکال لو گی۔ علاوہ بریں ۲۲۰۰ پونڈ کا نقصان
سر فریڈرک کے لیئے کوئی خاص اہمیت نہ رکھتا تھا۔ کیونکہ اس کی دولت کے سمندر میں یہ رقم محض
ایک قطرہ کے برابر تھی۔ مگر جس پُراسرار طریقہ پر یہ رقم ہاتھ سے گئی۔ اس سے اس کو سخت
اضطراب تھا۔ دل میں کئی طرح کے مبہم اور غیر یقینی شبہات پیدا ہوتے تھے۔ طبیعت کا انتشار
دمبدم بڑھ رہا تھا۔ پس اس نے پوری تحقیقات کا فیصلہ کر لیا۔ اب اسے یہ بات بھی یاد آئی۔ کہ
ایک ہفتہ پہلے جب میں شیڈ بولٹ کی رخصت کے بعد انسٹیشیا سے اس کے کمرہ میں ملا تھا۔ تو
اس وقت بھی وہ سخت بے قرار نظر آتی تھی۔ شیڈ بولٹ کا دوبارہ تقاضے کے لیئے آنا۔ اور یہ بھی
اس وقت جب گھر میں مہمان تھے۔ ضرور کوئی خاص اہمیت رکھتا تھا۔ پھر یہ بات بھی کچھ کم حیرت
خیز نہ تھی کہ لیڈی انسٹیشیا شیڈ بولٹ کی آمد کی خبر سن کر مضطرب ہوگئی۔ اور اس نے
تمکنت و وقار سے کام لیکر ملاقات سے انکار کرنے کی بجائے حالت خوف میں اس سے ملنا منظور کیا۔ ایک
خیال سے دوسرا پیدا ہوا۔ اور اسی سلسلہ میں سر فریڈرک کو یہ بات بھی یاد آئی۔ کہ شیڈ بولٹ کی اگلی ملاقات
کے بعد جب میں انسٹیشیا سے ملا۔ تو اس نے بے چینی سے چند کاغذات کو جو میز پر بکھرے ہوئے
پڑے تھے۔ فوراً دراز میں رکھ لیا تھا۔ ان سب باتوں کی یاد نے انہیں کو بے قرار کر دیا۔ اور گو

ابھی تک دل میں کوئی خاص شک پیدا نہ ہوا تھا۔ تاہم مبہم شکوک نے اپنی غیر معینہ صورت میں اس کے
اضطراب کو اور زیادہ ترقی دینی شروع کی۔

ناظرین نے اس وقت تک سر فریڈرک کے متعلق کا جو حال پڑھا ہے۔ اس سے انہوں نے اندازہ کر
لیا ہوگا کہ ظاہری سکون و سرد مہری کے پردہ میں اس شخص کی فطرت میں کسی قدر کمینہ پن بھی پایا جاتا
تھا۔ اس وقت اس طبعی کمزوری نے غلبہ کیا۔ اور اس کے زیر اثر سر فریڈرک اس نشست گاہ کی
طرف چلا۔ جس کے ایک کونے میں لیڈی انسٹیشیا کی چھوٹی سی میز رکھی رہتی تھی۔ کمرہ میں داخل ہوا تو
اس کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ اس راز کا حال اسی میز کے اندر بند سمجھتا ہے۔

دروازہ پھیر کر اس نے آہستہ آہستہ چاروں طرف دیکھا تو کنجیوں کا ایک چھوٹا سا گچھا اسٹول
پر رکھا ہوا نظر آیا۔ اسے دیکھ کر تحریص غالب ہوئی۔ اور اگر کوئی تامل اب تک باقی تھا تو وہ
بھی دور ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کنجیوں کو تلاش کرنے کے لئے ہی وہ اس کمرہ میں آیا تھا۔ اپنی عمر
میں پہلی بار اس سکون و عاقبت اندیشی کو ہاتھ سے دے کر جس کا وہ ہمیشہ سے عادی تھا۔ سر فریڈرک
نے گھبراہٹ اور عجلت سے کام لیا۔ وہ محسوس کرتا تھا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں۔ وہ ایک نہایت
ادنےٰ حرکت ہے۔ اس لئے ہر لحظہ خوف دامنگیر تھا۔ کہ کوئی نوکر یا خود انسٹیشیا ہی کمرہ میں نہ آجائے
بے شبہ رفع شک کے لئے میز کی دراز کھولنا ضروری تھا۔ مگر اس حرکت کی رذالت کو بھی نظر انداز
نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس نے کنجیاں اٹھا کر دراز کھولی۔ اور کاغذات کو الٹ پلٹ کرکے ایک بادامی
رنگ کا خط نکالا جس پر میڈم دیجلیک کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس نام کو دیکھ کر اس کے چہرہ پر سیاہی
چھا گئی۔ مضمون پڑھا تو لکھا تھا ۳۰۰ پونڈ کی رقم اس بل کے مطابق جو پیشتر بھیجا جا چکا ہے۔ حامل
رقعہ مسٹر آسٹرک شیڈلویٹ کو ادا کر دی جائے۔ اب معلوم ہو گیا۔ کہ یہ شخص کس لئے دوبارہ ٹیوڈر
ہوس میں آیا۔ مگر کچھ باتیں اب بھی پردہ راز میں چھپی ہوئی ایسی تھیں جن کی وجہ سے سر فریڈرک
کی بے چینی میں تخفیف نہ ہو سکتی تھی۔

"پورا ایک سال گذرا ہے" اس نے اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہا "میں نے انسٹیشیا
کو خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ اس عورت سے ہر قسم کا لین دین بند کر دے۔ کیونکہ میں نے سنا تھا۔ اس
کا چال چلن اچھا نہیں۔ مگر اس خط سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس نے میرا حکم نہیں مانا۔ اور میری مخالفت
کے باوجود اس سے تعلقات رکھے۔"

اب اس کے شبہات نے اور مضبوط اور بھیانک صورت اختیار کی۔ اس نے دراز میں رکھے

ہوئے باقی کاغذوں کو جلد جلد دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب میڈم اینجلیک کے بھیجے ہوئے بل تھے۔ مگر ہر ایک کی پشت پر اس زمانہ کی جس میں وہ پیش کئے گئے تھے۔ رسید ثبت تھی۔ جس وقت سے سر فریڈرک نے انسٹیشیا کو میڈم اینجلیک کے ہاں جانے سے روکا تھا۔ اس وقت کے بعد کا کوئی بل ان میں نہیں تھا۔ البتہ اس نئی رقم کی رسید مسٹر سٹیڈ بولٹ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود تھی۔ اب سر فریڈرک کے شبہات نے صحیح راہ اختیار کی۔ اور اس نے سوچا شائد اس خط کے ذریعہ استحصال بالجبر کی کوشش کی گئی ہے۔ اب اسے اپنی بیگم کا طرز عمل بھی کئی طرح کی بدگمانیوں سے پر دکھائی دیا۔

حیران ہو کر اپنے آپ سے کہنے لگا۔ "مطالبہ فقط ۲۴۰ پونڈ کا تھا۔ اسے پورا کرنے کے لئے ۲۰۰۰ پونڈ کیوں نکالے گئے ؟"

اس نے دراز میں رکھے ہوئے باقی کاغذات کو ایک ایک کر کے دیکھا۔ مگر ان میں کوئی چیز ایسی نہ تھی۔ جو اس کی دلچسپی کا موجب ہوتی۔ پس کاغذوں کو اسی طرح رکھ کر دراز بند کر دی۔ اور قفل لگا کر کنجیوں کا گچھا ویسے ہی سٹول پر رکھ دیا۔ کمرہ سے باہر نکلا تو اس نے اپنے دل میں اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ آتے ہی سائیس کو گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور اس پر سوار ہو کر اکیلا ہی چل نکلا۔ وہ بہت جلد برکسٹن ہل میں پہنچ گیا۔ جس کا پتہ اس نے میڈم اینجلیک کی چٹھی میں پڑھا تھا۔ اور گھوڑا ایک دیہاتی لڑکے کے حوالہ کر کے میڈم اینجلیک کی کوٹھی کا دروازہ دھپ دھپایا۔ وہ گھر پر ہی تھی۔ اسی لئے سر فریڈرک کو فوراً اس کے کمرہ میں پہنچا دیا گیا دونوں کی اس سے پہلے کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اور چونکہ سر فریڈرک نے اس خادمہ پر جس نے دروازہ کھولا۔ اپنا نام ظاہر نہ کیا تھا۔ اس لئے میڈم اینجلیک کو بالکل معلوم نہ تھا۔ کہ ملاقاتی کون ہے۔ اور کیوں آیا ہے۔ بہرحال اس نے دیکھا۔ کہ سر فریڈرک کے انداز سے سرد مہری ظاہر ہوتی تھی۔ پھر بھی اس نے بڑے اخلاص و محبت سے تعظیم کی۔ اور بیٹھنے کے لئے کہا۔

"میڈم اینجلیک" صاحب نے انداز وقار سے کہنا شروع کیا "میرا نام سر فریڈرک لینتھم ہے اور غالباً آپ اس نام سے ناواقف نہیں ہیں۔"

فرانسیسی عورت اس نام کو سنتے ہی چونک گئی۔ اس کے خطاوار ضمیر نے فوراً یہ گمان پیدا کیا کہ جو روپیہ شیڈ بولٹ سے مل کر لیڈی انسٹیشیا سے وصول کرنے کے بعد ہم نے آپس میں تقسیم کیا تھا اس کی خبر ضرور اس کے شوہر کو ہو گئی ہے۔

سر فریڈرک نے میڈم اینجلیک کی بدلی ہوئی حالت دیکھی تو کہا "میڈم اس بات کا انحصار

کہ آپ کو میری طرف سے کوئی اندیشہ ہے یا نہیں۔ خود آپکے جواب پر ہوگا۔ اگر آپ نے میرے سوالوں کا سچی اور ایمانداری سے جواب دیا۔ تو پھر اطمینان رکھئے آپکے لئے کسی طرح کا خطرہ نہیں۔ لیکن اگر آپ نے کوئی بات چھپانے یا کسی سوال کو ٹالنے کی کوشش کی۔ تو میں وہ تدبیریں عمل میں لاؤنگا جن کے لئے آپ کو ہمیشہ افسوس کرنا پڑے گا۔"

بدنصیب عورت ان الفاظ کو سن کر سناٹے میں آگئی۔ دل ہی دل میں اس نے اپنے آپ کو سخت ملامت کی۔ کہ سابقہ خطروں سے بچنے کے بعد میں نے ناحق اس موئے شیڈبولٹ کی تحریک سے اپنی سلامتی کو پھر خطرہ میں ڈالنا منظور کیا۔ اس ایک لمحہ کے عرصہ میں اس نے اپنے دل میں شیڈبولٹ کو ہزاروں گالیاں دیں جس کی بدولت بیٹھے بیٹھے یہ نئی مشکل پیدا ہوگئی تھی۔ تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد یکایک گھبرا کر کہنے لگی۔ "سر فریڈرک ... آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں ان اشاروں کا مطلب بالکل نہیں سمجھی۔"

"سنئے۔ میں سمجھاتا ہوں۔" سر فریڈرک لیتھم نے فرانسیسی عورت کی طرف نظر تجسس سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میری بیگم لیڈی انسٹیشیا لیتھم نے حال ہی آپ کے آدمی شیڈبولٹ کی معرفت پانچ چھ سو پونڈ کی رقم آپ کو ادا کی تھی۔ مجھے اس بارہ میں سارے حالات معلوم ہو چکے ہیں۔ اس لئے شائد اس چٹھی کا ذکر لاحاصل ہوگا جس میں آپنے یہ مطالبہ کیا تھا"

میڈم ایجلیک سر فریڈرک کی نگاہ سرد کی تاب مقابلہ نہ لاکر کانپ گئی۔ اور بولی "اگر آپ نے ان روپیوں کے لئے ہی تکلیف کی ہے۔ تو میں وہ سب آپ کو واپس دینے کے لئے تیار ہوں"

"نہیں میں آپ سے روپیہ مانگنے نہیں آیا۔" سر فریڈرک نے تمکنت سے جواب دیا۔ "رقم بذاتہ اتنی بے حقیقت ہے۔ کہ میں اسکی ذرا پروا نہیں کرتا۔ دنیا جانتی ہے کہ سر فریڈرک لیتھم کی دولت کے سمندر میں پانچ چھ سو پونڈ کی رقم قطرہ ناچیز سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ مگر جو بات میں پوچھنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ یہ روپیہ کیا واقعی لیڈی انسٹیشیا کے ذمہ آتا تھا۔ یا آپ نے بے وجہ اسے اسکی ادائیگی پر مجبور کیا؟"

"صاحب آپ سے کیا پردہ ہوگا" میڈم ایجلیک نے مضطرب ہوکر جواب دیا۔ "جب آپ سبھی حالات جانتے ہیں۔ تو میں کیسے انکار کروں؟ خیر جو ہوگیا اس سے درگذر فرمائیے۔ اور یہ کہئے کہ آپ کیا حکم دینا چاہتے ہیں؟ میں اپنی خطا کے لئے بہت نادم اور سچے دل سے معافی چاہتی ہوں" یہ کہتے ہوئے وہ سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔

"میں فقط یہ جاننا چاہتا ہوں"، سر فریڈرک نے لہجہ استقلال میں کہا۔ کہ وہ کونسا اثر تھا جس کی مدد سے آپ نے میری بیگم کو اس رقم کی ادائیگی پر مجبور کیا ؟ میڈم اینجلیک اگر آپ سارا حال سچ سچ کہہ دیں تو سمجھو میں نہ صرف آپ کی خطا کو نظر انداز کر دوں گا۔ بلکہ میرا وعدہ ہے کہ آپ کی مہیا کردہ واقفیت کے سلسلہ میں خود آپ کو کسی طرح کا گزند نہ پہنچے گا۔ کیونکہ آپ کے حالات مجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ کہئے تو یاد دہانی کے لئے کہہ دوں۔ کہ آپ کے کارخانہ میں پارچہ فروشی کے علاوہ ..."

"اوہ۔ سر فریڈرک" میڈم اینجلیک نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "اگر میں نے سب حالات ظاہر کر دیئے تو بیچاری انسٹیشیا کا کیا ہوگا!

مہاجن ان الفاظ کو سن کر کانپ اٹھا۔ کیونکہ ان کا مطلب کافی طور پر واضح تھا۔ لیکن پھر بھی ظاہری سکون برقرار رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "آپ نے ان چند الفاظ میں بھی بہت کچھ کہہ دیا ہے مگر میں پوری تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔ اگر اپنی سلامتی منظور ہے۔ تو لیڈی انسٹیشیا کی فکر جانے دیجیے اور مہربانی سے جلدی کیجیے۔ کیونکہ میں اس لفظی تکرار سے عاجز آ چکا ہوں"

"صاحب میں سارا حال کہہ دیتی ہوں" میڈم اینجلیک نے کانپتے ہوئے جواب دیا "لیڈی انسٹیشیا ... ہائے افسوس آپ مجھے اس بیان پر مجبور کر رہے ہیں ... لیڈی انسٹیشیا میری دوکان پر عموماً خفیہ طور سے آیا کرتی تھی ..."

"کسی آشنا سے ملنے ؟" مہاجن نے خوفناک بولی آواز سے پوچھا۔

"سر فریڈرک اس تفصیل میں کیا رکھا ہے۔ عورتیں آخر عورتیں ہوتی ہیں ..." میڈم اینجلیک نے بات ٹالنے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔

"میڈم بیوقوف نہ بنو" مہاجن نے سختی سے کہا۔ "معلوم ہو گیا۔ کہ انسٹیشیا تمہاری دوکان پر ایک آشنا سے ملا کرتی تھی۔ اب بتاؤ اس بات کو کتنی مدت ہوئی ؟"

"اس طرح کا پہلا واقعہ شاید کوئی دو تین سال گذرے جب پیش آیا تھا ... ہاں میرا خیال ہے اس بات کو تین سال ہو گئے ہوں گے ..."

"اُف! کیا شادی سے پہلے ہی بدچلن تھی !" تاجر نے اپنے دل سے کہا۔ پھر میڈم اینجلیک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "تمہاری رائے میں ایسی ملاقاتیں کے بار ہوئی ہوں گی ؟ ..."

"جی زیادہ نہیں۔ بہت کم بہت کم" میڈم اینجلیک نے اس ذریعہ سے گناہ کی عظمت کم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

گذشتہ دو سال کے عرصہ میں ایسی ملاقاتیں کتنی مرتبہ ہوئیں ؟" تاجر نے یہ جاننے کے لئے پوچھا کہ لیڈی الستیشیا کیا شادی کے بعد بھی گناہ کرتی رہی ہے۔

"سر فریڈرک آپ سے پردہ نہ ہو سکے گا۔" فرانسیسی عورت نے جواب دیا۔ "بے شک اس عرصہ میں بھی تین چار ایسی ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ لیکن ان کو آخری بار ملے قریباً ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ فی الحقیقت گذشتہ بارہ ماہ کے عرصہ میں میرا کبھی لیڈی الستیشیا سے ملنا نہیں ہوا کسی وجہ سے انہوں نے یکایک میرے ہاں آنا بند کر دیا۔۔۔"

"اچھا یہ تو ہوا۔ اب بتاؤ کہ الستیشیا کا یہ ناجائز تعلق کس جوان سے تھا؟" مہاجن نے بدستور پر سکون لہجہ میں دریافت کیا۔ "کیوں مگر اس کا چاہنے والا ایک تھا یا زیادہ ؟" یہ آخری الفاظ اس نے نہایت تلخ لہجہ میں کہے۔

"نہ صاحب فقط ایک۔ اس کا میں آپ کو اچھی طرح یقین دلاتی ہوں"۔ میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "لیکن افسوس مجھے اس کا نام یاد نہیں۔ بلکہ جہاں تک میرا خیال ہے میں نے کبھی اس کی صورت بھی نہیں دیکھی۔۔۔"

"شاید اس لئے کہ وہ تمہارے ہمسایہ ایم برٹن کی دوکان میں ہو کر آیا کرتا تھا؟" یہ کہتے ہوئے سر فریڈرک لیسٹر کے لہجہ کی تلخی اور بڑھی۔

"آہ کیا ممکن ہے آپ نے بھی کسی زمانہ میں غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا تھا ؟" میڈم اینجلیک نے بگڑی ہوئی بات کو بنانے کی بے سود کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"کون میں ؟ ہرگز نہیں!" اور یہ کہتے ہوئے مہاجن نے اپنے سر کو انداز نخوت سے انکاری حرکت دی۔

"معاف کیجئے معاف کیجئے۔ میری زبان سے بے جا کلمہ نکل گیا"۔ میڈم اینجلیک نے فوراً نرم ہو کر کہا "چونکہ آپ سارے حالات سے واقف معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نے سمجھا شاید کبھی آپ کو بھی میرے ہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے۔ بہرحال میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ حقیقت میں میری اس دوکان پر شہر کے سب بڑے بڑے آدمیوں کا آنا رہتا تھا۔۔۔"

"اور عورتوں کا بھی"۔ مہاجن نے خشک و تلخ لہجہ میں کہا۔ "لیکن خیر جو کچھ میں جاننا چاہتا ہوں یہ ہے۔ کیا تم اس بارہ میں کوئی واقفیت بہم نہ پہنچا سکو گی۔ کہ الستیشیا کا ناجائز تعلق کس مرد سے تھا؟ ایک خطاوار عورت کے شوہر کی حیثیت میں میں یہ جاننے کے لئے سخت بیقرار

ہوں۔ کہ وہ کون بدمعاش تھا جس نے میری بی بی کا شیشۂ عصمت توڑا۔ جس نے میرے خاندان کو بٹہ لگایا۔ اور جس نے میری راحت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔۔ مگر نہیں۔ یہ آخری فقرہ محض عادت جوش میں منہ سے نکل گیا۔ ورنہ میری راحت وہ متاع ارزاں نہیں ہے جسے کوئی بے اصول بدمعاش یا بدکردار عورت اپنی حرکات سے تباہ کر سکے۔"

"صاحب میں واقعی مجبور ہوں" میڈم ایجلیک نے جواب دیا۔ "اگر اس بارہ میں کچھ بھی حالات معلوم ہوتے تو یقین فرمائیے میں انہیں ہرگز نہ چھپاتی۔ اس سے مجھے عملی طور پر کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا فی الحقیقت مجھے اس آدمی سے ملنے کا بہت ہی کم اتفاق ہوا۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہوتا تھا۔ کہ کوئی خاتون کسی مرد سے میرے مکان پر ملنا چاہتی ہے۔ اس کے بعد سارا انتظام نوکروں کی معرفت مکمل کر دیا جاتا تھا۔۔"

"بالغرض میں ایم برٹن سے ملکر اس سے سوالات پوچھیں تو کیا کچھ حال معلوم ہو سکے گا؟" سر فریڈرک ہیتھم نے پوچھا۔

"کچھ نہیں" میڈم ایجلیک نے جواب دیا۔ "ایم۔ برٹن کو کبھی یہ جاننے کا موقعہ نہ دیا جاتا تھا۔ کہ کس عورت کو کس مرد سے ملنا ہے۔ داخلہ کے لئے اتنا ہی اطمینان کرنا کافی ہوتا تھا۔ کہ آنے والا کسی بری نیت سے تو نہیں جاتا۔۔"

"میں سمجھ گیا" سر فریڈرک نے قطع کلام کرکے کہا۔ "اب میری گنہگار بی بی کے آشنا کا نام معلوم کرنا گویا کسی طرح ممکن نہیں ہے؟"

"کم از کم مجھے کوئی صورت ایسی نظر نہیں آتی۔ جو آپ سے عرض کروں" میڈم ایجلیک نے جواب دیا۔ "مگر سر فریڈرک میں التجا کرتی ہوں۔۔ میری درخواست منظور فرمائیے۔ اور بیگم صاحب سے سختی کا سلوک نہ کیجئے۔ ہوا چلتی ہے تو کوئی پتہ نہیں ہلتا۔ اسی طرح جوانی میں۔۔۔"

"بس میڈم۔ خاموش!" مہاجن نے کڑی نظروں سے دیکھ کر کہا۔ "میں اس جگہ تمہاری نصیحتیں سننے نہیں آیا تھا۔ حالات بیان کرنا تمہارا کام تھا۔ عمل کرنا میرا کام ہے۔ اب جیسا مناسب سمجھوں گا۔ کروں گا۔ ہاں تم سے میں نے جو وعدہ کیا تھا۔ اس کا اب بھی پابند ہوں۔ یعنی ان حالات سے واقف ہونے کے عوض میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ کروں گا۔ مگر اس کی میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں۔ ان کی نسبت تمہیں بالکل خاموش رہنا چاہئے۔ ممکن ہے اس سلسلہ میں تم سے پھر ملنے کی حاجت ہو۔۔۔"

"مکان آپ کا ہے جس وقت جی چاہے تشریف لائیے" میڈم اینجلیک نے اخلاق مجسم بن کر کہا۔ "اور وہ چھوٹی سی رقم بھی جو شیڈ ہولٹ نے وصول کی تھی . . . "

"ہنے دو۔ اسے اپنے پاس رہنے دو" مہاجن نے نفرت سے کہا۔ اور وہ ٹوپی ہاتھ میں لیکر تیز چلتا اس پرتکلف کمرے سے رخصت ہوا۔

مگر جس انداز سے وہ باہر نکلا۔ جس اطمینان سے گھوڑے پر سوار ہوا اور جس طریقہ پر اس نے جیب سے ایک شلنگ نکال کر اس غریب لڑکے کو انعام دیا جو گھوڑے کو پکڑے کھڑا تھا۔ اسے دیکھکر کوئی شخص ہرگز اس بات کا اندازہ نہ کر سکتا۔ کہ اس کے خیالات اس وقت کتنے پریشان اور اس کا دل کس قدر بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ میڈم اینجلیک کے سامنے اس نے فخریہ کہا تھا۔ کہ میری بی بی کی خطا یا اس کے آشنا کی کوئی سیاہ کاری میرے دل پر خفیف تر اثر پیدا نہیں کر سکتی ہے اور میری راحت اتنی کمزور نہیں کہ ایسی باتیں اسکو تباہ کر سکیں۔ مگر واقعہ میں یہ سب محض دکھاوا اور نمائش تھا۔ سچ پوچھئے تو سب سے زیادہ ٹھیس ایسی طبیعتوں کو ہی لگتی ہے۔ جیسی سر فریڈرک سمتھ کی تھی۔ بے عزتی کا خیال سوہان روح تھا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ جس وقت اس راز کا انکشاف ہوا تو سارے دوست آشنا نفرت سے ناک بھوں چڑھا کر یہی کہیں گے۔ "جی ہاں اس کی تو پہلے ہی امید تھی۔ جو لوگ اپنے حلقہ سے باہر شادی کرتے ہیں۔ ان کا ہمیشہ یہی حال ہوا کرتا ہے" ساتھ ہی یہ خیال رہ رہ کر دل کو پریشان کرتا تھا۔ کہ اگر اس معاملہ کو عدالت میں پیش کر کے طلاق کی کوشش کی گئی تو میڈم اینجلیک کی شہادت ضرور پیش کرنی پڑے گی۔ کیونکہ طلاق کے لیے یہ ثابت کرنا لازم ہوگا۔ کہ انسٹیشیا شادی سے پہلے ہی بدچلن ہو چکی تھی۔ اس صورت میں وہی دوست احباب سر ہلا ہلا کر آپس میں سرگوشیاں کریں گے "کیوں یار ہم نہ کہتے تھے کہ کوئی امیرزادی اس وقت تک اپنے سے ادنٰے آدمی کے ساتھ شادی پر آمادہ نہیں ہوتی۔ جب تک وہ کسی خاص وجہ سے اس کے لئے مجبور نہ ہو"

مگر سوال یہ تھا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے؟ جو کچھ آج معلوم ہوا اُسے بھول جانا دشوار تھا اور انسٹیشیا کے ساتھ اگلی سی زندگی بسر کرنا ناممکن۔ پھر کیا ان حالات کو بیگم سے چھپا کر رکھا جائے؟ نہیں قلق و اضطراب اس کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ بے شک سر فریڈرک کی طبیعت میں سکون بدرجہ اتم تھا۔ مگر ایک صدمہ ایسی ہے جس کے آگے بڑے سے بڑے متحمل مزاج آدمی کا تحمل بھی قائم نہیں رہتا۔ اپنی عمر میں پہلی بار سر فریڈرک اس کشمکش و پیچ میں پڑا کہ کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہیئے

گھوڑے پر سوار ہو کر گھر کی طرف جاتے ہوئے صدہا تجویزیں ذہن میں پیدا ہوئیں۔ مگر ان میں سے ایک بھی موثر یا کارگر نظر نہ آئی۔

گھر پہنچا تو معلوم ہوا انسٹیشیا گاڑی پر سوار ہو کر باہر گئی ہے۔ اور جاتے ہوئے کہہ گئی ہے کہ اپنے میکے ارل اور کونٹس آف فرزٹرچ کے پاس جا رہی ہوں۔ سرفریڈرک کو اس خبر سے اطمینان ہوا۔ کیونکہ بی بی کی عدم موجودگی میں یہ سوچنے کا موقعہ مل گیا۔ کہ مجھے اس معاملہ میں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ مگر دل کا اضطراب لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر اپنے کمرہ میں بیٹھا پھر معلوم ہوا کہ اسکی بند ہوا میں دم گھٹا جاتا ہے۔ اس لئے سیر کرنے باغ میں چلا گیا وہیں کھڑا تھا کہ ایک گاڑی پھاٹک کے سامنے رکی۔ سرفریڈرک نے دیکھا کہ یہ مہارانی اندرا کی گاڑی تھی۔ مگر اس وقت خود مہارانی اس میں سوار نہ تھی۔ مسٹر ریڈکلف۔ کرسچن اور کرسٹینا یہ تینوں اس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بہن بھائی محض اس جلسہ دعوت کے بعد جس میں انہیں مدعو کیا گیا تھا۔ سلام کرنے آئے تھے۔ اور مسٹر ریڈکلف اس خیال سے ان کے ساتھ چلا آیا۔ کہ گو اسکو شریک دعوت ہونے کا موقعہ نہ ملا تھا۔ تاہم مدعو اس کو بھی کیا گیا تھا۔ علاوہ بریں اس کو معلوم تھا۔ کہ اس عالی نسب خاتون کے روپیہ پیسہ کا حساب جس سے وہ زمانہ آئندہ میں شادی کی امید رکھتا تھا۔ سرفریڈرک ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس لحاظ سے بھی وہ اس سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔

باب ۱۲۶۔

پریشانی

اپنی عمر میں پہلی بار سرفریڈرک لیسٹھم اس ناگوار ذہنی حالت میں تھا۔ جب مہمانوں کی آمد باعث مسرت ہونے کی بجائے موجب زحمت ہوا کرتی ہے۔ مگر مہمانوں نے گاڑی سے اترتے ہی اسکو دیکھ لیا تھا۔ اس لئے عدم حاضری کا بہانہ باقی نہ رہا۔ ناچار ان کی تقدیم کرنی ہی پڑی۔

سرفریڈرک نے انتہائی ذہنی اضطراب کے باوجود اب تک ظاہری سکون اس خوبی سے قائم رکھا تھا۔ کہ اس کی صورت سے دل کا حال معلوم کرنا ممکن نہ تھا۔ رسمی گفتگو کے بعد کرسچن اور کرسٹینا سیر باغ میں مشغول ہوئے۔ اور یہ مسٹر ریڈکلف سے گفتگو کرنے لگا۔ بہن بھائی جانتے تھے کہ مسٹر

ریڈکلف کو ایک اہم معاملہ پر علیحدگی میں گفتگو کرنا ہے۔ اس لئے قصداً ایک طرف کو ٹل گئے۔
ان کے تھوڑی دور جاتے پر مسٹر ریڈکلف نے کہا۔ "مسٹر فریڈرک۔ پرسوں رات ایک
ایسا واقعہ ظہور میں آیا جس کی اطلاع آپ کو دینا میرا فرض تھا۔ ایک خطرناک آدمی شہر کے
غیر آباد حصوں میں چھپا پھرتا اور سنگین وارداتیں کر رہا ہے۔ آپ کو لازم ہے۔ اس کی طرف سے
محتاط رہیں ..."

"کیا کوئی چور ڈاکو یا رہزن ہے؟" مہاجن نے پوچھا۔

"ہاں کچھ اسی قماش کا آدمی معلوم ہوتا ہے" مسٹر ریڈکلف نے جواب دیا۔ "پرسوں رات
مسٹر اور مس ایشٹن آپ کے مکان سے واپس جا رہے تھے۔ تو رستہ میں ایک بدمعاش نے جو
اہل جہاز کی طرز کے کپڑے پہنے ہوا تھا۔ ان کی گاڑی روک لی۔ اور سینہ زوری پر آمادہ ہوا
جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے۔ وہ کوئی خلاصی و لاسی نہیں بلکہ اسی ملک کا کوئی بدمعاش ہے
جس نے یہ بہروپ بنا رکھا ہے۔ کرسچن نے اس شخص کو بڑی بہادری سے پکڑ لیا۔ اور دونوں میں
جد و جہد ہو رہی تھی۔ کہ آپ کے رشتہ دار لارڈ رشبروک کی گاڑی بھی موقعہ پر پہنچ گئی۔ انہوں
نے کرسچن کی مدد کرتے ہوئے اس شخص کو پکڑ لیا۔ مگر وہ بدمعاش فوراً ایک ایسے طریقہ پر چھیٹ
کر بھاگ گیا جس سے میرے دوست کے دل میں کئی طرح کے وسوسے پیدا ہو گئے۔ اس وقت معلوم
ہوا کہ پہلی رات اس شخص نے لارڈ رشبروک کو بھی روکا تھا۔ گو یہ بات کہ اس نے ممدوح کا
روپیہ چھینا یا چھیننے کی کوشش کی۔ صحیح طور پر اس لئے معلوم نہ ہو سکی کہ وہ اس بارہ میں سب
حالات بیان کرنا خلاف شان سمجھتے ہیں۔ بہرحال میرے دوست کرسچن ایشٹن کا خیال ہے۔ کہ
ان کا سائیس اس معاملہ میں زیادہ مفصل حالات بیان کر سکتا ہے۔ پرسوں رات کے جس واقعہ
کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اس موقعہ پر وائیکونٹ نے ایشٹن سے منت کہا تھا۔ کہ اس واقعہ کا ذکر
ٹیوڈر ہوس میں کسی سے نہ کیا جائے۔ اور بعض دلیلیں پیش کر کے اسے رضامند بھی کر لیا۔ شاید
وہ اپنے کئے ہوئے وعدہ کے مطابق خاموش ہی رہتا۔ مگر کل شام اسی بدمعاش نے مس ایشٹن
کو گھیر لیا۔ خوش قسمتی سے فوراً امداد مل گئی۔ اور وہ بھاگ گیا۔ اس تازہ واقعہ کا حال سن کر میں نے
خیال کیا کہ ان وارداتوں کی نسبت چپ رہنا مصلحت اور انصاف سے بعید ہوگا۔ بے شک
مسٹر ایشٹن نے لارڈ رشبروک سے خاموشی کا وعدہ کیا تھا۔ مگر موجودہ حالات میں اس وعدہ کو
توڑ کر آپ کو خبردار کرنا ضروری معلوم ہوا۔ کیونکہ ساری وارداتیں آپ کی کوٹھی کے آس پاس

ہی ہوئی ہیں۔ رہا یہ سوال کہ ان حالات کو لیڈی انسٹیشیا کی نظروں میں بھی لایا جائے یا نہیں اس کا فیصلہ آپ پر ہے۔ جیسا مناسب ہو کیجئے گا۔"

سر فریڈرک جو ان حالات کو غیر معمولی دلچسپی سے سنتا رہا تھا۔ لیڈی انسٹیشیا کا ذکر آتے پر دکھی ہو کر بولا "خیر لیڈی انسٹیشیا کو خبردار کرنے نہ کرنے کے متعلق میں بعد میں غور کروں گا۔ مگر آپ نے بڑا احسان کیا کہ مجھے اس شخص سے مطلع کر دیا۔ رشبروک سے میں کل بھی ملا تھا۔ مگر اس نے اس بارہ میں ایک لفظ تک نہیں کہا۔۔ حیرت ہے کہ اس نے اور مسٹر ایشٹن نے اسکو پکڑ کر پھر ہاتھ سے نکل جانے دیا۔"

"میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اس کا فرار بعض عجیب حالات میں پیش آیا تھا" مسٹر ریڈکلف نے جواب دیا "معلوم ہوا ہے کہ یہ دونو اس شخص کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے۔ کہ یکا یک اس بدمعاش نے وائیکونٹ کی طرف گھور کر دیکھا۔ اور کہا "کیوں دوست اس تجوری اور کیش بکس کا کیا ہوا؟ بس اسقدر سننا تھا۔ کہ وائیکونٹ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ ان کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی بدمعاش نے زور سے جھٹکا دے کر اپنا دامن کریچن سے بھی چھڑا لیا۔ اور بھاگ گیا۔"

سر فریڈرک بیتھم نے اس بیان کے آخری حصہ کو نہایت حیرت کے ساتھ سنا۔ تھوڑی دیر حالت فکر میں چپ چاپ کھڑا رہا۔ پھر محسوس کیا ہو نہ ہو ان الفاظ کا ان واقعات سے جو میرے دل کو بے چین کر رہے ہیں ضرور کچھ تعلق ہے۔

"ذرا پھر کہئے وہ کیا الفاظ تھے؟" سر فریڈرک نے آخر کار پوچھا۔

"وہ الفاظ کریچن ایشٹن کو بھی اچھی طرح یاد ہیں۔ اور بس اتنے ہی تھے۔ "کیوں دوست اس تجوری اور کیش بکس کا کیا ہوا؟" اس کے بعد خدا معلوم یہ کریچن کا وہم تھا یا اصلیت۔ بہر حال وہ کہتا ہے کہ انہیں سن کر وائیکونٹ رشبروک لڑکھڑا گئے۔ اور ان کی گرفت اس طرح ڈھیلی پڑ گئی گویا ان کے ہاتھوں میں رعشہ آ گیا۔ خود وائیکونٹ کا بیان یہ ہے کہ میرے سر میں چکر آ گیا تھا۔ ایک بار کہتے تھے کہ مجھے دوران سر کا دیرینہ عارضہ ہے۔ اور کبھی یہ کہ میں کھانے میں کوئی چیز ایسی کھا گیا جس نے یکا یک سر میں چکر پیدا کر دئے۔"

ان عذرات نے سر فریڈرک بیتھم کی حیرت کو اور ترقی دی۔ رشبروک کے چال چلن کا جس قدر حال اسکو معلوم تھا۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے بے اختیار خیال آیا کہ اس سکوت و خفا میں ضرور کوئی حکمت ہوگی۔ سر فریڈرک ایسے جہاندیدہ شخص کے لئے یہ معلوم کرنا ذرا مشکل نہ تھا

کہ وہ اضطراب جو رشبروک کو یہ الفاظ سُن کر ہوا خوف پر مبنی ہوگا۔ سوئے ہضم اور دوران سر کے عذرات محض ایسے بہانے تھے جو اصلیت چھپانے کے لئے اختراع کئے گئے۔ پھر بھی سوال باقی رہ جاتا تھا۔ کہ اس روپیہ کا جو میری تجوری میں رکھے ہوئے کیش بکس سے گم ہوا ان الفاظ۔ اس خلاصی اور رشبروک کے اضطراب سے کیا تعلق ہوگا؟

"سر فریڈرک میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے نوجوان دوست کرسچن کو اس بدمعاش خلاصی کے چھوٹ جانے کا بہت رنج ہے" مسٹر ریڈکلف نے کہا۔ "خصوصاً اس لئے کہ اس شخص نے چھٹتے ہی دوسرا جو وار کیا وہ اسکی بہن کرسٹینا پر تھا۔"

"مسٹر ریڈکلف میں آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" سر فریڈرک نے کہا۔ "آج ہی نوکروں کو حکم دے دیا جائے گا۔ کہ وہ مکان کے آس پاس اچھی طرح نگرانی کریں کیونکہ ایسے خطرناک آدمی سے کوئی چیز بعید نہیں۔ کیا عجب وہ ان وارداتوں سے حوصلہ پاکر کشت وخون پر آمادہ ہوجائے۔"

اتنے میں کرسچن اور کرسٹینا باغ کا گشت کرکے واپس آگئے تھے۔ چاروں تھوڑی دیر اور گفتگو کرتے رہے۔ اس کے بعد ریڈکلف کرسچن اور کرسٹینا کو ساتھ لے کر گاڑی میں رخصت ہوا۔

ان کے چلے جانے پر سر فریڈرک باغ کی سیر کرتے ہوئے دن بھر کے واقعات پر غور کرنے لگا۔ سب سے زیادہ اسے تجوری اور کیش بکس کا واقعہ بےچین کر رہا تھا۔ یقیناً اس بدمعاش نے یہ الفاظ سرسری نہ کہے ہوں گے۔ اسی ادھیڑبن میں تھا کہ لارڈ رشبروک کی فٹن ہوا سے باتیں کرتی کوٹھی کے سامنے ٹھیری۔ وائیکونٹ جیسا اسکی عادت تھی خود آپ گھوڑوں کو چلاتا تھا۔ اور سائیس اس کے پہلو میں ادب سے بیٹھا ہوا تھا۔

"سالے بھائی کی آمد اب تیز تر ہونے لگی ہے۔" مہاجن نے اپنے دل سے کہا۔ "بمشکل کوئی دن ناغہ ہوتا ہوگا۔ کل آئے تھے۔ آج پھر تشریف لائے ہیں۔ میری عادت کو اتنا تو وہ بھی جانتے ہوں گے۔ کہ میں اتنا جلد اور زیادہ روپیہ دینے کو تیار نہیں ہو سکتا۔ رہا یہ سوال کہ آپ بہن کی محبت یا میرے دوستانہ سے مجبور ہوکر آتے ہیں۔ تو اوہ! ان باتوں کو بھی میں خوب سمجھتا ہوں۔"

واقعہ میں لارڈ رشبروک کی آمد صرف یہ دریافت کرنے کے لئے تھی کہ خلاصی کے واقعہ کا حال کسی کو معلوم ہوا ہے یا نہیں۔ سر فریڈرک نے جیسا قدرتی تھا۔ سالے کی تقدیم کی اور دونو اکٹھے بنگلہ میں داخل ہوئے۔ تھوڑی گفتگو کے بعد مہاجن کسی بہانہ سے رشبروک کو وہیں چھوڑ کر

ٹل گیا۔ اور اس کے سائیس کو ڈھونڈنے لگا۔ اب تک اس نے رشبرک سے وہ حالات بیان نہ کئے تھے جو ریڈکلف آ کر کہہ گیا تھا۔ کیونکہ معاملہ کو زیر بحث لانے سے پیشتر وہ سائیس سے معلومات حاصل کرنا ضروری سمجھتا تھا۔ یہ شخص جیسا کہ امید ہو سکتی تھی۔ اصطبل میں ملا۔ اور رہاجن نے اشارہ سے اس کو اپنے پاس بلایا۔

"وہ کیا واقعہ تھا جو اس رات ایک بدمعاش خلاصی سے پیش آیا تھا؟" سر فریڈرک نے پوچھا "میں جانتا ہوں تمہارے آقا نے اس خیال سے کہ ہم لوگ ڈر نہ جائیں، تمہیں چپ رہنے کا حکم دیا تھا۔ مگر اب کہ مجھے اس واقعہ کا علم ہو چکا ہے۔ تمہارے لئے پردہ داری کی کوئی وجہ نہیں" اور یہ کہتے ہوئے اس نے چپکے سے سائیس کے ہاتھ میں ایک گنی دے دی۔

"مالک کیا عرض کروں" نوکر نے انداز حجاب سے کہا "اب آپ اصرار کرتے ہیں۔ تو مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ دراصل اس طرح کے دو واقعات ہوئے تھے۔ ایک قریباً ایک ہفتہ پہلے اور دوسرا دعوت کی رات کو۔ آپ ان میں سے کس کا حال پوچھتے ہیں؟"

"دونوں کا" سر فریڈرک نے جواب دیا۔

"پہلی مرتبہ میرا خیال ہے کہ آقا آپ کی نفیس شراب ضرورت سے زیادہ پی گئے تھے" نوکر نے جواب دیا۔ "انہوں نے یہاں سے چلکر گھوڑوں کو سرپٹ چھوڑ دیا۔ اور تھوڑی دور جا کر ٹمٹم الٹ گئی۔ میں تو گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ اور جب ہوش میں آیا تو آقا بیٹھے زور سے چور چور پکڑو پکڑو چلا رہے تھے۔ مگر جب میں نے ان سے سارا حال پوچھا تو کہنے لگے کہ میرا کچھ بھی نقصان نہیں ہوا۔ بہرحال میرا خیال ہے کہ ڈاکو ان کی نقدی چھین کر بھاگ گیا تھا۔۔۔"

"اچھا اور دوسری مرتبہ؟" سر فریڈرک نے لہجہ اضطراب میں پوچھا۔

"دوسری مرتبہ جب ہم یہاں سے رخصت ہوئے تو رستہ میں دیکھا ایک آدمی جس نے سپید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے مسٹر اسٹیشن سے گتھم گتھا ہو رہا تھا" نوکر نے بیان کیا "یہ حالت دیکھ کر آقا بھی گاڑی سے اتر آئے۔ اور کہنے لگے "یہی وہ چور ہے جس نے ہماری نقدی چھینی تھی۔"

اس کے بعد سائیس نے خلاصی کے بھاگ جانے کا حال اسی پیرایہ میں بیان کیا جس میں مسٹر ریڈکلف نے بیان کیا تھا۔ اور آخر میں کہنے لگا "جب چوروں نے کیش بکس اور تجوری کا نام لیا۔ تو آقا کچھ بدحواس سے ہو گئے تھے۔"

"مگر یہ تجوری اور کیش بکس کا کیا قصہ تھا؟" سر فریڈرک نے پوچھا۔

"افسوس ہے کہ مجھے اس کا کچھ حال معلوم نہیں۔" سائیس نے جواب دیا۔

"خیر نہ سہی" سر فریڈرک نے لاپروائی سے کہا۔ اور پھر ایک گنی اور دے کر کہنے لگا۔ "اچھا یہ تو بتاؤ۔ آجکل میں تمہارے آقا نے روپیہ کی کوئی بڑی رقم کس کو ادا کی ہے؟ اس بارہ میں جو حالات تم کو معلوم ہوں۔ ان کو بیان کرنے میں تامل نہ کرو۔ کیونکہ تمہیں اس سے کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ نہ یہی کسی پر ظاہر کیا جائے گا۔ کہ ہماری اس معاملہ پر کسی طرح کی باتیں ہوئی تھیں۔"

"مالک روپیہ پیسہ کا حال تو مجھے کچھ معلوم نہیں۔" سائیس نے جواب دیا۔ "ہاں اتنا جانتا ہوں ... اور یہ بھی چھوٹا منہ بڑی بات معلوم ہوتی ہے کہ آقا کے خلاف بارہ تیرہ سو پونڈ کی وصولی کے لئے اجرا ہو چکا تھا۔ اور اسی لئے انہوں نے مجھے خاص طور پر ہدایت کی تھی۔ کہ اگر کبھی بفر یعنی قرق کا آدمی مکان پر آئے۔ تو اس سے کہہ دینا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں۔ اس کے بعد کل وہ گریز ان سکوئر میں مسٹر مے وکیل کے دفتر میں گئے۔ واپس آئے تو چہرہ خوشی سے تمتمایا ہوا تھا۔ جھک کر فٹن میں بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے اب ایک کیا سو بفر ہوں تو مجھے ان کی رتی بھر پروا نہیں ہے۔"

"بس کافی ہے۔" مہاجن نے کہا۔ "لیکن خبردار ان باتوں کا ذکر کسی اور سے نہ ہونے پائے۔"

سائیس حیران تھا کہ ان باتوں کا مطلب کیا ہو گا۔ بہر حال اس کو ذرا سی دیر میں دو گنیاں مل گئے اور یہ امر کچھ کم باعث اطمینان نہ تھا۔ سر فریڈرک نے اس سے جدا ہو کر گھڑی دیکھی تو ۳ بجے تھے۔ اس نے گاڑی تیار کرنے کا حکم دیا۔ پھر کمرہ نشست میں جا کر لارڈ رشبروک سے کہنے لگا "معاف کیجئے میں ایک ضروری کام کے لئے جا رہا ہوں۔ شہر سے ایک آدمی بلانے آیا ہے۔"

"تو بندہ بھی رخصت ہوتا ہے۔" وائیکونٹ نے زندہ دلی سے کہا۔ "آئیے میری ہی فٹن پر سوار ہو جائیے!"

"میں اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں" مہاجن نے جواب دیا۔ "مگر چونکہ اپنی جان کو آپ سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ اس لئے اس قسم کی سواری سے بہت ڈرتا ہوں جس میں ہر قدم پر گردن ٹوٹنے کا اندیشہ ہو۔"

گاڑی میں بیٹھ کر لندن کی طرف جاتے ہوئے سر فریڈرک کے خیالات ان حالات کی طرف لگے ہوئے تھے۔ جو لارڈ رشبروک کے سائیس کی زبانی معلوم ہوئے تھے۔ وہ رہ رہ کر سوچتا تھا۔ کہ مزید روشنی کس طرح حاصل کر سکوں گا۔ آدمی بڑا دور اندیش۔ عاقبت بین اور تجارتی معاملات کا ماہر تھا

اور اس لحاظ سے خفیف ترین سراغ کی مدد سے بہت کچھ معلوم کر سکتا تھا۔ پھر بھی موجودہ صورت میں ان اسرار کا کوئی حل نظر آتا تھا۔ تھوڑی دیر میں گاڑی گریز ان سکوئر میں مسٹر مے وکیل کے دفتر کے سامنے ٹھیری۔ اور وہ چونکہ فارغ تھا۔ اس لئے فوراً ملاقات ہو گئی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ناواقف تھے۔ مگر سر فریڈرک کا نام سنتے ہی وکیل کا لہجہ مودبانہ ہو گیا۔

"مسٹر مے!" سر فریڈرک لیتھم نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میں آپ سے تین چار باتیں ایسی پوچھنا چاہتا ہوں جو بظاہر عجیب معلوم ہوں گی۔ لیکن ازراہ کرم ان کے جواب سے انکار نہ فرمائیے نہ ان کی وجہ سے میرے خسر لورڈ وائیکونٹ رشبرک کی نسبت جن کے متعلق وہ سوالات ہیں۔ کوئی غلط رائے قائم کرنے میں جلدی کیجئے۔"

"آہ! میں سمجھ گیا" مسٹر مے نے اس انداز سے کہا۔ گویا وہ لارڈ رشبرک کے حالات سے اچھی طرح واقف ہے۔

"معلوم ہوتا ہے آپ وائیکونٹ کو پہچانتے ہیں" سر فریڈرک نے کہا۔ "اور غالباً ان سے آپکے کاروباری تعلقات بھی ہیں۔"

"معاف کیجئے میں ابھی تک ان کا قانونی مشیر ہونے کا اعزاز حاصل نہیں کر سکا۔" مسٹر مے نے جلدی سے کہا۔

"میرا بھی یہ مطلب نہ تھا" سر فریڈرک نے جواب دیا۔ "بہرحال کسی معاملہ میں ان سے آپ کا واسطہ ضرور پڑا تھا۔ یعنی ان کے حق میں نہیں تو خلاف۔ کیا یہ ٹھیک ہے کہ وہ کل آپ سے ملنے آئے تھے...؟"

"جی ہاں ایک چھوٹے سے معاملہ کے تصفیہ کے لئے بے تاب تشریف لائے تھے۔" وکیل نے کہا۔ "یا کیوں نہ صاف عرض کر دیا جائے۔ دراصل ان کے خلاف تیرہ سو پونڈ کے لئے ڈگری اجرا ہو چکی تھی۔ وہ اس رقم کی ادائیگی کے لئے میرے پاس آئے تھے۔"

"آپ نے بالکل صحیح فرمایا" مہاجن نے تسلیم کیا۔ "مگر اب میں ایک ایسا سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ جو نہایت عجیب معلوم ہوگا۔ کیا آپ نے ان نوٹوں کے نمبر کسی کاپی یا کتاب میں لکھ لئے تھے جو لارڈ رشبرک نے اس موقعہ پر ادا کئے؟"

"جی ہاں لکھ لئے تھے" وکیل نے جواب دیا۔ "بات یہ ہے کہ میں نے وہ روپیہ فوراً بنک میں بھیج دیا تھا۔ اور میرا قاعدہ ہے کہ جو روپیہ اپنے محرر کی معرفت بنک بھیجتا ہوں۔ اس میں سے

نوٹوں کا نمبر ضرور لکھ لیا کرتا ہوں ۔"

"اگر خاطر نہ ہو تو میں ان نمبروں کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں ۔" سر فریڈرک نے کہا ۔

وکیل کو اس درخواست پر حیرت ضرور ہوئی ۔ بہر حال اس نے فہرست پیش کر دی اور مہاجن نے ان نمبروں کا مقابلہ ایک یادداشت سے کیا جسے اس نے اپنی جیب سے نکال لیا تھا ۔ معلوم ہوا دونوں کے نمبر ملتے ہیں ۔ بہر حال سر فریڈرک نے اس اہم دریافت کے بعد بھی خوشی کا کوئی اثر چہرہ پر ظاہر نہیں ہونے دیا جس سے وکیل کو اس کے دل کا حال معلوم ہو سکتا ۔

"صاحب میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔" مہاجن نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا ۔ "اتنی درخواست اور ہے کہ مہربانی سے اس گفتگو کو خفیہ رکھیے گا ۔"

"بہت اچھا میں کسی سے اس کا ذکر نہ کروں گا ۔" وکیل نے جواب دیا ۔ "بہر حال میں امید کرتا ہوں ۔ کوئی ایسی بات جو ناگوار ہو . . ."

"بالکل نہیں ۔ بالکل نہیں" سر فریڈرک نے قطع کلام کر کے کہا ۔ "ان نوٹوں کے نمبر معلوم کرنے میں خود لارڈ رشبروک کا فائدہ مد نظر تھا ۔ اس لئے آپ کسی طرح کی فکر نہ کریں ۔"

اس کے بعد سر فریڈرک وہاں سے رخصت ہوا ۔ اور گاڑی میں بیٹھ کر ہیمپل کو واپس چلنے کا حکم دیا ۔ ایک اہم بات جو اس نے یہاں آ کر معلوم کی یہ تھی کہ کیش بکس کے گم شدہ نوٹوں کا بڑا حصہ لارڈ رشبروک کے ہاتھوں تک پہنچ چکا تھا ۔

"اس سے معلوم ہوتا ہے ۔ انسٹیشیا نے بھائی کی خاطر اپنے شوہر کا روپیہ چرانے سے دریغ نہیں کیا ۔" اس نے اپنے دل سے کہا ۔ "مگر ایک بات جو اب بھی میری سمجھ میں نہیں آئی یہ ہے کہ اس بڑی خادمہ نے تجوری اور کیش بکس کا کیا اشارہ کیا تھا ؟ یہ راز عجیب ہے ۔ مگر میں اسے حل کئے بغیر چین نہ لوں گا ۔"

رستہ بھر وہ اسی فکر میں رہا کہ گھر پہنچ کر بیگم سے کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے ۔ اس نے صدہا تجویزیں سوچیں مگر طبیعت کسی ایک پر نہ جم سکی ۔ ہیمپل ہال میں پہنچا تو نوکر نے انسٹیشیا کا ایک خط پیش کیا ۔ جس میں لکھا تھا ۔ کہ ماں کی طبیعت دفعتاً ناساز ہونے سے میں آج رات واپس نہ آ سکوں گی

خط کا مضمون پڑھ کر سر فریڈرک کو گونہ اطمینان ہوا ۔ اس نے سوچا اس وقفہ میں اپنی تجویزوں کو اور اچھی طرح سوچ سکوں گا ۔ رات کا کھانا اس نے اکیلے ہی کھایا ۔ اس کے بعد چاندنی رات میں سیر کرنے کے لئے نکلا ۔

باغ کا گشت کرتے ہوئے اس نے ان سب باتوں پر جو شام کو میڈم اینجلیک سے معلوم ہوئی تھیں ایک ایک کر کے غور کیا۔ وہم میں ترقی کا مادہ زبردست ہے۔ اس ادھیڑ بن میں سوچا کہ میں نے فرانسیسی عورت سے اس مرد کی نسبت جو خفیہ طور پر انسٹیٹیا سے ملتا تھا۔ سوالات پوچھنے میں پوری تحقیق سے کام نہیں لیا۔ کئی ایک سوال اور بھی جو مجھے اس سے پوچھنے لازم تھے۔ اس خیال نے رفتہ رفتہ یہاں تک ترقی کی کہ وہ ایک بار پھر میڈم اینجلیک کی کوٹھی پر جانے کو آمادہ ہو گیا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ سر فریڈرک فطرتاً محتاط اور دور اندیش تھا۔ اور کوئی کام جلدی میں کرنا نہیں چاہتا تھا پس انکشاف راز سے پہلے وہ حتے الامکان مفصل حالات جمع کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے گھوڑا کسوایا۔ اور چونکہ لیمپ ہل اور برکسٹن کی درمیانی سڑک ویران اور غیر آباد ہے۔ نیز خلاصی رہزن کا خوف بھی دامنگیر تھا۔ اس لئے اب کی مرتبہ اس نے احتیاطاً سائیس کو اپنے ساتھ لے لیا۔

چاندنی رات میں ساڑھے تین میل کا فاصلہ جلدی طے ہو گیا۔ لیکن سر فریڈرک چونکہ سائیس کو اپنے ساتھ میڈم اینجلیک کی کوٹھی تک لے جانا نہ چاہتا تھا۔ اس لئے اسکو ایک سرائے میں ٹھیرا کر پیدل ہی اس طرف روانہ ہوا۔ سرائے سے کوٹھی کا فاصلہ بہت کم تھا۔ مگر وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ کمروں میں روشنی نہیں ہے۔ چونکہ ابھی رات کے ساڑھے نو بجے تھے۔ اس لئے یہ تو غیر ممکن تھا کہ مکین سو گئے ہوں۔ پس خیال آیا شاید میڈم اینجلیک کہیں باہر گئی ہوئی ہے پھر بھی احتیاطاً اس نے صدر دروازہ پر دستک دی مگر اس کا ہاتھ ابھی دروازہ پر تھا کہ اندر سے پے در پے چیخوں کی آواز سنائی دی جس نے سر فریڈرک کو حیرت زدہ کر دیا۔

اس روز دیہات میں تھوڑے فاصلہ پر ایک میلہ تھا اور میڈم اینجلیک کی باورچن اور دونوں نوکر چھٹی لے کر وہاں گئے ہوئے تھے۔ گویا اس وقت گھر میں فقط میڈم اینجلیک یا وہ حسین خادمہ رہ گئی تھی جس کا ذکر ایک دو بار پیشتر آ چکا ہے۔ سات بجے کے قریب جب نوکر شام کے کھانے سے فارغ ہو کر میلہ دیکھنے چلے گئے۔ تو وہی حسین خادمہ باغ سے گذر کر سڑک پر ہوتی ہوئی ڈاکخانہ میں خط ڈالنے گئی۔ فاصلہ کم تھا اور وہ چند منٹ کے عرصہ میں واپس بھی آ گئی۔ مگر ایک سیاہ کار بدمعاش کو جو بہت دیر سے گھات میں تھا۔ مکان میں گھسنے کا موقعہ مل گیا۔

یہ شخص بجز کرکے سوا کوئی اور نہ تھا جس نے اب تک وہی خلاصیوں کی پوشاک پہن رکھی

تھی۔ اس نے دونو نوکروں کو میلہ کی طرف جاتے دیکھ لیا تھا۔ اور چونکہ اسے معلوم تھا میڈم اینجلیک تنہا اور خوبصورت ہے۔ اس لیے مردوں کی عدم موجودگی میں اس کے زرومال پر ہاتھ صاف کرنے کا اچھا موقعہ سمجھا۔ جس وقت کوٹھی میں داخل ہونے کی فکر کر رہا تھا تو نوکرانی چٹھیاں ہاتھ میں لیے باغ سے گذرتی نظر آئی۔ اس سے آنکھ بچا کر وہ جھٹ اندر گھس گیا۔ باورچی خانہ خالی تھا۔ اس سے گذر کر ہال کی طرف روانہ ہوا۔ ایک جانب نشست گاہ کا دروازہ کھلا تھا۔ اندر نظر ڈالی تو میڈم اینجلیک میز کے پاس ایک صوفے پر اونگھ رہی تھی۔ میز پر نفیس شراب کی بوتلیں اور لذیذ موسمی میوے چنے ہوئے تھے۔ معلوم ہوتا تھا ان سے شکم سیر ہو کر حالت سرور میں ہے۔ کمرہ میں لمپ کی روشنی نہ تھی۔ مگر کھڑکی سے اتنا اجالا ہو رہا تھا جس میں فرانسیسی عورت کی حالت خواب کا اندازہ کرنا بہر کیف تیز نظر آدمی کے لئے دشوار تھا۔ یہاں سے چل کر وہ زینہ کی راہ سے اوپر چڑھا۔ اور ایک کمرہ میں داخل ہوا جو بظاہر میڈم اینجلیک کی خوابگاہ کا کام دیتا تھا۔ یہاں کھڑا ہو کر ایک دو منٹ کچھ سوچتا رہا۔ دو طرح کے خیالات پیش نظر تھے۔ کبھی کہتا کر سب کمروں میں پھر کر جو ملتا ہے۔ اڑا لے جاتیں۔ اور کبھی یہ سوچتا کہ اس پلنگڑی کے نیچے چھپ جاؤں اور آدھی رات کے سناٹے میں میڈم اینجلیک کے سامنے کھڑا ہو کر ڈرا دھمکی سے جو کچھ مل سکے حاصل کروں۔ اسی ادھیڑبن میں تھا کہ یکایک دروازہ کے بند ہونے اور کسی کے زینہ پر چڑھنے کی آواز نے چونکا دیا۔ سوچا وہی خادمہ جو خط لئے جا رہی تھی۔ اپنی مالکہ کا بستر بچھانے آ رہی ہے۔ اب خطر نہیں۔ عمل کا وقت تھا جھٹ چارپائی کے نیچے چھپ گیا۔ خادمہ نے اندر آ کر بستر کو ٹھیک ٹھاک کیا۔ بعض چیزیں قرینہ سے رکھیں کچھ سوچا رہا کسی کو پوچھا اور اس عرصہ میں دل بہلانے کے لئے برابر کچھ گنگناتی رہی۔ اسے کیا خبر کہ ایک سیاہ قلب موذی دو قدم کے فاصلہ پر پلنگ کے نیچے اس گھات میں ہے کہ اگر کسی نے دیکھ لیا تو فوراً گردن دبا دوں گا۔ اسے جین کی خوش نصیبی سمجھنا چاہیے کہ اس نے پلنگ کے نیچے نظر ڈالنے کی پروا نہیں کی۔

قریباً نصف گھنٹہ وہ اس کام میں مصروف رہی حقیقت میں کام صرف چند منٹ کا تھا مگر جین ایک خوش مزاج۔ خوش خواہ لڑکی تھی۔ وہ مزے مزے سے کام کرتی اور ساتھ ساتھ کوئی گیت گاتی رہی۔ بر کر کی موجودگی سے وہ اسی طرح لاعلم تھی جیسے وہ پرندہ جو جھاڑی میں چھپے ہوئے زہریلے سانپ کی موجودگی سے بے خبر ہوتا ہے۔ آخر جب اس کام سے فارغ ہو کر رخصت ہوئی۔ تو بر کر نے سوچا کہ اب اتنی دیر اس جگہ چھپ کر پڑا رہنے کے بعد مناسب یہی ہے کہ اسی

حالت میں میڈم انجلیک کا انتظار کیا جائے جب وہ اس کمرہ میں آکر سو جائے گی۔ تو نیچے سے نکل کر پہلے اس کو جگا دوں گا۔ پھر ڈرا دھمکا کر جس قدر نقدی اور زیور اس کے پاس ہے۔ سب کا سب دینے پر مجبور کروں گا۔ اس سے خاص فائدہ یہ ہوگا کہ وہ میری واپسی میں مزاحم نہ ہوگی۔ بلکہ خود بحفاظت گھر کے باہر چھوڑ آئے گی۔ حالانکہ اگر میں نے اپنے طور پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کی تو کیا عجب مالکن یا نوکرانی مجھے دیکھ کر شور و غل مچا دیں۔ اور کسی نئی مشکل کا سامنا ہو۔ پس سارے پہلو سوچ کر اس نے پلنگ کے نیچے دبکے رہنے میں ہی بہتری سمجھی۔

قریباً ایک گھنٹہ بعد اسے ہال میں میڈم انجلیک کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی اسکی آواز خادمہ کو مخاطب کرکے یہ کہتی سنی گئی۔ کہ آج کا کھانا مجھے بالکل ناپسند تھا۔ تم ذرا مچھلی والے کی دوکان پر جا کر تھوڑی سی پکی ہوئی مچھلی لا دو۔ اسے کھا کر سوؤں گی۔

بہت اچھا میم لا دیتی ہوں" حسین نے جواب دیا۔ "مگر آپ حکم دیں تو اس لالٹین کو نشست کے کمرہ میں رکھ آؤں؟"

"کچھ ضرورت نہیں۔" میڈم انجلیک نے کہا "یہیں پڑی رہنے دو۔ البتہ میرے کمرہ کیلئے ایک موم بتی جلا کر دے دو۔ چاندنی رات میں تمہیں کسی طرح کا خوف تو نہ ہوگا؟"

"نہیں میم۔ خوف کچھ نہیں۔" حسین خادمہ نے جواب دیا۔ اور وہ بیگم کو جلتی ہوئی شمع دے کر رخصت ہوئی۔

میڈم انجلیک موم بتی ہاتھ میں لئے زینہ پر چڑھنے لگی۔ مگر جیسے ہی خواب گاہ میں داخل ہوکر شمع کو ایک تپائی پر رکھا۔ اور لباس تبدیل کرنے لگی۔ تو کیا دیکھتی ہے کہ پلنگ کے نیچے کسی مرد کا بھاری بوٹ گرد و غبار سے لت پت کسی قدر باہر نکلا ہوا نظر آتا ہے۔ اسے دیکھتے ہی غریب کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ بدن کانپنے اور دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ ایک لمحہ کے لئے وہ اس خوفناک بوٹ کی طرف ٹکٹکی لگائے تصویر حیرت بنی کھڑی رہی۔ پھر ایک جگر دوز چیخ مار کر پچھلے پاؤں دروازہ کی طرف بھاگی۔ مگر بدقسمتی سے فرش پر بچھی ہوئی دری میں پاؤں جو اٹکا تو دھم سے گر پڑی۔

برک نے یہ حال دیکھا تو کمین سے نکل کر پیچھے دوڑا۔ چنانچہ جس وقت میڈم انجلیک فرش سے اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ تو کیا دیکھتی ہے کہ وہی شیطان صورت خلاصی جسے چند دن پیشتر اس نے کچھ خیرات دی تھی۔ اور جس نے بعد ازاں کسی نامعلوم وجہ سے ڈیوک آف مارچ مونٹ

پرواز کیا تھا ۔ اسکی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھ رہا ہے ۔

اپنے مضبوط ڈنڈے کو خوفناک انداز سے ہلا کر کہنے لگا "خبردار اگر تم نے ذرا بھی آواز نکالی تو فوراً مغز پاش پاش کر دوں گا ۔"

اس دھمکی کے باوجود میڈم اینجلیک کے منہ سے بے اختیار دو تین چیخیں اور نکلیں ۔ برکر نے گالی دے کر ڈنڈے کو سر سے اونچا اٹھایا ۔ اور قریب تھا کہ ایک ہی وار میں اس کا بھیجا اڑا دیتا ۔ کہ بدنصیب عورت خطرہ سے آگاہ ہو کر کہنے لگی "خدا کے لئے مجھے نہ مارو ۔ تم جو مانگتے ہو دے دوں گی ۔"

"ہاں اب تم سمجھ کی باتیں کر رہی ہو" برکر نے ڈنڈا نیچا کرتے ہوئے کہا "مگر ذرا جلدی کرو کہ ادھر سے فارغ ہو کر آرام سے مچھلی کھا سکو ۔"

عین اس وقت سر فریڈرک لیتھم نے جو سائیس کو سرائے میں چھوڑ کر اس جگہ تک پیدل آیا تھا دروازہ پر دستک دی ۔ مگر چونکہ یہ واقعات مکان کے پچھلے حصہ میں پیش آ رہے تھے اس لئے آواز وہاں تک نہ پہنچ سکی ۔ جیسا بیان کیا گیا ہے ۔ دستک دینے کے فوراً بعد چیخوں کی آواز مکان کے ہر حصہ میں گونج اٹھی ۔ سر فریڈرک نے خیال کیا کہ ضرور کوئی واردات ہو رہی ہے ۔ پس دوڑتا ہوا مکان کے پچھلی طرف گیا ۔ جیمز باہر جاتے ہوئے دروازہ کھلا چھوڑ گیا تھا ۔ وہ اس راہ سے اندر گیا ۔ مگر آگے بڑھا تو ایک مرد کی بھاری آواز یہ کہتے سنائی دی "کیا ! فقط ۳۲ پونڈ ؟ بس رہنے دو تمہارے ایسی عورت کے پاس تو ۔ ۔ ۔"

"میں سچ کہتی ہوں ۔ گھر میں اسی قدر روپیہ موجود ہے" میڈم اینجلیک نے خوف سے کانپتے ہوئے جواب دیا ۔

مرد نے پھر گالی دی ۔ مگر اتنے میں سر فریڈرک لیتھم یہ معلوم کر کے کہ گھر میں چور گھسے ہوئے ہیں دبے پاؤں زینہ پر چڑھنے لگا تھا ۔ زینہ پر قالین کے ٹکڑے بچھے ہوئے تھے ۔ اس لئے پاؤں کی چاپ دب گئی ۔ اور وہ اچانک اس جگہ جا پہنچا ۔ جہاں برکر میڈم اینجلیک کو دھمکا رہا تھا ۔

"آہ ! کیا تم ہو ؟" اس نے خلاصی کو دیکھ کر کہا ۔

میڈم اینجلیک کے منہ سے خوشی کی چیخ نکلی ۔ مگر برکر بھوکے شیر کی طرح ہاجن پر جھپٹا ۔ وہ بھی اس سے کمزور نہ تھا ۔ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے ۔ میڈم اینجلیک نے بھی سر فریڈرک کی مدد کی اور دونوں نے مل کر بہت جلد اس بدمعاش کو فرش زمین پر گرا لیا ۔

سر فریڈرک ۔لے تھامے رہئے" فرانسیسی عورت نے بدحواسی سے کہا "میں پولیس کے آدمیوں کو بلاتی ہوں۔"

"ٹھیرو میڈم۔ ٹھیرو" مہاجن نے ایک گھٹنہ برکر کے سینہ پر رکھ کر دائیں ہاتھ سے اس کا گلا دباتے ہوئے کہا "جس طرح میں کہتا ہوں اسی طرح کرنا ہوگا۔"

"مگر صاحب یہ بدمعاش۔۔۔"

"میں اس سے نپٹ لوں گا تم ذرا دروازہ بند کر دو۔"

فرانسیسی عورت جتنی خوف زدہ تھی۔ اتنی ہی متعجب ہوئی۔ بہرحال اس نے دروازہ پھیر دیا جس کے بعد سر فریڈرک نے برکر سے مخاطب ہو کر کہا "دیکھو اگر تم میرے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دے سکے تو فوراً رہا کر دوں گا۔ لیکن ذرا بھی حیل وحجت کی تو ضرور حوالہ پولیس کر دیئے جاؤ گے۔"

"ظاہر ہے کہ میں پہلی شرط کو ہی پسند کروں گا" برکر نے سانس لینے کے لئے منہ کھول کر کہا۔

"بتائیے وہ کونسے سوال ہیں؟"

"پرسوں رات بھیم پل کے پاس سڑک پر تم نے کسی آدمی کو لوٹنے کی کوشش کی تھی" مہاجن نے کہا "مگر جب پکڑے گئے تو تم نے ایک شخص۔ لارڈ رسبرک سے کہا۔ کیوں دوست اس تجوری اور کیش بکس کا کیا ہوا؟ اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس فقرہ کا مطلب کیا تھا؟"

"بالفرض میں سب حال آپ سے کہہ بھی دوں تو اس کی کیا ضمانت ہے۔۔۔؟"

"کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا" مہاجن نے کہا "اس کی بہترین ضمانت میرا وعدہ ہے۔ لیکن اگر تمہیں اس کا بھی پاس نہ ہو تو یوں سمجھ لو کہ میرے سوالوں کا جواب دے کر تم اپنی حالت کو بہتر تو بنا سکتے ہو بدتر نہیں بنا سکتے۔"

"ہاں سچ ہے" برکر نے تسلیم کیا "اچھا تو سنو۔۔۔ مگر وہ لڑکی پہلی لے کر آ رہی ہوگی۔۔۔"

"میڈم تم جا کر اپنی نوکرانیوں کو سمجھاؤ۔ اور یہاں مت آنے دو" مہاجن نے میڈم اینجلیک سے کہا۔

"ان میں سے ایک ہی تو گھر میں ہے" برکر نے کہا۔

"خیر ایک ہو یا دو ہوں تم مہربانی سے اس کو دوسرے کمرہ میں لے جاؤ" مہاجن نے کہا "مگر اس کا خیال رکھو کہ یہ حال کسی کو معلوم نہ ہو۔ ڈرنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ یہ شخص ہر طرح میرے بس میں ہے"

میڈم اینجلیک یہ حکم پا کر چلی گئی۔ اور مہاجن نے برکر کو بدستور دبائے رکھ کر کہا "میں تم سے

اپنی شرطیں بیان کر چکا ہوں۔ آؤ سارا حال سچ سچ بیان کر دو۔"

"بہت اچھا میں آپ پر بھروسہ کر کے سب حال کہہ دیتا ہوں" برکر نے جواب دیا "بات دراصل یہ ہے کہ جس رات آپ کے ہاں جلسہ دعوت تھا میں نے ... مگر دیکھئے سارا حال سن کر آپ ناراض نہ ہوں ..."

"نہیں نہیں۔ کہو۔"

"اس رات میں نے سوچا کہ آپ کے مکان میں سیندھ لگانے کا اچھا موقعہ ہوگا۔ کیونکہ ایسی حالتوں میں نوکر لوگوں کو اکثر اوقات مدد دینے سے انکار نہیں ہوتا۔ چونکہ میں تھوڑا بہت قیافہ شناس بھی ہوں۔ اس لئے یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا کہ نوکروں میں سے کس کس کو ڈھتے پر لگایا جا سکتا ہے ..."

"خیر تم یہ قیافہ شناسی کا جھگڑا چھوڑو" سر فریڈرک نے بے چین ہو کر کہا "مختصر یہ کہ اس رات تم میرے گھر کے پاس پاس چھپے پھر رہے تھے۔"

"جی ہاں آپ نے خوب سمجھا" برکر نے جواب دیا "اسی طرح گھومتے ہوئے مجھے ایک کھڑکی کی راہ سے اندر جھانکنے کا اتفاق ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شریف آدمی تجوری کھول کر کیش بکس میں سے نوٹ اور اشرفیاں نکال رہا ہے۔ اسے دیکھ کر میں نے سوچا..."

"تمہارا سوچنا گیا جہنم میں یہ بتاؤ وہ شریف آدمی کون تھا؟"

"ارے صاحب میں کیا اسے بھول سکتا تھا" برکر نے انداز اطمینان سے جواب دیا "میں ایک بار پیشتر اس سے سڑک پر مل چکا تھا۔ اس لئے فوراً پہچان گیا۔ کہ وہ آپ ہی کا سالا لارڈ رشبروک تھا"

"اچھا اس نے کیش بکس خالی کر لیا؟..."

"خالی۔ بالکل خالی" برکر نے اپنے لفظوں پر زور دے کر کہا "اور یہ کام حیرت خیز پھرتی سے کر کے اس نے کیش بکس کو پھر تجوری میں رکھ دیا۔ عین اس وقت اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا تو میری صورت دیکھ کر پہلے بڑے زور سے چونکا۔ اس کی رنگت ہلدی کی طرح زرد ہو گئی۔ ادھر میں بھی تیر کی طرح بھاگا۔ بہرحال میرے لئے یہ سمجھنا دشوار نہ تھا کہ وہ اس کام کو چوری چھپے کر رہا ہے۔ پس میں نے اس بات کو یاد رکھا اور اس کے بعد جب ایک روز اپنے آپ کو اس کے قابو میں پایا تو اسی کیش بکس والے منتر کو آزمایا۔ اور یہ اتنا کارگر ثابت ہوا کہ الفاظ سنتے ہی اس نے مجھے چھوڑ دیا۔"

"خیر یہ تو ہوا۔" مہاجن نے انداز اطمینان سے کہا "اب میرے دوسرے سوال کا جواب دو۔ اگر اسی طرح راست بیانی کرو گے تو تمہیں کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ تم لارڈ رشبروک سے ایک بار پہلے ملنے کا

ذکر کرتے ہو۔ کیا اس وقت تم نے اسے لوٹا تھا؟ اور اگر لوٹا تھا تو بتاؤ اس سے کس قدر نقدی چھینی تھی؟ میں پھر کہتا ہوں کہ میری بات کا سچ سچ جواب دو گے تو میں تمہیں اس روپیہ کی واپسی کے لیے مجبور نہ کروں گا۔ بلکہ یہاں سے چپ چاپ کسی طرف کو بھیج دوں گا۔"

"تب میں مانتا ہوں کہ بے شک میں نے لوٹا تھا۔" برک نے جواب دیا۔ "مگر یہ کام میرے لیے بہت منحوس ثابت ہوا۔ روپیہ الگ ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور خود ایک مشکل سے بال بال بچا۔"

"بتاؤ کتنا روپیہ تھا جو تم نے اس سے لوٹا؟" سر فریڈرک نے دریافت کیا۔

"پورا دو ہزار پونڈ اور یہ سب بنک نوٹوں کی صورت میں۔" برک نے جواب دیا۔ "جب میں نے نوٹوں کی تھیلی چھینی تو اتنی بڑی رقم کا ذرا بھی گمان نہ تھا۔ رقم تو مل گئی مگر اب ایک نئی مشکل پیش آئی کہ اکثر نوٹ چونکہ پچاس پچاس اور سو سو پونڈ کے تھے۔ اس لئے ان کے چلانے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ میرے لئے وہ اتنے ہی بیکار تھے۔ جیسے کہ یہ اس بڈھے کے لئے ثابت ہوا۔ جس نے اسے لاٹری میں حاصل کیا تھا۔ سوچتے سوچتے یاد آیا کہ میرے دوستوں میں ایک بڈھا یہودی نوٹ بھنانے کا کاروبار کرتا ہے۔ پس میں سیدھا اس کے پاس گیا۔ اور نوٹ پیش کئے۔ اس نے بڑے نوٹ سب رکھ لیے اور ایک سو پونڈ کمیشن کے وضع کر کے باقی رقم کے پانچ پانچ پونڈ کے چھوٹے نوٹ دے دیے۔ ساتھ ہی کہنے لگا یہ تمہاری خوش نصیبی تھی کہ میرے ہاں چلے آئے ورنہ کوئی اور آدمی رقم میں بھی یہ کام نہ کرتا۔ پہلے تو میں بھی سمجھتا تھا کہ بڑے نفع کا سودا ہوا ہے۔ مگر جب میں نے اس کے دیے ہوئے نوٹوں میں سے ایک کو چلانے کی کوشش کی اور دکاندار اسے دیکھ کر کہنے لگا۔ یہ تو جعلی ہے میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں۔ تب میری آنکھیں کھلیں۔ وہ تو میری خوش نصیبی تھی کہ وقت پر اوسان نہیں ہارے۔ اور اس کے سر پہ زور کا ڈنڈا رسید کر کے فوراً اسے بیہوش کر دیا ورنہ میرا گرفتار ہونا یقینی تھا۔ خیر جس طرح ہو سکا میں وہاں سے بچ کر آ گیا۔ مگر معلوم ہوا کہ بڈھے یہودی نے جتنے بھی نوٹ دئیے سب جعلی تھے۔ اس روز آدھی رات کے قریب میں اس خیال سے اس کے مکان پر گیا۔ کہ اس سے بھی دو دو ہاتھ کروں مگر وہ بدمعاش پہلے ہی کسی طرف کو فرار ہو چکا تھا۔ دیکھیے مجھ غریب پر کتنا بھاری ظلم ہوا ہے۔"

سر فریڈرک اس لمبی داستان کو بے صبری سے سنتا رہا تھا۔ اب قصہ ختم ہوا تو اسے چونکہ اور کوئی سوال نہیں پوچھنا تھا۔ اس لیے برک کا ڈنڈا اتار کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور چند قدم پرے ہٹ کر ڈنڈے کو اس مضبوطی سے پکڑے ہوئے کہ معلوم ہوتا تھا۔ ہر قسم کے مقابلے کے

لیئے تیار ہے کہنے لگا۔ "اب تم چپ چاپ گھر سے نکل جاؤ۔ اور میرے آگے آگے چلو۔ خبردار پھر کبھی ان اطراف میں آنے کی جرأت نہ کرنا۔ ورنہ فوراً حوالہ پولیس کر دوں گا۔"

"اطمینان رکھئے نہیں آؤں گا۔" برکر نے جواب دیا۔ "میں نے ان اطراف سے آگے ہی بھر پایا ہے"
اتنا کہہ کر سیاہ کار مجرم مار کھائے ہوئے کتے کی طرح زینہ سے اترنے لگا۔ سر فریڈرک ڈنڈا ہاتھ میں لیئے اس کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ اور آخر دروازہ تک چھوڑ کر واپس ہوا۔

اس اثنا میں میڈم اینجلیک نے حسین خادمہ جین کو جو مچھلی خرید کر واپس آگئی تھی۔ دوسرے کمرہ میں باتوں میں لگا رکھا تھا۔ اس لیئے اس غریب کو بالکل معلوم نہ ہو سکا کہ گھر میں ایسا خطرناک آدمی چھپا ہوا تھا۔ بے شک اس نے محسوس کیا کہ میڈم اینجلیک غیر معمولی بے قرار اور مضطرب نظر آتی ہے۔
بہر حال وہ اس کی صحیح وجہ معلوم کرنے سے قاصر رہی۔ آخر جب باہر کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی، تو میڈم اینجلیک خادمہ سے جدا ہوئی۔ ہال میں سر فریڈرک بیٹھم ملا اور وہ اسے نشست گاہ میں لے گئی۔ جہاں اول الذکر نے اس سے کہا۔ "میڈم شاید تم اس بات پر تعجب کرو گی کہ میں نے اس بدمعاش کو چھوڑ دیا۔ مگر چونکہ تم اس گفتگو کا کچھ حصہ سن چکی ہو جو میرے اور اس کے درمیان ہوئی تھی اس لئے سمجھ گئی ہو گی کہ میری نرمی کا ایک خاص سبب تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ مجھے اس کی زبانی بعض ایسے حالات معلوم ہوئے ہیں جن کی مجھے اشد ضرورت تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس واقفیت کے بدلے وہ اس قدر نرمی کا جو اس سے کی گئی ہے۔ ہر حال میں مستحق تھا۔ بس میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ ہاں اسکی ضرور تاکید کرتا ہوں کہ یہ واقعات پردہ راز میں رہیں کبھی سے ان کا ذکر نہ کیا جائے۔"

"اطمینان فرمایئے کہ اسی طرح ہو گا۔" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "صبح آپ نے مجھ پر جو احسان کیا تھا۔ اس کے بدلے میں آپ کا ہر ایک حکم دل و جان سے بجا لانے کو تیار ہوں۔ مگر یہ تو کہئے آپ عین وقت پر کس طرح مدد کو پہنچ گئے؟"

سر فریڈرک نے سارے حالات بیان کر کے کہا کہ میں صبح کی گفتگو کے سلسلہ میں چند ایک سوالات اور پوچھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے وہ سوالات بیان بھی کئے۔ مگر میڈم اینجلیک کسی طرح کی مزید واقفیت بہم نہ کر سکی۔ اس نے باصرار کہا کہ گو لیڈی انسٹیشیا میری دوکان پر کسی غیر مرد سے ملا کرتی تھی تاہم مجھے اس مرد کو دیکھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ گویا سر فریڈرک اسکی کوٹھی سے بالکل ناکام واپس گیا۔

مگر برکر کے بیان سے کیتھ نکس کا معمہ حل ہو چکا تھا۔ قدرتی طور پر سر فریڈرک نے یہی سمجھا

کہ انسٹیشیا نے تجوری کی کنجی بھائی کو دے دی۔ اور وہ اسکی رضامندی سے روپیہ نکال لے گیا۔

گھوڑے پر سوار ہو کر مکان کی طرف واپس جاتے ہوئے اس شہزادے نے کسی قدر بلند آواز میں اپنے آپ سے کہا: ساری شرارت اسی بدکردار انسٹیشیا کی ہے۔ پہلے اس نے گناہ کیا۔ پھر اسراف اور سب سے آخر بھائی کو اپنے شوہر کی نقدی چرانے میں مدد دی۔ تف ہے عورت ذات پر! اور تف ہے ان بے وقوف مردوں پر جو حسن و جمال کی خیرگی سے اندھے ہو کر امیرزادیوں سے شادیاں کرتے ہیں خیر وہ وقت دور نہیں جب ان رازوں کا انکشاف ہوگا۔ انسٹیشیا کے جرم و گناہ کا معاملہ صاف ہوگا۔ اس نے جو دغا کی ہے۔ میں اس کا عبرت ناک انتقام دوں گا یعنی کل ہی اس کو ہمیشہ کے لئے گھر سے نکال دوں گا۔"

انیسویں جلد ختم ہوئی

رینالڈس کا بلند ترین ناول

مسٹریز آف لنڈن

سلسلہ اول

اُردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول ہے۔

قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار اور پُر شور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائش فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پُر ہے مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع۔ ایسے عجیب اور نئے حیرت خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا۔ غضب کا دلفریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی۔ افلاس و دولت کے بے شمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں۔

اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے اصل عبارت کے مطابق ہے مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سینکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں۔

۱۴ جلدوں میں مکمل ضخامت ۸۴۳۲ صفحوں سے زیادہ قیمت مبلغ ۵ محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ حصہ اول کی قیمت عہ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ ر علاوہ محصولڈاک ہے

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

کتاب کا نام	انگریزی نام	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۸ حصے)	مسٹریز آف لنڈن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	۵ للعہ ۸ر
" (۸ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۶۶۴	۵ للعہ ۱۲ر
خونی تلوار	میکیر آف گلنکو	"	۸۵۸	لعہ
باپ کا قاتل	پیری ساؤنڈ	منشی شمیم الدین صاحب لاہوری	۵۱۶	للعہ ۸ر
شام جوانی (۲ حصے)	ینگ ڈچس	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی آنجہانی	۶۰۰	۶ ۱۵ر
شام غربت	پوپ جان	میر کرامت اللہ صاحب امرتسری	۴۳۹	سے
سوز عشق	سمیسٹریس	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرد	۵۲۰	۶ ۴ر
عمر عیاش	عمر	منشی احمد الدین صاحب بی۔اے مرحوم	۲۸۸	عہ ۸ر
فسانہ الہ دین و لیلیٰ	لیلیٰ یا سٹار آف منگریلیا	منشی امیر حسن صاحب	۶۲۷	۶ ۸ر
لعبت فرنگ	برونز سٹیچو	منشی رام نرائن صاحب	۷۲۴	۶ ۸ر
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی۔اے	۱۴۸	۱۲ر
سپاہی کی دلہن	سولجرس وائف	ڈاکٹر لکھشمی دت صاحب عابد	۱۴۴	۱۲ر
روزا لمبرٹ (۲ حصے)	روز المبرٹ	منشی جے نرائن صاحب ورما اثر لکھنوی	۳۵۶	عہ ۸ر
اسرار (۲ حصے)	نیکرو سینیر	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴	عہ ۱۳ر
ویگز ولشیبڑ ا	ویگز دی ویر ولف	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۳۴	۶ ۸ر
دہوکا یا طلسمی خانوس	ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	۶
پادشاہ محل (۵ حصے)	کینتھ	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۰۰۰	سے ۱۲ر
ناشاد کام	الفرڈ	منشی امجد حسین خاں صاحب مرحوم	۲۱۰	عہ ر
اسرار حرم	لوز آف دی حرم	منشی احمد الدین صاحب بی۔اے مرحوم	۲۱۰	عہ ۸ر
سرگذشت (۴ حصے)	میری پرائیس	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	سے ۱۲ر
نیرنگ	فشرمین	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	۸ر
قدیم لندن کے اسرار	اولڈ لنڈن	...	۱۴۴	عہ ۸ر

لال برادرس، ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

فسانہ لندن

رینالڈس کے ہوشربا ناول مسٹریز آف لندن کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

سلسلہ اول

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ اور عبرت خیز ہے قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گذار اور پر شور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائش نزد گاہیں موجود ہیں دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کیلئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع۔ ایسے عجیب اور لطف حیرت خیز گر کر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔

۲۷ جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۳۸۴ صفحوں سے زیادہ قیمت ۵ع محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں حصہ اول کی قیمت عہ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ار علاوہ محصولڈاک ہے

سلسلہ ثانی

رینالڈس کے معرکۃ آرا ناول مسٹریز آف لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی اور اعلیٰ آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو اور خدا اسے نیکی کی توفیق دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کیلئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ ۲۵ جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۶۴۸ صفحوں سے زیادہ قیمت ۱۲ع محصولڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں ہر حصہ کی قیمت ۱۲ار علاوہ محصولڈاک ہے

غرورِ حسن

رینالڈس کے شہکار اگنس یا ہوٹل اینڈ پلیسرز کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

واقعات کی نوعیت۔ بیان کی رنگینی۔ مطالب کے اظہار۔ ترکیبوں کی دلنشینی اور الفاظ کی گہرائی اور تاثیر میں بمشکل کوئی قصہ اس حیرت انگیز ناول کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ داستان اتنی وسیع اور اس میں کام کرنے والے اتنے بے شمار ہیں کہ قصہ کا خلاصہ پیش کرنا غیر ممکن ہے۔ حاصل کلام یہ کہ بالکل مسٹریز کی طرز کا مگر اس سے انوکھا اور بدرجہ غایت دلکش پیرایہ فسانہ ہے جس کی اشاعت نے اردو ادب لطیف کی سطح پر سکون میں تلاطم برپا کر دیا۔ قابل مصنف کا نام بیان کی جس عریانی کے لئے مشہور ہے۔ وہ اس ناول میں ختم ہے۔ اگر اس پہلو سے دیکھا جائے تو مسٹریز کے واقعات بھی اس کے آگے ہیچ ہیں۔

کل ۸ حصوں کی قیمت ۲۱ روپے صفحات ۲۲۰۸ سے زیادہ الگ الگ ہر ایک حصہ کی قیمت ۱۲/ علاوہ محصول ڈاک۔

گردشِ آفاق

رینالڈس کے حیرت انگیز ناول جوزف ولمٹ کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

قصہ کا ہیرو جوزف ولمٹ ایک بے سر و سامان یتیم لڑکا ہے جس کو حالات کی مجبوریوں سے کئی رنگ دیکھنے پڑتے ہیں۔ وہ کئی کئی طرح کی آزمائشوں سے گذرتا۔ کئی انقلابات دیکھتا اور لاتعداد مصیبتوں کا نشانہ بنتا ہے۔ اس کی ہر ایک ملازمت بجائے خود ایک داستان ہے اور اس کی ہستی ایک ایسے پردہ راز میں پوشیدہ ہے جس کا صحیح حال کتاب کے آخر میں جا کر ہی کھلتا ہے۔ قابل مصنف نے اس عظیم الشان کتاب میں لاتعداد کیرکٹر داخل کئے ہیں جن کی عجیب و غریب خصوصیتیں ناظرین کے دلوں میں درد، غصہ، رحم اور ہنسی پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔

۸ حصوں میں کل ۳۲۰۰ سے زیادہ صفحات قیمت ۲۱ روپیہ۔ الگ الگ ہر ایک حصہ کی قیمت ۱۲/ علاوہ محصول ڈاک۔